تحریک اہلحدیث کے چند اوراق

حصہ اوّل

از

مفتی محمد عبدہ الفلاح

www.KitaboSunnat.com

ادارۃ البحوث الاسلامیۃ
جامعہ سلفیہ / فیصل آباد، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

286

جملہ حقوق بحق ادارۃ البحوث الاسلامیہ
جامعہ سلفیہ محفوظ ہیں۔

طبع اول ـــــ رجب ۱۴۱۱ھ / جنوری ۱۹۹۱ م

قیمت ـــــ ۳۵/- روپے

07803

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادارہ البحوث الاسلامیہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد اس سے قبل کئی علمی وتحقیقی کتب شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر چکا ہے اور اب اپنے معزز قارئین کے لیے انتہائی مفید کتاب "تحریک اہل حدیث کے چند اوراق" کا پہلا حصہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

یہ اپنے موضوع پر منفرد کتاب ہے جسے معروف محقق مایہ ناز عالم دین استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد عبدہ الفلاح حفظہ اللہ نے اپنی شب و روز کی محنت شاقہ سے ترتیب دیا ہے آپ نے اس تحریک اہل حدیث کو ابتدا سے لے کر موجودہ دور تک نہایت عمدہ تسلسل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اہلحدیث کوئی فرقہ نہیں بلکہ کتاب وسنت کے احیاء کے لیے ایک تحریک ہے جو ہر زمان ومکاں میں موجود رہی اور یہی وہ تحریک ہے جو سلف صالحین کے مشن کی تکمیل کے لیے دن رات مصروف کار ہے۔

تحریک اہل حدیث کی ان کاوشوں اور ناقابل فراموش واقعات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس تحریک میں شامل تمام علماء کرام اور کارکنان کا تذکرہ کیا گیا ہے

اس کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے

بقیہ دو حصے بھی عنقریب منظر عام پر آجائیں گے۔ انشاء اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے جس سے آپ سب قارئین مستفید ہوں گے اور امید ہے کہ تحریک اہل حدیث کے حوالہ سے آپ کی معلومات میں گراں قدر اضافہ ہوگا۔

خاص کر ہمارے نوجوان اپنے اسلاف کے کارناموں سے آگاہی حاصل کریں گے اور کتاب وسنت کی سربلندی کے لیئے ان کی مساعی جمیلہ سے خود بھی سبق حاصل کریں گے۔

اور اپنے لیئے مشعل راہ بنائیں گے۔

ہم اپنے قارئین سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس کتاب کے ضمن میں اپنی تجاویز اور تبصروں سے نوازیں گے۔

تاکہ آئندہ بقیہ دو حصوں کی اشاعت میں آپ کی آراء اور تجاویز کو مدنظر رکھا جائے

مدیر

ادارہ البحوث الاسلامیہ

جامعہ سلفیہ فیصل آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عنوانات	نمبر صفحہ
تحریک اہلحدیث یا سلفی تحریک	۵
امام مالکؒ اور مدینہ منورہ کی مرکزیت	۹
مدینہ کے فضائل	۱۰
مدینہ طیبہ کی علمی اور فقہی حیثیت	۱۱
تعامل اہل مدینہ کی حجیت	۱۲
تعامل اہل مدینہ کی شرعی حیثیت	۱۴
مدینہ کے علم کا سرچشمہ	۱۹
علماء کوفہ کی محاذ آرائی	۲۰
فقہ ورائے اور اہل مدینہ	〃
علمائے کوفہ	۲۱
امام شافعیؒ کے کارنامے	۲۵
ہندوستان میں علم حدیث	۳۳
امرتسر	۵۳
امام عبداللہ غزنوی کے مختصر حالات	۵۳
حضرت علامہ حافظ محمد صاحب لکھوی	۵۴
گوجرانوالہ	۵۷
حافظ عبدالمنان وزیرآبادی	〃
مدرسہ احمدیہ آرہ نگر	۶۰
غازی پور	۶۱
ڈیانواں پٹنہ صوبہ بہار	۶۲
تالیفی کام کا جائزہ	۶۳
تحریک اہلحدیث اور مقلدین	۷۹
رفع یدین فی الصلوٰۃ	۸۱
فاتحہ خلف الامام	۸۲
تفسیر قرآن	۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروح حدیث	۸۷	قبر پرستی	۱۲۱
حضرت النواب ومولانا عبدالحی	۹۲	ظہور دعوت اور اس کے اثرات	۱۲۲
اہل حدیث اور شیعہ	۹۶	شیخ الاسلام کا صبر واستقامت	۱۲۳
شیعہ کی حقیقت	۹۶	امیر محمد بن سعود کے بعد	۱۲۴
تنظیم اہلحدیث	۱۰۰	حکومت عثمانی کا کردار	۱۲۷
مجتہد العصر حضرت العلام	۱۰۱	الامام العادل جلالۃ الملک المعظم عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود	۱۳۲
حافظ عبداللہ محدث روپڑی ؒ		امام عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن کی حسن تدبیر	۱۳۵
آمدم برسر مطلب	۱۰۷	شریف مکہ اور سلطان ابن سعود	۱۳۶
جلالۃ الملک عبدالعزیز ابن سعود اور جمعیت اہلحدیث پنجاب	۱۲۰	طائف پر حملہ	۱۳۸
پس منظر	۱۲۰	مخالفین کے اعتراضات اور اہلحدیث	۱۴۱
وہابیت کی نسبت	۱۲۱	قرن الشیطان کا ظہور	۱۴۱
		شاہ فیصل شہید	۱۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

تحریک اہل حدیث یا سلفی تحریک

اہل حدیث کسی ایک فرقہ کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک نظریاتی اور اصلاحی تحریک کا نام ہے جس کے مقاصد میں کتاب وسنّت کے ساتھ تمسک کو اساسی حیثیت حاصل ہے اور خیر القرون کے بعد، مرور زمانہ کے ساتھ جتنے فتنے اور فسادات رونما ہوئے اس نظریہ کے حامل لوگوں نے ان کا مقابلہ کیا اور اسلامی معاشرہ کو بدعات اور رسوم شرکیہ سے پاک کرنے اور تقلیدی جمود کو ختم کرنے کے لیے اس تحریک نے قابلِ قدر کارنامے سرانجام دیئے۔

پس اس تحریک کا مقصد کتاب وسنت کے ساتھ مضبوط تمسک اور عروہ وثقیٰ کو تھامنا ہے تاکہ دین فتنوں سے محفوظ رہے اور تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں نے کتاب وسنت کو اپنا شعار بنائے رکھا ہے وہ شاہراہ پر قائم رہے ہیں مگر جب سے کتاب وسنت کو چھوڑ کر عقل و قیاس کی پیروی شروع کر دی اسلام کی شاہراہ سے دور چلے گئے اور افتراق و نفاق کا شکار ہو گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بناء پر اہل حدیث مکتب فکر نے کتاب و سنت پر عمل کو اپنا رہنما اصول قرار دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وصایا میں فرمایا:۔

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّتِي۔ (مؤطا)	میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں اگر ان دونوں سے تمسک کرو گے اور ان پر عمل کرتے رہو گے تو دنیا میں گمراہی اور ضلالت سے محفوظ رہو گے۔

اور وہ دو چیزیں کتاب اللہ اور میری سنت ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ نے بدعات سے بچنے اور ان سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ	تم دین میں نئی چیزوں سے دور رہنا کیوں کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں جماعتی نظم و ضبط قائم رکھنے اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے سنت سے تمسک پر زور دیا:۔

عَلَيْكُمْ سُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ۔	کہ تم میری سنت پر قائم رہنا اور خلفاء راشدین کے طریق کو نہ چھوڑنا۔

مندرجہ بالا آیات اور احادیث کی روشنی میں اہل حدیث نے اپنے لئے رہنما اصول مقرر کئے:۔

(الف) کتاب و سنت کے ساتھ تمسک

(ب) بدعات سے نفرت اور ان کی تردید

(ج) جو چیزیں مسلمانوں میں فرقہ بندی کا موجب بنتی ہوں۔ ان کی مخالفت۔

یہ وہ بنیادی اصول و مبادیات ہیں جن پر اہل حدیث کے مسلک کی بنیاد ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلفاء راشدین اور صحابہ کرام بھی اسی طریق پر چلتے رہے ہیں انہوں نے ہمیشہ پیش آمدہ مسائل میں کتاب وسنت سے رہنمائی حاصل کی ہے اور شخصی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی، خواہ وہ خلیفۂ وقت کی رائے ہی کیوں نہ ہو۔ اس بناء پر اہل حدیث کو نیا فرقہ کے لقب سے پکارنا شرانگیزی اور بدنیتی پر مبنی ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ اہل حدیث مسلک کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وَمِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ مَذْهَبٌ مَعْرُوْفٌ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ اللّٰهُ اَبَا حَنِيْفَةَ وَمَالِكًا وَالشَّافِعِيَّ وَاَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فَاِنَّهٗ مَذْهَبُ الصَّحَابَةِ تَلَقَّوْهُ عَنْ نَبِيِّهِمْ وَمَنْ خَالَفَ ذَالِكَ كَانَ مُبْتَدِعًا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔	کہ ائمہ اربعہ ابوحنیفہؒ مالکؒ شافعیؒ اور احمدؒ بن حنبلؒ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اہل سنت کا مذہب مشہور ومعروف تھا اور یہ وہ مذہب ہے جو صحابہ کرام نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا اور اس مسلک کی مخالفت کرنے والا اہل سنت والجماعت کے نزدیک بدعتی ہے۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔ اور یہ مسلک، مسلک اہل حدیث ہے جو کہ آنحضرتؐ کے اقوال وافعال میں سب سے زیادہ بحث وتفتیش سے کام لیتا ہے اور آپؐ کی اتباع میں سب سے زیادہ رغبت کرنے والا ہے۔

نیز نقض المنطق میں لکھتے ہیں:۔

اهل الحديث فی كل زمان كاهل الاسلام مع سائر الاديان	کہ دوسرے فرقوں کے مقابلہ میں اہلحدیث مسلک کی وہی حیثیت ہے جو مذہب اسلام کی دوسرے ادیان کے مقابلہ میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بناء پر اہل حدیث کا ہمیشہ یہ کردار رہا ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں پر کتاب وسنت کو جاری کیا جائے اور سلف صالح کے طریق کار کی پابندی کی جائے قرآن وحدیث کی نشر واشاعت اور خدمت کی جائے شخصیت پرستی کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ ائمہ مجتہدین کے اقوال وفتاویٰ سے حسب ضرورت استفادہ کیا جائے۔ مگر کسی ایک کی تقلید نہ کی جائے اور نہ ہی یہ سمجھا جائے کہ حق صرف مذاہب اربعہ میں دائر ہے کیونکہ ائمہ معصوم نہ تھے ان کے فتوے غلط بھی ہو سکتے ہیں اور صحیح بھی۔

صحابہ کے بعد تابعین بھی اسی روش پر قائم رہے انہوں نے قرآن وحدیث کو واجب العمل قرار دیا۔ بدعات کی تردید کی اور کسی صحابی کی تقلید نہیں کی یہ سب اہل حدیث یعنی قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے تھے۔ چنانچہ ابوسعید الخدری نے اپنے تلامذہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّكُمْ خُلُوْفُنَا وَاَهْلُ الْحَدِيْثِ بَعْدَنَا[1]	کہ تم ہمارے خلف ہو اور ہمارے بعد تم ہی اہلحدیث ہو۔

دیکھئے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف تابعین کو اہلحدیث قرار دیا بلکہ "بعدنا" فرما کر تمام صحابہ کو اہل حدیث قرار دے دیا ہے۔

امام شعبیؒ کبار تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ذہبی نے ان کو علامۃ التابعین قرار دیا ہے اور لکھا ہے:۔

وهو اكبر شيخ لابی حنيفة	کہ یہ امام ابوحنیفہ کے سب سے بڑے استاد تھے

اور انہوں نے پانچسو صحابہ کو پایا ہے اور ۴۸ صحابہؓ سے حدیث روایت کی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے شعبی کو مغازی کا عالم ہونے کی داد دی ہے

---

[1] شرف اصحاب الحدیث ص ۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شعبیؒ فرماتے ہیں :۔

ادرکت خمسمأۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... کلھم اھل الحدیث[1]	کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سو صحابہ کو پایا ہے..... .....سب کے سب اہلحدیث تھے۔

اسی طرح تابعین اور تبع تابعین کے اکثر ناموں کے ساتھ اہل حدیث کا لفظ مذکور ہے۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد اور شرف اصحاب الحدیث میں تابعین کی مختصر فہرست دی ہے جن کے ناموں کے ساتھ لفظ اہل حدیث استعمال ہوا ہے۔ پھر تبع تابعین کے دور میں اہل حدیث کا مرجع امام مالکؒ بن گئے اور وہ امام اہلحدیث کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ اس لئے ہم امام مالک اور اس دور میں مدینہ منورہ کی مرکزیت پر بحث کرتے ہیں۔

امام مالکؒ اور مدینہ منورہ کی مرکزیت

مدینہ منورہ میں امام مالک کی حیثیت ایک امام حدیث وفقہ کی ہی نہ تھی بلکہ وہ فقہاء مدینہ کے علوم کے حامل، مدرسہ مدینہ کے رئیس اور مملکت اسلامیہ کے مفتی بھی تھے۔ امام موصوف نے جب "مدینہ منورہ" میں مسند علم و افتاء کو رونق بخشی تو مدینہ کی مرکزیت نے بلاد اسلامیہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اندلس اور دیگر شہروں سے حدیث وسنت کے سرچشمہ سے سیرابی کے لئے سفر شروع ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ کا مرکزی ثقل بھاری نظر آنے لگا۔ امام موصوف کی قبولیت کا یہ عالم تھا کہ اہل علم نہ صرف ان کے فتاوی کو عزت و وقار کی نظر سے دیکھتے بلکہ اتباع سنت کے جوش میں ان کے اکل و شرب اور لباس تک کو نمونہ سمجھتے اور امام مالکؒ کی مخالفت کرنے والوں کو اصحاب الرأی و الحیل یا دوسرے الفاظ میں عراقی ہونے کا طعنہ دیتے اور لوگوں میں

[1] تذکرہ ذہبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ رجحان پیدا ہوگیا کہ صحیح مسلمان بننے کے لئے اہل مدینہ کی پیروی ضروری ہے۔ جو معدنِ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن ہے۔

خلفاء وقت نے یکے بعد دیگرے امام مالکؒ کو طمع و لالچ دے کر اپنی طرف مائل کرنے کے لئے مسلسل کوششیں کیں۔ مگر امام مالکؒ نے حکومت وقت کے کردار پر صاد کرنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر حکومت نے مایوس ہو کر فقہاء احناف کی خدمات حاصل کرلیں اور افتاء و قضا کے تمام عہدے ان کے سپرد کر دیئے تو ان قضاۃ کو لوگوں نے درباری علماء کا خطاب دے دیا اور ان کے فتاوٰی کو اس عزت و توقیر کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا جو عظمت کہ امام مالک کے فتاوٰی کو حاصل تھی۔

امام مالکؒ کی حیثیت اور مقام سمجھنے کے بعد اب مدینہ منورہ کی مرکزیت اور اس کے پس منظر کو جاننا ضروری ہے۔ اس لئے اس کے متعلق بھی کچھ عرض کرتے ہیں۔

مدینہ کے فضائل

مدینہ نبویہ کی فضیلت میں متعدد احادیث مروی ہیں جن کی صحت پر علماء کا اتفاق ہے اس بلدۃ (طیبہ) کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ اسے "دار الھجرۃ والسنۃ" ہونے کا شرف حاصل ہے اور مہاجرین و انصار کا مرکز ہے جن کے فضائل و مناقب قرآن و سنت میں منصوص ہیں، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مدفن ہے۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں :۔

واختارھا بعد وفاتہ فجعل بھا قبرہٗ وبھا روضۃ من ریاض الجنۃ ومنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیس	کہ آنحضرت کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی قبر کے لئے اسے پسند فرمایا ہے اس میں روضۃ جنت اور آنحضرتؐ کا منبر ہے اور یہ شرف کسی اور شہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذالك فی البلاد وغیرھا[1] | کو حاصل نہیں ہے۔

اور اہل مدینہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وجیران فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ فضائل "مدینہ منورہ" کے سوا کسی دوسرے شہر کو حاصل نہیں ہو سکتے۔

مدینہ منورہ کو یہ فضائل اس کے دارالایمان اور کتاب وسنت کا مرکز ہونے کی بناء پر حاصل ہیں۔ نیز احادیث سے ثابت ہے کہ قرب قیامت یہی شہر اسلام کا قلعہ ثابت ہوگا اور دجال کے ظہور پر لوگوں کے ایمان وکفر کی کسوٹی بن جائے گا۔

مدینہ طیبہ کی علمی اور فقہی حیثیت

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد خیار صحابہ (انصار ومہاجرین) کی اکثریت مدینہ ہی میں مقیم رہی دور خلافت نبوت کا مرکز ہونے کا شرف بھی مدینہ ہی کو حاصل ہے۔ اس بنا پر سلف صالحؒ اہل مدینہ کے علم پر بھروسہ کرتے رہے اور اختلاف کی صورت میں اہل مدینہ کی رائے اور ان کے تعامل کو حجت قرار دیتے رہے اور اصحاب فتویٰ صحابہ کرام جو دوسرے بلاد اسلامیہ میں اقامت پذیر تھے۔ جب مدینہ آتے تو اپنے فتاویٰ کو استصواب کے لئے اہل مدینہ کے سامنے پیش کرتے اور بصورت خلاف رجوع فرمالیتے۔ چنانچہ امام مالکؒ فرماتے ہیں:۔

كان ابن مسعودؓ يُسأل بالعراق فيقول فيه ثم يَقْدَم المدينة فيجد الامر على غير ما قال فاذا رجع اخبر السائل بخلافه[2] | حضرت عبداللہ بن مسعود سے عراق میں جو فتویٰ پوچھا جاتا اس کا جواب دے دیتے مگر پھر مدینہ پہنچکر جب دیکھتے کہ انہوں نے غلط فتویٰ دیا ہے تو (اس سے رجوع فرمالیتے) واپس جاکر پہلے اس سائل کو ملتے اور اسے حقیقت حال سے آگاہ فرماتے۔

---

[1] المدارک ج ۱ ص ۶۲ و اعلام لابن القیم ج ۲ ص ۹۰ و رسالہ ابن تیمیہؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر بن عبد العزیز (خلیفہ اموی) کو مجدد المأۃ (دوسری صدی کے مجدد) ہونے کا شرف حاصل ہے ان کی حالت یہ تھی کہ وہ دوسرے بلاد اسلامیہ کی طرف سُنن و فقہ کی تعلیم و ترویج کے لئے خطوط لکھتے لیکن اہل مدینہ سے خود استفسار کرتے اور ان کے علم کو جمع کرنے کی کوشش فرماتے۔ چنانچہ اس بارے میں ابوبکر بن حزم کی طرف ان کا حکمنامہ تاریخ میں مفصل مذکور ہے جسے رسمی طور پر جمع و تدوین حدیث کے سلسلہ میں پہلا قدم قرار دیا گیا ہے اور امام شافعیؒ سے یہ بھی منقول ہے :-

اما اصول اهل المدينة	کہ اہل مدینہ کے اصول صحیح ہونے میں
فليس فيها حيلة من صحتها	کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

نیز امام شافعیؒ فرمایا کرتے :-

كل حديث ليس له اصل	کہ جس حدیث کی اصل اہل مدینہ نہ
بالمدينة ... ففيه ضعف	جانتے ہوں وہ حدیث یقیناً
	ضعیف ہے۔

اور اہل مدینہ کے اس فضل و مرتبت کا اہل مکہ بھی اعتراف کرتے۔ امام شافعیؒ بھی تو آخر اصالتاً مکی ہی ہیں۔

تعامل اہل مدینہ کی حجیّت

مندرجہ بالا وجوہ اور بہت سے دیگر عوامل کی بناء پر امام مالکؒ "عمل اہل مدینہ" کو حجت قرار دیتے اور اختلاف کی صورت میں اسے ترجیح دیتے۔ مدینہ کی یہ حیثیت امام مالک کے اس مکتوب سے خوب ظاہر ہوتی ہے جو انہوں نے اپنے معاصر دوست لیث بن سعد مصری (۱۷۵ھ) کی طرف رقم فرمایا اور لیث نے جواباً مدینہ کی اس حیثیت کو تسلیم کیا[1]

[1] تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳ - واعلام الموقعین لابن القیم ج ۳ ص ۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرحال مدینہ کے تقدم وفضیلت کا یہ پہلو خاص طور پر قابل بحث ہے اور امام مالکؒ نے اسے بہت اہمیت دی ہے۔ حتیٰ کہ خلفاء راشدین اور پھر تابعین کے عہد میں "عمل اہل مدینہ" کے خلاف روایت و حدیث کو بھی کچھ زیادہ اہمیت نہ دی جاتی تھی۔ حضرت عمرؓ تو منبر پر کھڑے ہو کر اعلان کرتے ہیں۔

احرج باللہ علی رجل روی حدیثا العمل علی خلافہ	کہ جو حدیث عمل اہل مدینہ کے خلاف ہو اس کے روایت کرنے میں احتیاط ضروری ہے۔

اور محمد بن ابی بکر ابن حزم جب اپنے عہدۂ قضاء کے زمانہ میں عمل اہل مدینہ کے مطابق کوئی فیصلہ کرتے اور ان کے بھائی عبداللہ[1] اعتراض کرتے کہ یہ فلاں حدیث کے خلاف ہے تو ابن حزم انہیں جواب دیتے :۔

فاین الناس عنہ یعنی ما اجمع علیہ من علماء المدینۃ۔	کہ مدینہ طیبہ کے علماء کے اجماع اور تعامل کو اس غیر مشہور حدیث پر مقدم رکھا جائے گا۔

اسی طرح عبدالرحمٰن بن مہدی سے منقول ہے :۔

السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اھل المدینۃ خیر من الحدیث۔	کہ اہل مدینہ کی سنت جو قدیم سے چلی آرہی ہے وہ اس حدیث سے بہتر ہے۔

الغرض اس قسم کے متعدد اقوال صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ سے منقول ہیں جن سے مدینہ کی فضیلت اور اہل مدینہ کی روایت و رأی کا تقدم ثابت ہوتا ہے

---

[1] عبداللہ بن ابی بکر ابن عمر بن حزم ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور "عمل اہل مدینہ" کی حجیت اور دوسرے بلاد کے مقابلہ میں ان کا شرف ظاہر ہوتا ہے۔ اس بناء پر امام مالکؒ فرماتے ہیں:۔

آنحضرت کی وفات کے وقت دس ہزار صحابہ مدینہ میں موجود تھے اب تم ہی بتاؤ ان دس ہزار کی بات مانی جائے یا ان اکے دکے صحابہ کی جو دوسرے شہروں میں چلے گئے۔

تعامل اہل مدینہ کی شرعی حیثیت

تاہم علماء نے تعامل اہل مدینہ کی شرعی حیثیت پر اصولی بحث کی ہے اور اس کے مدارج قرار دیئے ہیں جس سے اس کے حجت ہونے کی حیثیت واضح ہوتی ہے اور امام مالکؒ کا مسلک اور موقف سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے اس لئے ہم ان آراء کو خلاصتہً درج کئے دیتے ہیں۔

اس مبحث پر سب سے مفصل بحث قاضی عیاض نے المدارک میں کی ہے قاضی عیاض پانچویں صدی کے کبار علماء مالکیہ سے ہیں جنہوں نے تدریس و تالیف کے ذریعہ مالکی فقہ کی حمایت کی اور امام مالک کے اصول اجتہاد کی وضاحت کی قاضی عیاض کے سامنے ابن حزمؒ (صاحب محلی) کے وہ تلخ کام تنقیدی مقالے بھی تھے جو انہوں نے اہل مدینہ کی ترجیح اور امام مالک کے خلاف لکھے[1]۔ اور غزالی محاملی وغیرھما کی تنقیدات بھی پیش نظر تھیں جو انہوں نے بزعم خویش امام شافعی کی تائید میں، اہل مدینہ اور امام مالک کے خلاف شائع کیں۔ الغرض اس مبحث کے تمام موافق اور مخالف پہلو قاضی عیاض کے زیر نظر تھے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:۔

"اس مبحث میں ہماری مخالفت تین قسم کے لوگوں نے کی ہے۔ ایک گروہ

---

[1] دیکھئے الاحکام لابن حزم ج ۲ ص ۹۷، ج ۴ ص ۲۰۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ ہے جو اس مسئلہ کی اصل حیثیت اور ہمارے اصل موقف سے ہی جاہل ہے اور دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو ۔ ۔ ۔ دوسروں سے بلا تحقیق مواد اخذ کر کے ہماری تردید اور مخالفت کے درپے ہو گئے ہیں اور تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ناحق بعض باتیں ہماری طرف منسوب کر کے ہم پر زیادتی کی ہے۔ اس بناء پر میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر مفصل بحث کروں اور اس کی اصولی حیثیت واضح کروں جس کے بعد امید ہے کہ منصف مزاج اپنے نظریات پر نظر ثانی کے لئے مجبور ہو گا اور ہمارے موقف کے اعتراف سے اس کے لئے کوئی چارۂ کار نہ ہو گا"

اس پس منظر کے بعد اب ہم قاضی عیاض کے ریمارکس کا خلاصہ، حافظ ابن تیمیہؒ کی تنقیحات کے اضافہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں :-

اجماع اہل مدینہ دو قسم پر ہے :-

(الف) ایک وہ جو ہمیں بذریعہ نقل و روایت پہنچا ہے۔ یعنی جمہور نے جمہور سے نقل کیا ہے اور وہ عملاً بھی متواتر چلا آیا ہے۔

اس قسم کی نقل کا تعلق اگر آنحضرت کے قول و فعل سے ہے جیسے مقدار صاع اور مد وغیرہ جس کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدقات و زکوٰۃ وصول کرتے تھے تو ایسی نقل قطعی ہے اور جس طرح آنحضرت کا روضۂ مبارکہ، مسجد اور منبر کی تعیین شبہ سے بالاتر ہے اس قسم کے اقوال و افعال نبویہ میں بھی شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی اور اس نقل کا تعلق خواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر سے ہو یا نہی سے اور خواہ آپ کے کسی معاملہ کو مشاہدہ کے بعد سکوت سے، بہر حال یہ حجت قطعی ہے۔ چنانچہ صاع، مد وغیرہ مسائل میں جب امام مالکؒ نے قاضی ابو یوسف کے سامنے اہل مدینہ کی نقل پیش کی تو قاضی موصوف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان مسائل میں عراقی مسلک کو خیرباد کہہ کر مدنی مسلک اختیار کر لیا اور اعتراف کر لیا کہ:

لو رای صاحبی مثل ما رأیت لرجع مثل ما رجعت[1]	کہ اگر میرے صاحب (یعنی امام ابوحنیفہ) ان چیزوں کو دیکھ لیتے جیسے میں نے دیکھی ہیں تو وہ بھی میری طرح رجوع کر لیتے۔

ایسا اجماع بلاشبہ حجت ہے اور کوئی شخص بھی اس کے حجت ہونے سے انکار نہیں کر سکتا اور قاضی عیاض نے بجا لکھا ہے۔

ولا یجوز لمنصف ان ینکر ھذا	کہ کوئی انصاف پسند اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

لیکن بعض علماء شافعیہ اور دیگر ائمہ ازراہ عناد ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دوسرے بلاد میں اس قسم کی متواتر نقل ثابت ہی نہیں ہے اور یہ شرف صرف اہل مدینہ کو ہی حاصل ہے۔

پھر اگر آپ تتبع کریں گے تو معلوم ہوگا کہ دوسرے شہروں کی جن روایات پر تواتر یا شہرت کا شبہ ہوتا ہے۔ اس میں اسناد کے دونوں طرف مساوی نہیں ہیں بلکہ اس خبر کی انتہا ایک یا دو تابعی اور صحابی پر ہے۔ لہٰذا وہ اخبار آحاد سے تجاوز نہیں کرتیں اور اگر کسی خبر کو اول تا آخر تواتر یا شہرت کا درجہ حاصل ہے تو وہ صرف اہل مدینہ کی روایات ہی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اذان میں اہل مکہ کا عمل منقول ہے۔ تاہم اس کو اہل مدینہ کے عمل کی حیثیت نہیں دی جا سکتی۔ اس بنا پر امام مالکؒ فرماتے ہیں:۔

---

[1] غایۃ الامانی۔ نیز رفع الملام عن ائمۃ الاعلام ومدارک ج ۱ ص ۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مکہ کی اذان تو آنحضرت کے سامنے ایک دن یا رات کا واقعہ ہے۔ مگر مدینہ کی اذان کا تعلق آپ کی پوری زندگی سے ہے"۔

(ب) اہل مدینہ کسی ایسے مسئلہ پر متفق ہوں جس کا تعلق اجتہاد و استدلال سے ہو اس میں نقل و روایت نہ ہو تو اس قسم کے اجماع کے حجت ہونے پر امام مالکؒ سے تصریح منقول نہیں ہے اور امام غزالی وغیرہ نے اس کی حجیت کو امام مالکؒ کی طرف نسبت کرکے تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ جس طرح بعض علماء نے اصول یہ کہہ دیتے ہیں کہ امام مالکؒ کے نزدیک فقہاء سبعہ مدینہ کا اجماع حجت ہے حالانکہ امام مالکؒ سے اس قسم کا قول ثابت نہیں ہے۔ اس کے بعد قاضی عیاض نے ابن حزم کے الزامات کے محققانہ جوابات دیئے ہیں اور امثلہ بھی ذکر کی ہیں، جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں دراصل اس دوسری قسم کے اجماع کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) عمل قدیم جس کا زمانہ حضرت ذی النورین کی شہادت سے قبل کا ہے یہ اجماع تو امام مالکؒ کے نزدیک حجت ہے اور امام شافعیؒ بھی اس میں موافقت کرتے ہیں۔ چنانچہ یونس بن عبد الاعلیٰ سے روایت ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا:۔

اذا رأیت قدماء اهل المدینة علی شیئ فلا تتوقف فی قلبك ریب انه الحق	کہ جب قدماء اہل مدینہ کسی امر پر متفق ہو جائیں تو اس کے حق ہونے میں توقف نہ کیجئے

اور امام احمد بن حنبل نے بھی متعدد مواقع پر اس کی تائید کی ہے وہ فرماتے ہیں:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان ماسنه الخلفاء الراشدون فهو حجة یجب اتباعها	کہ خلفاء راشدین کی سنت حجت اور واجب الاتباع ہے۔

اور حدیث "علیکم بسنتی" الخ سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے اور عمل اہل مدینہ کی موافقت بھی منجملہ وجوہ ترجیح سے ہے جیسا کہ امام نے فرمایا ہے:۔

اذا روی اهل المدینة حدیثاً وعملوا به فهو الغایة	کہ اہل مدینہ ایک حدیث روایت کریں اور پھر اس پر عمل بھی کریں تو یہ آخری مقصود ہے۔

(۲) دوسرا دور اس اجماع کا وہ ہے جو شہادت ذی النورین کے بعد کا ہے جسے حافظ ابن تیمیہؒ "عمل متأخر" سے تعبیر کرتے ہیں ایسے اجماع کو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حجت شرعی کی حیثیت حاصل نہیں اور امام مالک بھی اس میں دوسرے ائمہ کے ہم نوا ہیں۔ چنانچہ علامہ عبدالوہاب اصول فقہ میں لکھتے ہیں:۔

ان هذا لیس اجماعاً ولا حجة عند المحققین من اصحاب مالكٍ	یہ نہ تو اجماع ہے اور نہ ہی مالکی محققین کے نزدیک حجت ہے۔

اس تفصیل کے بعد یہ جان لینا ضروری ہے کہ موطا میں جس عمل اور اجماع اھل مدینہ کا ذکر پایا جاتا ہے اس سے اجماع قدیم مراد ہے۔ چنانچہ امام مالک اسے کبھی تو "لم یزل علیه اهل العلم ببلدنا هذا" سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی یہ لفظ استعمال نہیں کرتے اور امام مالک سنت اور "اجماع قدیم" کی اتباع کو لازم قرار دیتے ہیں نہ کہ اجماع متأخر کو جس کی حجیت ائمہ کے نزدیک مختلف فیہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کے علم کا سرچشمہ

دراصل اہل مدینہ کے علم کا سرچشمہ دو چیزیں تھیں یعنی سنت ثابتہ اور حضرت عمرؓ کے فتاویٰ اور فقہ (جسے شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں جمع کر دیا ہے) اور امام مالکؒ نے وہ فقہ ربیعہ الرأی سے حاصل کی تھی اور انہوں نے بواسطہ سعید بن المسیب حضرت عمرؓ سے اور حضرت عمرؓ کا امت میں جو مرتبہ اور مقام ہے وہ کسی سے مخفی نہیں آنحضرتؐ نے ان کو "محدث" فرمایا ہے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا نام لے کر ان کی اتباع کا حکم دیا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت عمرؓ کے جملہ قضایا کو ان کی مجلس شوریٰ کی تائید حاصل تھی اس بناء پر امام شعبیؒ فرماتے ہیں:۔

انظروا ما قضیٰ بہ عمر	کہ حضرت عمرؓ نے جو فیصلے کیے ہیں ان کو قبول
فانہ کان یشاور	کرو کیونکہ وہ مشاورت سے فیصلے کرتے تھے

اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ کے فتاویٰ کو یہ حیثیت حاصل نہیں ہے۔ اولاً تو اس لئے کہ وہ حضرت عمرؓ نہ تھے اور ثانیاً انہیں شوریٰ کی تائید اور جماعت کا توافق حاصل نہ تھا۔ لہٰذا دوسرے شہروں والے اپنے فقہاء اور مقتدیٰ صحابہؓ پر جتنا بھی فخر کریں بجا ہے۔ تاہم ان کے فتاویٰ کو مدنی فتاویٰ کی حیثیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالکؒ اہل مدینہ کے عمل کی مخالفت کو جماعت کی مخالفت قرار دیتے اور اس کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ آیت ویتبع غیر سبیل المؤمنین میں تاقیامت کے اہل مدینہ مراد ہیں جیسا کہ ابن حزم نے الزام دیا ہے۔

بلکہ یہاں پر یہ کہنا بھی بجا ہے کہ حضرت عمرؓ کے ان قضایا کو حضرت علیؓ کی تائید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی حاصل تھی اور کوفہ پہنچ کر حضرت علیؓ نے اگر کوئی فیصلہ اس کے خلاف کیا ہے تو یہ عدالتی روایات کی خلاف ورزی ہے

"اس بناء پر ہم دیکھتے ہیں کہ اوزاعی، لیث وغیرھما علمائے امصار اس مسئلہ میں امام مالک کے ہم نوا رہے اور بہت سے عراقی علماء بھی مالکی مذہب کے حامی ہو گذرے ہیں۔

علمائے کوفہ کی محاذ آرائی

فتنہ اور فرقت سے قبل تو علمائے کوفہ بھی اہل مدینہ کے تابع رہے اور کسی نے بھی اہل مدینہ سے رقابت اور ہمسری کا دعویٰ نہیں کیا۔ نہ روایت میں اور نہ ہی رائے و اجتہاد میں۔ بلکہ بالاتفاق علمائے حدیث اس پر متفق رہے:۔

اصح الاحادیث احادیث اھل المدینۃ۔	سب سے زیادہ صحیح حدیثیں اہل مدینہ کی حدیثیں ہیں۔

اور امام بخاری تو اپنی صحیح میں امام مالکؒ کی روایت کو اصول میں رکھتے ہیں اور اس کی موجودگی میں کسی دوسری اسناد کو اس کا ہم مرتبہ قرار نہیں دیتے[1]

فقہ و رائی اور اہل مدینہ

فقہ و رائی میں بھی "اہل مدینہ" کو فوقیت حاصل ہے اس لئے کہ فتنوں کے دور میں دوسرے شہروں میں اہل بدعت کے مراکز قائم ہو گئے تھے اور بصرہ کوفہ وغیرہ میں اعتزال و خروج اور ارجاء کی تحریکیں زور دار طریقوں سے چل رہی تھیں مگر مدینہ ان بدعات سے پاک تھا اور تاریخی حقائق کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ۶۰۰ھ تک اہل مدینہ پر بدعت کا غلبہ نہیں ہوا اور یہ

[1] دیکھئے اعلام الموقعین ج ۲ ص ۳۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ برابر اپنا انتساب امام مالکؒ کی طرف کرتے رہے، فقہی تفریعات بھی ربیعۃ الرأی سے مدینہ میں شروع ہو چکی تھیں تاہم ان میں اس قدر شذوذ اور سنت سے بعد نہ تھا جس قدر کہ کوفی اور عراقی تفریعات نے بعد میں اختیار کر لیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ منصور مہدی وغیرہ خلفاء عباسی اہل مدینہ کے اقوال کو اہل عراق پر ترجیح دیتے رہے۔ جیسا کہ خلفاء امیہ اپنے وقت میں علمائے حجاز کو علمائے شام پر ترجیح دیتے رہے۔

المختصر جبتک خلفاء نے حجازی و مدنی علماء پر اعتماد قائم رکھا امور سلطنت سکون سے چلتے رہے اور کسی قسم کا ہیجان و اضطراب رونما نہیں ہوا لیکن بغداد مرکز بن جانے کے بعد جب اہل عراق نے سلطنت میں دخیل ہو کر فقہی تفوق حاصل کر لیا تو اعتزال وغیرہ فلسفی قسم کے فتنوں نے اپنی جڑیں مضبوط کر لیں اور اس کے بعد امت کے عقائد میں کبھی استحکام پیدا نہیں ہو سکا اور یہ حقیقت ہے کہ سیاسی نقائص کا جبر تو ہو سکتا ہے مگر جب قوم نظریاتی بحران میں مبتلا ہو جاتی ہے تو وہ دائماً زوال کے گڑھے میں گر جاتی ہے۔

ع وداء البطن لیس لہٗ دواء

خیر یہ ایک طویل داستان ہے ہمارا مطلب یہ ہے کہ اہل مدینہ کو روایت و رأی دونوں اعتبار سے تفوق حاصل رہا ہے اور حضرت علیؓ کے دور سلطنت تک کسی نے ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کیا۔

علمائے کوفہ اہل مدینہ کے برعکس علمائے کوفہ قلت حدیث کے سبب رائے و قیاس میں بہت دور چلے گئے تھے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بعض علماء کوفہ، علمائے مدینہ کی ہمسری کا دعویٰ کرنے لگے۔ جس کی وجہ خالصتہً سیاسی حالات تھے اور حضرت علیؓ کے کوفہ چلے جانے کی وجہ سے مدینہ کی مرکزیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ضعف آگیا تھا تاہم جسقدر مسائل اصول و فروع قابل تحقیق تھے ان پر بحث تو حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ہی ہو چکی تھی اور اب اس کے بعد کسی کاوش کی ضرورت نہ تھی اور ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ جب حضرت علیؓ عدالتی روایات کے برعکس بعض فیصلے حضرت عمرؓ کے خلاف کرنے لگے تو قاضی عبیدہ سلمانی نے حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا:۔

رأيك مع عمر في الجماعة	کہ جماعت میں حضرت عمرؓ کے ساتھ
احب الينا من رأيك وحدك	والا فتویٰ آپ کی انفرادی رائے
	سے ہمیں زیادہ محبوب ہے۔

الغرض امام مالکؒ اور مدینۃ النبی کی مرکزیت نے بلاد اسلامیہ کے تمام علماء کے مابین توازن قائم رکھا اور امام مالک نے کتاب و سنت اور اجماع سلف کو اصل الاصول قرار دے کر اہل حدیث کی ترجمانی کی اور اصول و فروع میں اسلامی فقہ کی جو تکمیل عہد فاروقی میں ہو چکی تھی۔ اس پر ثابت قدم رہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ امام مالک قیاس فقہی میں بھی امام ابوحنیفہ سے کم نہ تھے دراصل وہ اپنے تقویٰ اور سلف کی پیروی کی تحری کی وجہ سے قیاس و رائے سے اجتناب کرتے رہے۔ ورنہ جو شخص کتاب و سنت اور آثار صحابہ پر وسیع نظر رکھتا ہو اس کا اجتہاد و استنباط بھی دوسروں سے فائق تر ہوگا اور جس قیاس کی بنیاد کتاب و سنت اور آثار صحابہ پر نہ ہو وہ "علی جرف ھار" ہی رہیگا۔

امام مالکؒ کی وسعت نظر پر بحث کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ "الانصاف" میں لکھتے ہیں:۔

امام مالک اہل مدینہ کی احادیث کی روایت میں سب سے زیادہ ثقہ تھے وہ حضرت عمرؓ کے قضایا اور عبداللہ بن عمر عائشہ اور فقہاء سبعہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوال و آثار کو خوب جانتے تھے اگر آپ امام مالکؒ کے مذہب کو جانچنا چاہتے ہیں تو ان کی کتاب مؤطا کو ہی ایک نظر دیکھ لیں" (ملخصاً)

پھر امام مالکؒ کے تلامذہ اکناف عالم میں پھیل چکے تھے۔ بصرہ، مصر اور شام میں امام مالک کے اصحاب اور قدر دان کثرت سے ملتے ہیں چنانچہ شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔

فجمع اصحابه روایاته و	کہ ان کے تلامذہ نے امام کی روایات
مختاراته ولخصوها وحرروها	ومختارات کو جمع کیا ان کو ملخص اور
وشرحوها وخرجوا عليها وتكلموا	محرر کیا اور ان کی شرح کی ان پر
فی اصولها ودلائلها وتفرقوا	تخریجات کیں اصول و دلائل پر
الى المغرب ونواحی الارض	کلام کیا اور مغرب اور اطراف ارض
	میں پھیل گئے۔

مگر ان اصحاب میں امام شافعیؒ کو جو شرف حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوا امام مالکؒ کے بعد امام شافعیؒ ہی وہ شخصیت ہیں، جنہوں نے اجتہاد و استنباط کے اصول مرتب کر کے انتشار فکری کو روکا اور فقہی مسائل کے استنباط کے لئے ایک معیار مقرر کر دیا۔ اس طرح وہ اہل الرائی کے مقابلہ میں اہل حدیث کے ترجمان ثابت ہوئے۔ شاہ ولیؒ اللہ نے امام شافعیؒ کے اس کارنامہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

ومنها انه لم يكن قواعد الجمع	یعنی مختلف احادیث میں تطبیق کا
بين المختلفات مضبوطة عندهم فيتطرق بذالك خلل فی	کوئی قاعدہ نہ تھا جس کی وجہ سے
مجتهداتهم فوضع لها اصولا و	مجتہدات میں خلل پیدا ہو جاتا چنانچہ
	امام شافعی نے اس کے اصول مرتب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونهافی کتاب... فبین الشافعی ان العلماء من الصحابة والتابعین لم یزل شأنهم انهم یطلبون الحدیث فی المسئلہ۔ الخ	کئے....اور امام شافعیؒ نے وضع کیا کہ صحابہ و تابعین ہر مسئلہ میں پہلے حدیث کی تلاش کرتے....

اور پھر امام شافعیؒ نے رائے اور قیاس میں فرق قائم کیا کہ محض رائے کی تو شریعت میں گنجائش نہیں ہے۔ مگر قیاس کی شارع علیہ السلام نے اجازت دی ہے، لہٰذا اہل قیاس اور اہل الرأی دونوں الگ ہیں۔ امام مالک اسحاق وغیرہما قیاس کے قائل تھے۔ مگر ان کو کسی نے اہل الرأی میں شمار نہیں کیا وغیرہ۔

و بالجملہ فلما رای فی صنیع الاوائل مثل ھذہ الامور اخذ الفقہ من الراس فاسس الاصول و فرع الفروع و صنف الکتب فافادوا جاد....	المختصر امام شافعی نے اوائل کے کام کا جائزہ لیا تو فقہ پر از سر نو نظر ڈالی اور اصول وضع کئے اور فروع مرتب کئے کتابیں تصنیف کیں اور بہت بہتر کام کرکے چھوڑ گئے۔

امام ابو حنیفہؒ کی فقہ میں دو نقص تھے اول یہ کہ امام ابو حنیفہؒ نے قیاس واعتبار میں سنن و آثار کی تتبع نہ کی بلکہ ابراہیم نخعی وغیرہ کے فتاوی و اقوال کو اصل قرار دیکر استنباط و اجتہاد کرتے رہے۔ دوم یہ کہ امام ابو حنیفہ نے جن احادیث و سنن سے تمسک کیا۔ ان میں اکثریت احادیث ضعیفہ اور متروکہ کی ہے۔ امام شافعیؒ نے ایک طرف تو احادیث کو اصل قرار دیا اور دوسری طرف احادیث کے مراتب قائم کئے اس طرح انہوں نے دونوں مکتب فکر کو جمع کرنے کی کوشش کی اور اہل الرائی کو بتایا کہ اجتہادی مسائل کی بنا احادیث پر ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہ لا فرع بعد الاصل	کہ فرع کا مرتبہ اصل کے بعد ہے
وانہ لاغنی عن تقدیم	اور سنن اور صحیح آثار کی تقدیم
السنن وصحیح الآثار[1]	سے چارۂ کار نہیں۔

امام شافعیؒ کے کارنامے

امام مالکؒ کی وفات اور بغداد کے دار الخلافہ بن جانے کے بعد جب مدینہ منورہ کی مرکزیت کمزور ہو گئی اور بغداد میں اہل الرأی کا غلبہ ہو گیا تو امام شافعیؒ بغداد آئے اور دیکھا کہ اس کی جامع مسجد میں پچاس کے قریب حلقے قائم تھے اور یہ سب "قال اصحابنا" یعنی مشائخ کے اقوال پر تفریعات کرتے رہے اور فقہ اہل الرائی کا درس دے رہے ہیں۔

امام شافعیؒ نے آتے ہی جامع بغداد میں اپنا حلقہ قائم کر لیا اور قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تفسیر و حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ جس کے نتیجہ میں وہ تمام حلقے ختم ہو گئے اور امام شافعی کے حلقہ کے سوا کوئی حلقہ باقی نہ رہ گیا۔[2]

پھر امام شافعیؒ نے اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ اجتہاد و استنباط کے اصول مرتب کئے جو "الرسالہ" کے نام سے مشہور ہے اور تاریخ علوم میں اصول فقہ کی پہلی کتاب شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ حسین بن علی الکرامتی کا بیان ہے۔

ماکنا ندری ما الکتاب والسنۃ والاجماع
حتی سمعت الشافعی یقول الکتاب والسنۃ والاجماع

اس طرح امام شافعیؒ اہل الرأی کے مقابلہ میں ایک جدید طرز فکر کی طرح ڈالنے

---

[1] ترتیب المدارک ج ۱ ص ۹۵، ۹۶ [2] توالی التاسیس و تاریخ بغداد ج ۲ ص ۶۸ - ۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کامیاب ہو گئے اور فقہ اہل الرأی کے مقابلہ میں لوگوں کو فقہ الحدیث سے متعارف کروا دیا امام احمد بن حنبل فرمایا کرتے :۔

لولا الشافعی ما عرفت الفقہ	کہ امام شافعیؒ نے مجھے فقہ سے متعارف کروایا۔

امام شافعیؒ کی اس سعی مشکور سے معتزلہ میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا اور انہوں نے بھی اصول میں کتابیں تالیف کرنا شروع کر دیں اور حنفی مکتب فکر نے بھی اصول مرتب کئے۔ چنانچہ ابو منصور ماتریدی (۳۲۹ھ) کی اصول فقہ پر دو کتابیں امام شافعیؒ کے شاہکار کا ردِ عمل ہی ہیں اور بعض اہل الرأی نے فقہ عراقی کی حفاظت کے لئے اصول بنا لئے تاکہ تقلیدی مسلک کو قائم رکھا جا سکے۔

چنانچہ امام کرخیؒ اپنے اصول میں لکھتے ہیں:۔

کل آیۃ او حدیث یخالف قول اصحابنا فھو منسوخ او مأول	کہ جو آیت یا حدیث ہمارے مشائخ کے قول کے معارض ہو گی وہ منسوخ تصور ہو گی یا اسکی تاویل کی جائیگی۔

اور امام شافعیؒ کے اثرات کو ختم کرنے کے لئے کبھی تو انہیں امام محمد کا شاگرد ظاہر کیا گیا اور کبھی امام موصوف کی اجتہادی مساعی کو جہالت سے تعبیر کیا جو شکست خوردہ ذہنیت کا آخری حربہ ہے[1]

اہل تقلید اور معتزلہ نے خبر واحد کی اہمیت کو ختم کرنے کی کوشش کی، تاکہ احادیث کے مقابلہ میں اصول کی آڑ لے کر قیاسی مسائل کو ثابت کیا جا سکے لیکن فقہاء اہل حدیث نے خبر واحد کو حجت قرار دیا اور قرآن مجید کی توضیح و تنقیح [illegible] سے معتبر قرار دیا۔ امام شافعی نے الرسالۃ میں خبر واحد کی حجیت پر

---

[1] ملاحظہ ہو اصول بزدوی اور شرح المنار ص ۲۹۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدلل بحث کی اور خبر واحد سے زیادۃ علی کتاب اللہ پر امام محمد سے مناظرہ کیا جو نہایت دلچسپ ہے، ان کے بعد ابن حزم اور حافظ ابن القیم نے بھی اس مسئلہ میں معتزلہ اور اہل الرأی کی تردید کی علامہ سیوطی اپنی کتاب صون المنطق میں لکھتے ہیں[1]۔

"اہلحدیث کا یہی مسلک ہے مگر قدریہ اور معتزلہ کی اختراع ہے کہ خبر واحد حجت نہیں ہے اور احادیث کو رد کرنے کے لئے یہ اصول ان لوگوں نے بنایا ہے جنہیں علمی رسوخ حاصل نہیں تھا"

الغرض اس قسم کے متعدد اصول ہیں جو اصحاب الرأی نے محض اپنے مشائخ کے اقوال کی حفاظت اور احادیث کو رد کرنے کیلئے بنا رکھے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے ان پر کڑی تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے۔

حنفیاں برائے احکام مذہب خود اصلے چند تراشیدہ اند۔ مثلاً الخاص مبین فلا یلحقہ البیان، العام قطعی کالخاص المفہوم المخالف غیر معتبر والترجیح بکثرۃ الرواۃ غیر معتبر بالزیادۃ علی الکتب	احناف نے اپنے مذہب کو مضبوط کرنے کے لئے چند اصول تراش رکھے ہیں۔ مثلاً خاص فی نفسہ بین ہوتا ہے لہٰذا اسے بیان کی ضرورت نہیں۔ عام بھی خاص کی طرح قطعی ہوتا ہے مفہوم مخالف غیر معتبر ہے۔ کثرۃ رواۃ موجب ترجیح نہیں ہوسکتا وغیرہ

الغرض اس قسم کے کل نو اصول ہیں جن پر اصحاب الرأی نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔ ان اصول کے اختراع کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ان کے پاس احادیث و آثار کا اتنا ذخیرہ نہ تھا کہ مسائل کا استنباط کر سکتے

---

[1] صون المنطق ص ۱۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسری طرف اپنے مشائخ کے اقوال پر بھی مطمئن نہ تھے تاہم ان کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے ان اقوال کی حفاظت کے لئے یہ کھیل کھیلا گیا۔

ان کے برعکس ——— اہل حدیث کے اصول نہایت واضح تھے۔

(الف) پہلے کتاب اللہ کو دیکھا جائے۔

(ب) قرآن میں احتمال کی صورت ہو تو سنت کا فیصلہ ناطق ہوگا۔

(ج) قرآن کے بعد سنت کا درجہ ہے۔

(د) حدیث مل جانے پر کسی کے فتوے یا قول کی طرف التفات نہ کیا جائے

(ھ) باوجود تتبع کے حدیث نہ ملے تو صحابہ و تابعین کے فتاویٰ پر عمل کیا جائے۔

(و) اگر جمہور فقہاء و علماء کسی مسئلہ پر متفق ہو جائیں تو اسے کافی سمجھا جائے۔

(ز) اگر علماء کے درمیان اختلاف ہو تو وجوہ ترجیح کے مطابق عمل کیا جائے۔

حجۃ اللہ اور مقدمہ ابن خلدون کی عبارت ساقط ہے۔

اس تفصیل کے پیش نظر علامہ ابن خلدون اور پھر شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فقہ اہلحدیث اور فقہ اہل الرائی کے امتیازی خطوط کھینچتے ہوئے لکھا ہے۔

انقسم الفقہ الی طریقین۔ طریق اھل الرای والقیاس وھم اھل العراق وطریق اھل الحدیث وھم اھل الحجاز وکان الحدیث قلیلاً فی اھل العراق لما قدمناہ و امام اھل العراق ابوحنیفۃ وامام اھل الحدیث فی ذالک الوقت امام مالک بن انس ثم بعدہ الشافعی۔

کہ اس دور میں فقہ دو گروہوں پر منقسم ہو گئی ایک عراقی استنباط اور دوسرا اہل حدیث، یعنی اہل حجاز کا طرز فکر۔ عراق میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی کمی تھی۔ اہلِ عراق کے امام ابو حنیفہؒ قرار پائے اور اہل حدیث کے اس وقت کے قائدِ تحریک امام مالکؒ بن گئے۔ پھر ان کے بعد یہ ذمہ داری امام شافعیؒ پر پڑ گئی

شاہ ولی اللہ اور علامہ ابن خلدون کے اس ریمارکس سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ اہل حدیث اور اہل الرائے کے دونوں مکاتبِ فکر متوازی خطوط پر جا رہے تھے اہل عراق اپنے شیوخ کے اقوال پر تفریعات قائم کر کے اسلامی فقہ کا ذخیرہ جمع کر رہے تھے جبکہ اہلِ حدیث مکتب فکر کے حاملین اس سلسلہ میں صحابہ و تابعین کے اقوال و فتاویٰ پر بھی کلّی اعتماد کے قائل نہ تھے بلکہ کتاب و سنت سے بلا واسطہ استفادہ کے اصول پر قائم تھے اگر کتاب و سنت میں کسی مسئلہ کی صراحت نہ ملتی تو پھر صحابہ و تابعین کے اقوال و فتاویٰ سے استفادہ کرتے اور بلا تعیین بلاد جو قول اقرب الی السنہ نظر آتا۔ اس کو مشعل راہ بنا لیتے اور اس کے مطابق فتوےٰ صادر فرماتے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پہلی صدی کے خاتمہ پر جب خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز نے جمع حدیث کا باقاعدہ اہتمام شروع کیا تو انھوں نے مدینہ میں ابوبکر ابن حزم اور دوسرے بلاد میں فرمان جاری کیا اور اس سلسلہ میں ایک راہنما اصول مقرر کیا۔ چنانچہ ان کے فرمان کے الفاظ یہ ہیں :-

انظر ما کان من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکتبہ، فانی خشیت دروس العلم وذہاب العلماء،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا یقبل الا حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔[1]

خلیفہ راشد کے اس فرمان میں حدیث کی تدوین کا حکم ہے۔ لیکن ساتھ ہی "ولا یقبل الا حدیث النبی" فرما کر ایک اصول دے دیا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی چیز قابل قبول نہیں ہے۔

اور کتب حدیث میں یہ بھی موجود ہے کہ خلیفہ راشد نے لکھا:

کہ سنت نبوی کی موجودگی میں کسی بھی شخص کا قول اور فتوی قبول نہیں کیا جا سکتا۔[2]

محولہ کتب کے علاوہ ابن القیم نے بھی اعلام الموقعین میں یہ اصول ذکر کیا ہے اور حافظ ابن حزم نے تو اصول الاحکام میں اس عنوان پر مستقل باب قائم کیا ہے[3] اور خلیفہ راشد کا یہ مذہب انفرادی نہ تھا بلکہ دوسرے صحابہ و تابعین سے بھی منقول ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجۃ اللہ میں ابن عباس، عطاء، مجاہد، مالک بن انس وغیرہم سے نقل کیا ہے کہ یہ سب لوگ اسی بات کے قائل تھے: ما من احد الا وہو ماخوذ من قولہ ومردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا:۔

قد بلغنی ان فیکم رجالا یتحدثون باحادیث لیست فی کتاب اللہ ولا تواثر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس سلسلہ میں حضرت عمر بن الخطاب کا خطبہ پُر زور ہے۔ فرمایا:۔

---

[1] بخاری کتاب العلم: باب کیف یقبض العلم۔ [2] سنن الدارمی (۱/۹۵) الجامع بیان العلم ج ۲ ص ۲۴

[3] اصول الاحکام ج ۶ ص ۵۳ [4] اعلام ج ۱ ص ۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تمھارا یہ طریق کار نہایت خراب ہے کہ دوسروں کے اقوال و آثار بیان کرتے پھرتے" نتیجہ یہ ہے کہ لوگ ان اقوال و آثار کو بطور احتجاج پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں نے یہ کہا فلاں نے یہ کہا جب کہ کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔

الغرض خلیفہ راشد کا یہ اصول دوسرے صحابہ و تابعین سے بھی مروی ہے کہ احادیث نبویہ کے علاوہ کوئی اور چیز قبول نہ کی جائے اور امام بخاریؒ نے یہ فرمان باسناد نقل کیا ہے اور صحیح بخاری کے معتبر نسخہ یونینی میں یہ روایت اسی طرح موجود ہے۔

محدثین نے اسی اصول کے تحت حدیث کے مجموعے مرتب کیے اور احادیث صحیحہ کی تجرید میں اپنی صلاحیتیں خرچ کر ڈالیں خاص طور پر ہم صحیح بخاری کی ترتیب پر نظر ڈالتے ہیں کہ انھوں نے تراجم ابواب عنوانات کے تحت اصل حدیثیں ذکر کی ہیں مگر ساتھ ہی تراجم ابواب میں اقوال و آثار صحابہ بھی قلمبند کر دیئے ہیں یعنی مسئلہ کی بنیاد تو صحیح حدیث پر ہے مگر اقوال صحابہ اور تابعین صحیح حدیث کی تفہیم یا اس میں ایک احتمال کو متعین کرنے کا کام دیتے ہیں۔

خلیفہ راشد کے اس فرمان کے تحت ضرورت تھی کہ حدیث کی جمع و تدوین کا کام علمی فضا اور حالات کے تقاضوں کے مطابق کیا جائے چنانچہ محدثین نے کمر ہمت باندھی اور اس بابرکت کام کو شروع کر دیا احادیث کی تہذیب و تنقیح کر کے تراجم ابواب قائم کیے اور پھر تراجم ابواب کے تحت احادیث کو جمع کیا اور امام بخاری نے سرخیل ہونے کی حیثیت سے اس کی طرح ڈالی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ نے اس دور کی دینی اور سیاسی تحریکوں کا جائزہ لیا اور دیکھا کہ باطل تحریکوں اور عصری فتنوں نے اسلامی اور مذہبی فضا کو مسموم کر رکھا ہے خصوصاً فتنہ اعتزال کے جراثیم دینی حلقوں میں بھی پوری طرح سرایت کر چکے ہیں اور امام اہل سُنت امام احمد بن حنبل اور ان کے رفقاء کی ثابت قدمی سے گو یہ فتنہ بظاہر دب چکا ہے مگر استدلال واحتجاج کی دُنیا میں اس کا سامنا موجود ہے اور تحریکِ اعتزال نے خفی اور فروعی مسائل میں رائے و قیاس کے لیے اساس مہیا کر دی ہے اور یہ تحریک عراق و بغداد سے نکل کر دوسرے اسلامی مراکز میں بھی اپنے سائے ڈال چکی ہے۔ ایسے ہر فتن دَور میں صرف احادیث صحیحہ کا جمع کر دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان تحریکوں کا مقابلہ بھی ضروری ہے۔

چنانچہ امام بخاریؒ نے عصری حالات کو سامنے رکھ کر الجامع الصحیح مرتب کی اور تراجم ابواب میں ان فرقوں کے نظریات پر اصولی تنقید کی اور ان کے تحت احادیث صحیحہ پیش کر کے ان کا رد کیا۔ اخبار آحاد کی اہمیت کو ثابت کیا اور بعض تراجم ابواب اصولِ فقہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا اور دلیل خصوص کے مقابلہ عموم سے استدلال کیا کہ خاص بھی عام کا فرد ہے اس لیے عموم کو خصوص پر کی بجائے عموم پر ہی کیوں نہ رکھا جائے اور یہ اصول اکثر فقہی ابواب میں دکھائی دیتا ہے۔

بہرحال اصولی حد تک اعتزال اور رائے کی تردید کر دی اس لیے الجامع الصحیح احادیث کا ایک مجموعہ ہے بلکہ امام بخاری نے سلفی تحریک کے مقاصد کی بھی تکمیل کی ہے جس سے ہم فی زمانہ بھی مستفید ہو رہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مختصر تعارف کے بعد اب ہم پاک و ہند میں تحریک اہلحدیث کی تخم ریزی اور اس کے کام کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں تاکہ پاک و ہند میں موجودہ تحریک کو اس سے مربوط اور ہم آہنگ کرنے میں مدد مل سکے۔

ہندوستان میں علم حدیث پاک و ہند میں مسلمانوں کا ورود تو عہد فاروقی میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ اور بعض محدثین پاک و ہند میں وارد ہو چکے تھے پھر ۹۳ھ میں محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ میں بھی بعض علمائے حدیث شامل تھے چنانچہ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ ابن قاسم موسیٰ بن یعقوب ثقفی کو پنجاب کے گرد و نواح میں درس حدیث کے لیے متعین کر چکا تھا اور اسرافیل بن موسیٰ البصری جو نزیل الہند کی نسبت سے مشہور ہیں وہ بھی ہندوستان میں وارد ہوتے رہے ہیں[1]۔

مندرجہ بالا بیان کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ پاک و ہند میں درس حدیث کا آغاز تو ۹۳-۹۴ھ میں موسیٰ بن یعقوب ثقفی نے کر دیا تھا۔ پھر ان کے بعد ربیع بن صبیح محدث ہیں جو ۱۹۵ھ میں خلیفہ مہدی کی ارسال کردہ فوج میں شامل تھے جو انھوں نے ہندوستان کی طرف روانہ کی تھی اور یہ وہی محدث ہیں جن کے متعلق کتب رجال (تہذیب وغیرہ) میں مذکور ہے۔

انہ اول من صنف بالبصرہ ۔ کہ انھوں نے بصرہ میں سب سے
تہذیب ج ۳ ص ۲۷۸ پہلے حدیث کی کتاب لکھی۔

---

[1] تہذیب عسقلانی ج ۱ ص ۲۶۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاجی خلیفہ لکھتے ہیں قیل ھواوّل من صنف و بوّب فی الاسلام کہ یہ مسلمانوں میں پہلے عالم ہیں جنھوں نے حدیث کی کتاب لکھی اور اس پر ابواب قائم کیے ابن سعد لکھتے ہیں کہ مرحوم ہندوستان کے کسی جزیرہ میں مدفون ہیں پھر اس دوسری صدی میں ابو معشر سندھی ہیں جنھوں نے مدینہ پہنچ کر علم حدیث حاصل کیا اور مدنی کہلائے۔ موصوف حدیث وسیر کے امام سمجھے جاتے ہیں اور یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے مغازی وسیر کو جمع کیا ۱۸۰ھ میں فوت ہوئے اور خلیفہ ہارون الرشید نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ان کے بعد رجاء سندھی ۲۲۰ھ میں مشہور ہوئے ہیں جن کے متعلق امام حاکم لکھتے ہیں

رکن من ارکان الحدیث کہ ارکان حدیث میں سے تھے۔

تہذیب ج ۳ ص ۲۶۸

تاریخ فرشتہ میں سلطان محمود اور سہل بن سلیمان کے متعلق لکھا ہے کہ یہ دونوں ائمہ حدیث سے تھے۔

ان بزرگوں کی مساعی سے ہندوستان کے مسلمان عمل بالحدیث کرتے رہے ہیں چنانچہ مؤرخ بشاری مقدسی لکھتے ہیں۔

جب ۳۷۵ھ کو میں وارد ہند ہوا تو دیکھا کہ یہاں کے مسلمانوں میں اکثر اہلحدیث تھے یہاں مجھے قاضی ابو محمد منصوری سے ملنے کا اتفاق ہوا جو ظاہری مذہب کے پابند تھے۔

قاضی کے یہ الفاظ "یہاں کے مسلمانوں میں" وہی لوگ مراد ہو سکتے ہیں جنھوں نے عرب سے آکر یہاں "منصورہ" میں اقامت اختیار کر لی تھی۔

لہ تاریخ علماء ہند ج ۳ ص ۱۷۹ ۵۲ تاریخ سندھ ج ۲ ص ۱۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ربع صدی بعد جب محمود غزنوی ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور ۴۱۲ھ میں لاہور فتح کیا تو سلطان کے حنفی المشرب ہونے کی وجہ سے یہاں پر حنفیت کو فروغ حاصل ہوا بعد ازاں گو سلطان عامل بالحدیث ہو گیا لیکن جو اثرات قائم ہو چکے وہ بتدریج بڑھتے گئے اور تقلید نے اپنا پھندا اس قدر مضبوط کر لیا کہ فقہ حنفی (شریعت) کے مقابلہ میں حدیث کے ماننے میں پس وپیش کرتے مگر چند ایک اہل حدیث بھی تھے جو اپنے علم وفضل اور بزرگی میں ممتاز تھے ان میں حضرت نظام الدین (سلطان الاولیاء) تھے جو عمل بالسنہ میں معروف تھے۔

سید سلمان ندوی مقالات (۲/۳۰) میں لکھتے ہیں۔

سلطان الاولیاء نہایت متبع سنت تھے ان کی سماع کی مجلس میں مزامیر اور تصانیف نہیں بجائی جاتی تھیں صرف غزلیں گائی جاتی تھیں۔

سلطان محمود کے زمانہ میں ایک شخص شیخ اسماعیل نامی ۴۴۸ھ میں لاہور سے ہندمیں وارد ہوئے۔ یہ شخص متبحر عالم تھے ان کے ہاتھ پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا موصوف فقہ وحدیث کے عالم تھے۔

اس کے بعد ۵۰۰ھ میں حسن بن محمد صغانی مصنف مشارق الانوار بھی لاہور ہی کے رہنے والے تھے اور نویں صدی تک یہی حالت نظر آتی ہے کہ کچھ علماء حدیث کے نام تاریخ میں ملتے ہیں مگر اصل سلسلہ حدیث یا تحریک عمل بالحدیث کی ابتداء اس کے بعد ہوتی ہے۔

دسویں صدی کے آغاز میں جبکہ مصر وشام میں امام الحدیث حافظ محمد بن عبدالرحمن سخاوی کا چرچا تھا اور تمام عالم اسلام کے اطراف واکناف سے طلبہ ان کے حلقہ درس میں زانوئے تلمذ طے کرنے کے لیے کشاں کشاں آرہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ہندوستان سے بھی متعدد اصحاب شامل ہوئے تاہم ہم صرف ان لوگوں کا ذکر کریں گے جن کی مساعی سے یہاں پر علم حدیث کو فروغ حاصل ہوا اور تحریک اہلحدیث کے لیے باعث تقویت ہوئے۔

چنانچہ اس صف اوّل میں پہلے بزرگ شیخ علی متقی ہیں جو برہان پور میں ۸۸۵ھ میں مولود ہوئے اور شیخ باجن کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور سن شعور ہی میں ملتان پہنچ کر شیخ حسام الدین سے دو سال تک استفادہ کیا پھر ۹۵۳ھ میں دیار عرب کا رخ کیا اور حرم میں سکونت اختیار کر لی۔ وہاں کے مشاہیر سے استفادہ کیا جن میں شیخ ابن حجر مکی اور شیخ ابوالحسن بکری نامور ہیں ۹۷۱ھ تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے اور واپسی پر حدیث کی مشہور کتاب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال مرتب کی جس نے سیوطی کے مجموعہ احادیث پر خط نسخ پھیر دیا اور ہندی کے لقب سے مشہور ہوئے اسی دور میں شیخ ہندی دو مرتبہ ہندوستان آئے اور سلطان محمود گجراتی نے ان کی بڑی عزت کی اور وظائف مقرر کر دیئے بالآخر ۹۷۵ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کے علم و فضل کا یہ حال تھا کہ ابن حجر مکی جو آپ کے استاد تھے وہ بھی بالآخر ان کے حلقہ مریدین میں شامل ہو گئے۔

ہندوستان کے بزرگوں میں شیخ عبدالوہاب متقی، شیخ محمد طاہر فتنی، شیخ ابو جیو تمیمی، شیخ محمد فضل اللہ، حضرت مخدوم جیو قادری، شیخ عبداللہ اور شیخ رحمت وغیرہم اسی سلسلہ کے موتی ہیں۔

یہ تمام بزرگ گو رشد و ہدایت کے مینار تھے مگر ان میں عبدالوہاب متقی اور شاہ محمد طاہر فتنی کو اوّلیت حاصل ہے۔ شیخ طاہر فتنی احمد آباد کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنے والے تھے مکہ پہنچ کر شیخ علی متقی سے علم حاصل کیا اور مجمع البحار جیسی بلند پایہ کتاب تالیف کی شاہ عبدالعزیز دہلویؒ فرماتے ہیں۔ برائے شرح غریب و توجیہات عبارات میں جملہ کتب سے مستغنی کر دینے والی کتاب ہے[1]

پھر المغنی فی اسماء الرجال، تذکرہ الموضوعات اور تانون الموضوعات اپنے موضوع میں بلند پایہ کتب شمار ہوتی ہیں اور ان کو شہرت نامہ حاصل ہے۔

شیخ علی متقی اور ان کے تلامذہ کے علاوہ گو بہت سے لوگ متبع سنت نبوی ہو گذرے ہیں۔ جن کے اسماء گرامی تذکروں میں ملتے ہیں لیکن ان میں شیخ عبدالحق دہلویؒ وہ بزرگ ہیں جن کی وجہ سے دہلی ہمیشہ کے لیے اسلامی علوم و فنون کا مرکز بن گیا۔ انھوں نے مکہ پہنچ کر شیخ علی متقی سے علوم حدیث حاصل کیے اور صحاح ستہ کی تکمیل کے بعد واپس آ کر دہلی کو اپنا مسکن بنا لیا اور سو سے زائد کتابیں تالیف کیں جن میں مشکوٰۃ کی دو شروح بھی شامل ہیں۔

لیکن اس کے باوجود درس حدیث میں تقلیدی دائرہ سے باہر نہ نکال سکے۔ اور احادیث و روایات بلا امتیاز جمع کرتے چلے گئے اور فن حدیث جو جرح و تعدیل کا نام ہے اور بحث اسناد کو خاص اہمیت حاصل ہے لیکن شیخ صاحب اس فن سے بیگانہ نظر آتے ہیں جیسا کہ ان کی کتاب "شرح سفر السعادۃ" سے عیاں ہے۔ غالباً اسی بنا پر حضرت النواب القنوجی ابجد العلوم کے حصہ الرحیق المختوم میں لکھتے ہیں:۔

لم یکن یعرف الحدیث علی وجهه بل علی جهة الاجازة

---

[1] عجالہ نافعہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والاستجازة كما يلوح ذالك من مصنفاته[1]

اس طرح تقصار میں لکھتے ہیں :-

دستگاہش در فقہ بیشتر از مہارت در علوم سنت سنیہ است لہذا جانب داری اہل الرائے جانب گرفتہ مع ھذ حمایت سنت صحیحہ نیز نمود طالب را باید کہ در تصانیف خذ ما صفا ودع ما کدر پیش نظر وارد۔

اس پر پروفیسر خلیق احمد لکھتے ہیں

نواب جس کی یہ رائے انصاف ودیانت سے بہت دور ہے اور ان کے خیالات کے تشدد کو ظاہر کرتی ہے، لیکن پروفیسر مشکوٰۃ کی شرح کے سلسلہ میں اسباب ترجیح کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ مشکوٰۃ پر شافعیت کا رنگ زیادہ اجاگر محسوس ہوتا ہے شیخ عبدالحق نے اپنی شرح لکھ کر اس کو حنفیت کا رنگ دیدیا۔ اس سے حضرت النواب کے رجحان کی تائید ہوتی ہے اور واقعہ بھی یہی ہے پھر اس کو خیالات کے تشدد تعبیر کرنا سراسر زیادتی ہے اور متانت کے خلاف ہے

شیخ عبدالحق دہلوی کے طریق تدریس کو بعد کے علماء احناف (دیوبند وغیرہ) نے اپنایا ہے اور اپنی تحریرات میں اس کی صراحت بھی کی ہے چنانچہ نظامی صاحب لمعات شرح مشکوٰۃ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اور لمعات میں دوسری مباحث کے علاوہ احادیث سے فقہ حنفی کی تطبیق نہایت کامیابی کے ساتھ کی گئی ہے مصنف خود ہی لکھتے ہیں اس شرح کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ حضرت امام شافعی اصحاب الرائے سے ہیں اور حضرت امام اعظم اصحاب ظواہر میں سے ہیں یہ گویا اصحاب ظواہر سے خوبی ہے اور اصحاب الرائے سے ہونا موجب قدح ہے

---

[1] الرحیق المختوم ص ۱۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس شیخ سرہندی نے اپنی تعلیم کی بنیاد ہی سنت سنیہ پر رکھی اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ علم حدیث اور شمائل نبویہ کی طرف لوگ متوجہ ہو گئے۔

یہ حضرت شیخ سرہندی ہی ہیں جنہوں نے اپنے سلسلہ سے تصوف کی رائج کردہ بدعات کو خارج کر دیا اور کشف والہام پر اعتماد کو بے معنی قرار دیا۔[۱]

الغرض شیخ سرہندی اور ان کے مکتوبات نے توحید و سنت کی تعلیم و تبلیغ میں مؤثر کردار ادا کیا۔ جو تحریک آزادیٔ فکر کے لئے باعث تقویت بنا اور ان کے طریقہ سے اس تحریک کو بہت فائدہ پہنچا اُس دور میں اکبر شاہی فتنہ بپا ہوا جو ابتلاء ومحن کے اعتبار سے کسی طور پر فتنہ خلق قرآن سے کم نہ تھا بلکہ اکبری دور لادینی تحریک کا دور تھا اور وہ نظریۂ توحید و رسالت کی جگہ برہمن ازم کو دینا چاہتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے علماء حق کو توفیق دی اور انہوں نے عصائے موسوی سے سحر فرعونی کو باطل کر دیا۔

اس دور میں مسلمانوں کا سیاسی زوال بھی شروع ہو چکا تھا تاہم عالم اسلام میں ایسے علماء پیدا ہو چکے تھے جنہوں نے اصلاحی اور سیاسی تحریکیں چلائیں اور ان کی کوششیں انقلاب آفریں ثابت ہوئیں۔

ایک طرف نجد و حجاز میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی تحریک نے حرمین کو بدعت شرک و بدعت کا استیصال کر دیا اور دوسری طرف جمال الدین افغانی اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے مسلمانوں میں سیاسی اور علمی بیداری پیدا کی اور اس دور کے لادینی فتنوں کا مقابلہ کیا لہٰذا پاک و ہند میں تحریک اہل حدیث کے مربوط تعارف کے لئے ضروری ہے کہ اس دور کے اساطین اور ان کی مساعی کا مختصر تذکرہ کر دیا جائے پیر کر مابعد کے دور کو سمجھنے میں آسانی ہو اور غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی کا زمانۂ حیات ۱۱۱۶ء تا ۱۱۷۶ھ ہے علوم و فنون اور

[۱] تاریخ مسلمانی ج ۲ ص ۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصوف کی مشقیں اپنے خاندان سے حاصل کیں گو ان کا خاندان علم وفضل میں مشہور چلا آتا تھا تاہم شاہ صاحب کی تجدیدی کوششوں کا آغاز حجاز سے واپسی کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جن کا ہم مختصراً تذکرہ کرتے ہیں۔

ہمایوں سے لیکر مغلیہ دور تک مسلمانوں کو سیاسی تفوق حاصل رہا مغل بادشاہوں نے گو اپنے دور میں پائیدار آثار چھوڑے ہیں تاہم ان کے ادوار میں خالص کتاب وسنت کی جھلک نہ تھی بلکہ تشیع اور ہندوانہ رسوم کے ملے جلے اثرات کتاب وسنت کی تعلیمات میں حائل تھے اور فقہ حنفی نے تقلیدی جمود پیدا کر دیا تھا کہ لوگ ائمہ خصوصاً امام ابوحنیفہ کی تقلید کو فرض خیال کرنے لگے تھے اور اس سے خروج کو کفر وضلالت سے تعبیر کرتے۔ چنانچہ آج بھی مقلدین میں یہی ذہن پایا جاتا ہے۔ شاہ صاحب نے اپنی تمام اہم تالیفات میں اس ذہنی مرض کی تشخیص کی اور اس کا علاج بھی تجویز فرمایا۔ تفہیمات میں ایک مقام پر لکھتے ہیں[1]:-

وتری العامة سیما الیوم فی کل قُطْر یتقیدون بمذھب من مذاھب المتقدمین ویرون خروج الانسان من مذھب مَنْ قلّدہٗ ولو فی مسئلةٍ کالخروج من الملة کانہ نبی بعث الیہ وافترضت طاعتہ علیہ۔

اس تقلیدی جمود کا حجۃ اللہ میں بھی متعدد مقامات پر تذکرہ کر کے اس کی تردید کی ہے اور اصولاً مسلک اہلحدیث کی تائید کی ہے بلکہ اسی نظریہ کے تحت فقہ اسلامی پر نظر ثانی کے خواہاں ہیں اور اہلحدیث بھی یہی کہتے ہیں کہ فقہاء اسلام نے فقہ اسلامی کو فروغ دے کر اس کی ہمہ گیری کو ثابت کیا ہے اور آئندہ کے لئے اس کام کو آسان بنا دیا ہے لہٰذا ان کی مساعی سے استفادہ کی حد تک امت مسلمہ ان کی مرہون منت ہے اور ان ائمہ کی اتباع اور تکریم کا تقاضا یہ ہے

[1] تفہیمات ج ۲ ص ۱۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اصولِ اجتہاد کو فروغ دیا جائے اور علمائے امت کسی دور میں اجتہاد کو ترک نہ کریں۔

شاہ صاحب حرمین میں دو سال رہ کر جب ۱۱۶۵ھ کو واپس دہلی پہنچے تو آپ نے درس حدیث کا باقاعدہ حلقہ قائم کر لیا اور کتب حدیث کو عام کرنے کے لئے ان کے حواشی اور شروح کی داغ بیل ڈالی۔

اہل علم جانتے ہیں کہ کتب حدیث میں مؤطا کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اور بقول شاہ صاحب یہ بخاری کا متن ہے اور حجازی فقہ کا مرقع، اس لئے شاہ صاحب نے فارسی اور عربی میں اس پر دو شروح لکھیں اور صحیح بخاری کے تراجم اس کتاب کی اہمیت کے حامل ہیں اور امام بخاری کی مقدرت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس لئے شاہ صاحب نے شرح تراجم تالیف کر کے گویا مؤلف کی محنت کا نچوڑ سامنے رکھ دیا۔

شاہ صاحب سے پہلے گو شیخ عبدالحق نے درس حدیث دیا تھا مگر بایں ہمہ وہ مقلد رہے۔ شاہ صاحب نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ صدیوں پرانا تقلیدی زنگ اتارنے کی کوشش کی۔ درس و تدریس کے ذریعہ تحقیق و بحث کی بنیاد ڈالی اور ایسے تلامذہ پیدا کر دیئے جنہوں نے اس منصوبہ کی تکمیل کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، مرزا مظہر جان جاناں اور ابنائے شاہ ولی اللہ اس سلسلہ کی اہم کڑیاں ہیں۔

اس دور میں تحریک اہلحدیث گو اپنے اصلی وجود میں ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ تاہم اساسی طور پر علماءِ حدیث نے طے کر لیا تھا کہ حدیث کی نشر و اشاعت کے ذریعہ تقلید و بدعات کی مخالفت کی جائے اور تالیفات میں اس مقصد کو خصوصی طور پر پیش کیا جائے۔ ان حالات میں یہ لوگ اس سے زیادہ کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں متعدد مقامات پر شوافع کی تحقیقات کو اختیار کیا ہے۔ طہارت میاہ میں عشرٌ فی عشرٍ کی بجائے حدیث قلتین کو پسند فرمایا بلکہ مظہری میں عمل بالحدیث کے نظریہ کے تحت ج ۲ ص ۶۴ پر لکھتے ہیں

"اذا صح عندنا حدیث مرفوع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم سالمًا عن المعارضۃ ولم یظہر لہ ناسخ وکان فتوی ابی حنیفۃ مثلاً خلافہ ...... یجب علینا اتباع الحدیث ولا یمنعہ الجمود علی مذہبہ من ذالک لئلا یلزم اتخاذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون اللہ۔

اس وضاحت سے قاضی مرحوم کے فکر کی نشان دہی ہوتی ہے یعنی وہ تقلیدی جمود کے خلاف بیزاری کا اعلان کر رہے ہیں ہم قاضی صاحب کے تراجم میں اس پر مزید روشنی ڈالیں گے

شاہ ولی اللہ کے بعد شاہ عبد العزیز کا حلقۂ درس تو بیروں ممالک تک پھیل گیا اور ان کو اللہ تعالیٰ نے دو وزیر عطا فرمائے جن پر اس تحریک کا انحصار ہے ۔ شاہ عبد العزیز نے اپنی اصلاحی تحریک کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا یعنی اصلاح رسوم کے ساتھ جہاد کی تحریک اور علوم اسلامیہ کی نشر و اشاعت، پھر پہلے مقصد کے لئے شاہ اسمٰعیل کی تربیت کی اور مرکز میں اپنی مسند پر شاہ اسحاق کو بٹھا گئے۔ جو علوم اسلامیہ کی نشر و اشاعت کے ساتھ تحریک جہاد و خلافت کے لیئے مالی امداد بھی مہیا کرتے رہے۔ شاہ اسحاق نے اس تحریک کی ناکامی کو دیکھ کر ۱۲۵۸ھ کو ہجرت کر لی اور ان کی مسند سید نذیر حسین دہلوی نے لے لی۔

استاذ مکرم مولانا محمد اسماعیل سلفی حضرت میاں صاحب کے درس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"تاہم ان مشکلات کے باوجود یہ ایک وقت کی ضرورت تھی اور علامہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی کی اس خاکستان کے لئے حقیقی خواہش وہ جیسے دلوں کی آواز تھی دلوں پر اس کا نشانہ تھا، دلوں میں ہی اس کے تیر پیوست ہوئے گویا آن کی آن میں دہلی پھاٹک حبش خاں کے ایک تنگ و تاریک کوچہ میں ایک دارالعلوم بن گیا۔ جس میں اصحاب صفہ کے جنود مجندہ اطراف عالم سے جمع ہونے لگے اور یضرب الناس الیہ اکباد الابل کا سماں، مدینہ طیبہ کے بعد، دہلی میں بھی نظر آنے لگا اور چند سالوں میں اس سراج منیر نے نے تقریباً دنیا کے مشرق و مغرب تک اپنی روشنی کو پھیلا دیا اور عجب یہ ہے کہ وہاں نہ کوئی کالج نما عمارت ہے اور نہ کوئی عظیم الشان بلڈنگ لیکن کثرت تلامذہ کا یہ حال ہے کہ دنیا کے کسی گوشہ میں چلے جائیے اہل علم کی محفلوں میں آپ کو اس مقدس درسگاہ کے تذکرے ملیں گے۔ یہ عریش اور دہلی کی یہ تنگ و تاریک گلیاں عجیب محبت بھرے الفاظ سے یاد کی جاتی ہیں۔ مجھے سفر حج میں علماء نجد و یمن اور حجاز و شام سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ تعجب ہے کہ سب کے پاس اعلیٰ سلسلہ حضرت شیخ الکل کا تھا۔ شیخ ابوبکر خوقیر[1] کے الفاظ کس قدر لذیذ ہیں، وہ فرماتے

---

[1]۔ شیخ ابوبکر ابن شیخ محمد عارف امام مسجد حرام ابن العلامہ شیخ عبدالقادر بن محمد علی خوقیر الکیتی الحنبلی۔ شیخ ۱۲۸۶ھ میں پیدا ہوئے۔ قرأت قرآن کے بعد طلب علم میں مشغول ہوئے، ابتدائی عمر میں ہی کتب حدیث کے مطالعہ کے دلدادہ تھے۔ کتب سلف جمع کرنے کیلئے عموماً پاک و ہند (متحدہ ہندوستان) متعدد سفر کئے اور شیخ محمد انصاری۔ شیخ حسین عرب اور شیخ محمد بن عبدالعزیز ہاشمی جعفری ہندی وغیرہم شیوخ سے استفادہ کیا اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی تالیفات کے مطالعہ میں مستغرق ہو گئے لوگوں کو توحید کی دعوت دی اور بدعات و رسوم کفر کا رد کیا جس پر شریفی حکومت نے ۱۳۲۹ھ کو نظر بند کر دیا اور جیل میں پڑے رہے حتیٰ کہ جلالۃ الملک عبدالعزیز نے فتح مکہ کے بعد ۱۳۴۳ھ کو جیل سے نکالا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگے :۔

ولی اجازۃ من عدۃ اساتذۃ، اوثقھم عندی

الشیخ الکل نذیر حسین محدث الدھلوی

غرض اس دور کے تعلیمی برکات نے اہلحدیث فکر کی ترویج و اشاعت نے نمایاں کردار ادا کیا۔ اس دہلوی مدرسہ کے غیر منظم شعبے امرتسر (مدرسہ غزنویہ) وزیر آباد لاہور اور بھوپال وغیرہ میں خدمت حدیث میں مشغول رہے جنہوں نے علم سنت کی بہترین خدمات سرانجام دیں۔

علمائے اہلحدیث نے کتاب وسنت کی اشاعت کے لئے درس وتدریس کے علاوہ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی کوتاہی نہیں کی، ردتقلید، رد بدعات و رسوم اور اختلافی مسائل پر بے شمار کتابیں تالیف کیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان سب کتابوں کا محور دو کتابیں تھیں۔ جن کو مخالفین نے بھی ہدف تنقید بنایا [illegible] شہید کی تقویۃ الایمان معہ تذکیر الاخوان [illegible] شیخ الکل کی معیار [illegible] پیر شاہ اسحاق کی مائۃ مسائل۔

شیخ مرحوم نے بہت سی کتابیں تالیفات یادگار چھوڑی ہیں جن میں چند مطبوعات مشہور ہیں

(۱) فضل المقال رد بدعت میں

(۲) کتاب لابد منہ فی امور الدین علی طریقۃ السلف۔

(۳) مختصر فی فقہ الامام احمد بن حنبل

ادھر شاہ اسمٰعیل شہید وعظ وتبلیغ کے میدان میں اتر چکے تھے انہوں نے نہ صرف توحید اور عمل بالسنت کی طرف دعوت دی بلکہ سنن کے احیاء کے سلسلہ میں بعض مسائل پر کتابیں بھی لکھیں۔ شاہ صاحب کی ان تحریروں سے اس اصلاحی تحریک نے انقلابی رنگ اختیار کر لیا اس موقع پر مولانا آزادؒ کے الفاظ آب زر سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھنے کے قابل ہیں :۔

"شاہ ولی اللہ نے مزاج وقت کے عدم عمل و استعداد سے مجبور ہو کر دعوت و اصلاح امت کے جو بھید پرانی دہلی کے کھنڈرات اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کر دیئے تھے اس سلطان وقت، سکندر اعظم کی بدولت شاہ جہاں آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ہنگامہ مچ گیا اور اطراف ہند سے نکل کر نا معلوم کہاں کہاں تک افسانے پھیل گئے"

ان مختصر الفاظ میں مولانا آزاد نے شاہ شہید کی تبلیغی مساعی کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے کہ اس میں عوام کے اندر اس تحریک کو شاہ شہید نے ہی پہنچایا ہے اور انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے جو آج عمل بالحدیث کی شکل میں ہمیں نظر آ رہا ہے۔

شاہ اسحاق کے حلقۂ درس میں گو بڑے بڑے اکابر تھے جو بعد میں تحریک جہاد کے علم بردار بنے مگر جو مرتبہ جسم میں قلب و دماغ کو حاصل ہے وہ دوسرے اعضاء کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ سیدنا شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین دہلوی المعروف بہ میاں صاحب اس تحریک کے قلب و دماغ ثابت ہوئے اور انہوں نے اپنے ۶۰ سالہ درس حدیث میں تلامذہ کے اندر ایک نئی روح پھونک دی جس کی وجہ سے آج بحمد اللہ مسلک سلف اور عمل بالحدیث کی یہ تحریک پوری قوت سے اصلاح و تبلیغ اور کتاب و سنت کی اشاعت کا کام کر رہی ہے۔

[illegible] مکتب فکر کے ساتھ دیوبندی حضرات نے بھی اس تحریک کو بدنام کرنے [illegible] نے مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، [illegible] کے عاملین بالحدیث کے مقابلہ میں جو جہاد کیا وہ ان کے [illegible] چکا ہے اور ان عاملین بالحدیث پر یہ شہاب ثاقب اس [illegible] منصور و لی [illegible] کا احیاء نہ کر سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔اسی زمانہ میں حضرت شیخ الکل السید نذیر حسین دہلوی ۱۳۰۰ھ کو حج کے لئے تشریف لے گئے تو البلد الامین میں ان لوگوں کی ملی بھگت سے جو ڈرامہ کھیلا گیا اسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ جامع الشواہد فی اخراج الوہابین من المساجد کے نام مولوی محمد لدھیانوی نے ایک رسالہ لکھا جس پر دیوبند، پانی پت، رامپور اور دیگر شہروں کے علماء احناف نے دستخط کئے اور اہل حدیث کے کافر اور واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا ان کی طرف غلط مسائل منسوب کئے گئے۔ اس پر مولانا محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ میں بذریعہ اشتہار اعلان کیا کہ جو شخص اہل حدیث کی کتب متمسکہ سے یہ مسائل ثابت کردے اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ پھر جامع الشواہد کے جواب میں بہت سے علمائے حدیث نے رسائل لکھے جن کا ذکر آئندہ صفحات میں آرہا ہے۔

یہاں پر ہم مختصر طور پر بتانا چاہتے ہیں کہ ولی اللہی تحریک کی بنیاد ہندوستان میں عمل بالحدیث کی طرف ایک قدم تھا۔ مگر دیوبندی حضرات نے اس تحریک سے انحراف کر کے تقلیدی روش پر اصرار کیا اور سنن صریحہ کے مقابلہ میں اپنے مشائخ کے اقوال کو ترجیح دینے لگے۔ مولانا محمود الحسن دیوبندی تقریر ترمذی میں فرماتے ہیں:۔

"نیار مجلس" کے سلسلہ میں احادیث و آثار کی رو سے امام شافعی کا مسلک صحیح ہے لیکن ہم مقلد ہیں اس بناء پر ہم اپنے مسلک کو چھوڑ نہیں سکتے"

اور ماہنامہ تجلی کے ایڈیٹر عامر عثمانی ایک استفسار کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

"مقلد کے لئے قرآن و سنت سے حوالہ کی ضرورت نہیں ہے اس کیلئے امام کا قول ہی حجت ہے۔ (تجلی جنوری فروری ۱۹۶۸ء)

اہل حدیث کے قرآن و سنت سے استدلال اور ہر مسئلہ میں قال اللہ و قال الرسول کا یہ اثر ہوا کہ حنفی مکتب فکر پر بھی حدیث کے مطالعہ اور اس کی تدریس پر جمود نظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے لگا۔ چنانچہ کراچی کے البلاغ کے مضمون نگار سید رشید احمد ایم۔ اے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:۔

"آخر زمانہ میں حدیث کی تدریس و اشاعت سے جب ہندوستان میں اہل حدیث کا ایک فرقہ پیدا ہوگیا تو انہوں نے ائمہ کی تقلید کی مخالفت کی اس وجہ سے حنفی علماء میں بھی کتب حدیث کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا اور وہ فقہی مسائل کو احادیث کی روشنی میں ثابت کرنے پر متوجہ ہوگئے"

پھر اہل حدیث سے مناظرہ و مباحثہ کے لئے حنفی علماء نے کتب حدیث کا خوب مطالعہ کیا اور حدیث کے ذریعہ حنفی مسلک کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔

(البلاغ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ)

گویا احادیث کے ساتھ شغل محض اپنے مسلک کی حمایت اور دفاع کے لئے یا پھر مسلک اہل حدیث کا مقابلہ کرنے کے لئے اختیار کیا گیا۔ ورنہ تو تقلیدی مسلک کے لئے اس کی ضرورت نہ تھی۔

ہاں تو سید نذیر حسین دہلوی نے شاہ اسحاق کی مسند حدیث کو جب زینت بخشی تو انہوں نے اس جانشینی کا خوب حق ادا کیا۔ شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی اور شاہ شہید کی شبانہ روز تحریک سیاسی و مذہبی کی سرپرستی کی اور حضرت میاں صاحب کے تلامذہ نے اس تحریک کو شہروں اور دیہاتوں تک میں پھیلا دیا۔

حضرت میاں صاحب نے اس مسند پر جلوہ گر ہوتے ہی طریق کار کے لئے خطوط متعین کئے اور درس و تدریس، مناظرات و مباحثات کے ذریعہ مسلک اہلحدیث کی خوب نشر و اشاعت کی اور پاک و ہند میں پہلی مرتبہ یہ جماعت اپنے اصلی رنگ میں متعارف ہوئی سید سلیمان ندوی حیات شبلی میں لکھتے ہیں:۔

"ہندوستان میں تحریک اہلحدیث مولانا سید نذیر حسین اور ان کے تلامذہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شروع ہوئی اس تحریک کا فائدہ یہ ہوا کہ طبیعتوں کا جمود دور ہوا اور جب ایک بند ٹوٹا تو اجتہاد کے دروازے بھی کھلے اور لوگ از سر نو تحقیق و کاوش کے عادی ہو گئے۔ قرآن پاک اور احادیث سے دلائل کی خو پیدا ہوئی اور قیل و قال کے مکدر گڑھوں کی بجائے ہدایت کے اصلی سرچشمہ مصفا کی طرف واپسی ہوئی۔"

اب مقلدین کے پاس شاطرانہ چالوں اور عیاریوں کے سوا کچھ نہیں تھا چنانچہ اس پاک گروہ پر غلط الزام لگا کر ان کو بدنام کرنے کی کوششیں کی گئیں۔

شاہ شہید کی "تنویر العینین" گو خالصتاً اہل حدیث نقطۂ نظر کے مطابق نہ تھی تاہم اسے اہلحدیث کی کتاب سمجھ کر محمد شاہ پاک پٹنی نے تنویر الحق کے نام سے اس کا جواب لکھا اور اس کو نواب قطب الدین کی طرف منسوب کر دیا اس کے جواب میں سید نذیر حسین نے اپنے مرتبہ سے اتر کر معیار الحق تالیف کی اور اس قصہ کو ہمیشہ کے لئے پاک کر دیا۔ یہ کتاب صرف تنویر الحق کا جواب ہی نہیں ہے۔ بلکہ پورے نزاع کا فیصلہ کن جواب ہے اس کتاب کے مدلل اور مؤثر ہونے کے باوجود مولانا ارشاد حسین رامپوری نے انتصار الحق کے نام سے اس کا جواب لکھا اور اس میں بارہ سوالات رکھ کر چیلنج کیا کہ اگر ان بارہ مسائل کا جواب دے دیا گیا تو تمام کتاب کا جواب سمجھ لیا جائے گا۔

حضرت میاں صاحب کے تلامذہ تائید ایزدی سے مؤید تھے اس کتاب کے شائع ہوتے ہی مولانا سید امیر حسن صاحب نے اس کے جواب میں براہین اثنا عشر لکھ کر شائع کرادی جو بڑی تقطیع کے سات صفحات پر مشتمل تھی۔ یہ جواب الجواب جب مولانا عبدالحی لکھنوی کی نظر سے گزرا تو انہوں نے مؤلف موصوف کو ایک خط میں خراج تحسین پیش کیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"براہین اثنا عشر رسیدہ اغلاط اسامی کتب و مؤلفین در انتصار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاتعد ہستند شاید بنظر اختصار بر چندہ کفایت شدہ" (الحیاۃ بعد المماۃ ۵۹۲)

اس کتاب کا دوسرا جواب جو تلخیص الاذکار کے نام سے دیا گیا ہے۔ یہ بھی مولانا احمد حسن کا ہے جو دس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس طرح البحر الزخار۔ اختیار الحق کے نام سے بھی رامپوری کی کتاب کے جواب دیئے گئے۔

اس کے بعد تو جانبین سے رد و قدح کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تنگ نظری اور تقلیدی ذہن نے اختلاف و افتراق کی فضا پیدا کر دی اور بالآخر مقلدین کی طرف سے تکفیر کے فتوے صادر ہونے لگے جو شکست خوردہ ذہن کا آخری ہتھیار ہوتا ہے اور کتاب جامع الشواہد اس سلسلہ کی اہم کڑی ہے۔ اس میں مؤلف لکھتے ہیں:۔

"اہل حدیث وہابی غیر مقلد ہیں ان کی چار علامتیں ہیں۔ آمین بالجہر۔ رفع الیدین۔ وضع الیدین علی الصدر اور القراءت خلف الامام۔ یہ لوگ اہل سنت سے خارج ہیں اور فرقہ ضالہ سے ہیں۔ پس ان سے مجالست ممنوع ہے مساجد میں ان کا داخلہ ممنوع ہے اور ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔"

اہل حدیث کی طرف سے اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ایک جواب تو مولانا بٹالوی نے بصورت اشتہار دیا۔

(۲) عمارۃ المساجد۔ مولانا محمد سعید بنارسی۔

(۳) جامع الفوائد۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب۔

(۴) کاشف المکائد۔ مولانا عبدالغنی جونا گڑھی۔

(۵) براءۃ اہل الحدیث والقرآن مما فی الشہود من التہمۃ والبہتان

یہ آخری جواب حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری نے لکھا۔ یہ کتاب ۱۳۰۴ھ میں شائع ہوئی۔

علاوہ ازیں حافظ عبداللہ غازی پوری نے جناب مسٹر ولیم آرڈین صاحب بہادر کلکٹر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضلع غازی پور کو ایک یادداشت کے ذریعہ متنبہ کیا کہ ہمیں استحقاق ادائے فرائض مذہبی مساجد سے کس وجہ سے محروم کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق جانبین سے جواب طلبی کی جائے اس پر مسٹر ولیم نے امانت اللہ کو لکھا تو اس نے مسٹر ولیم کو جامع الشواھد کی ایک کاپی اور دس دفعات مزید لکھ کر بھیج دیں کہ ان کی بناء پر ہم انہیں مساجد سے روکتے ہیں۔ مسٹر ولیم نے وہ دفعات اور جامع الشواہد مولانا غازی پوری کے پاس بھجوادیں۔ مولانا موصوف نے "الکلام النباہ فی ردھفوات من من منع مساجد اللہ" کے نام سے اس کا جواب لکھا جو ایک سو آٹھ (۱۰۸) صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ جواب ۱۳۰۵ھ کو شائع ہوا اس کے آخر میں سات عدد عدالتی فیصلے بھی ضم کئے گئے جن میں اہلحدیث کو مساجد میں جانے کی اجازت دی گئی تھی۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ حملہ مکائد تار عنکبوت ثابت ہوئے اور حق کی راہ روکنے میں ان کی کوئی کوشش بھی کامیاب نہ ہوسکی۔

حضرت میاں صاحب کے ساٹھ سالہ درس حدیث میں وہ علماء شامل ہوئے جنہوں نے نابغۂ زمان اور یگانہ وفرزانہ ہونے کی حیثیت سے ناموری حاصل کی اور پھر ان کے طریق کار اور مزاج میں تنوع کے سبب اہل حدیث تحریک میں سیاسی اور مذہبی اعتبار سے ہمہ گیری پیدا ہوگئی۔ ان میں سے بعض تحریک مجاہدین کے ساتھ وابستہ ہوگئے اور بعض علماء نے اہل حدیث کے حلقۂ تدریس وتصنیف میں وسعت اور جامعیت پیدا کردی اور کچھ احباب نے وعظ وتبلیغ اور مناظرہ ومباحثہ کے میدان میں سرفرازی دکھائی الغرض حضرت میاں صاحب نے جو بساط بچھائی تھی اس پر شطرنج کے مہروں کی طرح پوری طرح قبضہ کرلیا اور تحریک آزادی کے میدان کو بھی مارنا شروع کردیا۔

دراصل کوئی بھی اصلاحی تحریک جب تک اپنے دامن میں سیاسی قوت لے کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں اٹھتی اور اسکے تحصیل مقاصد کا ذریعہ نہیں بنتی تو ایسی تحریک پھیل نہیں سکتی ہر مصلح اور مجدد کا یہ کام ہوتا ہے۔ کہ وہ تجدید و اصلاح کے ذریعہ ایسے لوگوں کا ایک گروہ اپنا ہم خیال بنائے جو جماعتی مزاج رکھتے ہوں جو تحریک اپنے ہم نواؤں میں جماعتی مزاج پیدا نہیں کرتی وہ آخر کار انتشار کا شکار ہو جاتی ہے اور اس کا نام و نشان تک مٹ جاتا ہے۔ کیونکہ افرادی قوت کو جمع کرنے کا نام جماعت ہے اور اسی کو ہم سیاسی قوت سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

اہل حدیث تحریک نے بھی ایک طرف تو تصنیف و تالیف اور وعظ و تبلیغ کے ذریعہ کتاب و سنت کی اشاعت کا کام شروع کیا جو عقیدہ و عمل دونوں کی اصلاح پر مشتمل تھا اور دوسری طرف سیاسی اثر و نفوذ حاصل کرنے کے سامراجیت کے خلاف جہاد شروع کر دیا اور ایک خاص علاقہ میں سیاسی نظام قائم کرنے کی جد و جہد شروع کر دی اور مخالفین سے حرب و پیکار میں مشغول ہو گئے۔

چنانچہ تحریک مجاہدین اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے خالص سیاسی تحریک تھی اور اس تحریک کی باگ ڈور بھی اہلحدیث علماء کے ہاتھ میں تھی ہم دیکھتے ہیں کہ مولانا ولایت علی اور عنایت علی کے بعد ان کی جگہ پر مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی مولانا صوفی ولی محمد فیروز پوری، مولانا اکبر شاہ سخانوی مولانا عبدالقادر قصوری، مولانا عبدالاول غزنوی اور مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی سرفہرست نظر آتے ہیں جنہوں نے تحریک آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا اور اپنی زندگیاں اس کے لئے وقف کر دیں آئندہ چل کر ہم تحریک آزادی کی جد و جہد کے عنوان سے اس پر مفصل روشنی ڈالیں گے۔

درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی اہلحدیث نے بھرپور مظاہرہ کیا اور حضرت میاں صاحب کے تلامذہ نے اس میدان میں کتاب و سنت کی بے لوث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت کی چنانچہ ان کے الباقیات الصالحات سے عالم اسلام کے سلفی اور غیر سلفی سبھی مستفید ہو رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل علماء کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) علامہ مولانا محمد بشیر شہسوانی۔ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ

(۲) علامہ حافظ عبداللہ غازی پوری ۲۱ صفر ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۱۸ء

(۳) علامہ امام عبداللہ غزنوی ۱۲۹۸ھ

(۴) علامہ امام عبدالجبار غزنوی ۱۳۳۲ھ

(۵) علامہ مولانا محمد سعید بنارسی متوفی ۱۸ رمضان ۱۳۲۲ھ

(۶) علامہ مولانا شمس الحق ڈیانوی ۱۳۲۹ھ

(۷) علامہ حافظ محمد لکھوی ۱۳۱۱ھ

(۸) علامہ مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی المتوفی ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

(۹) علامہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری المتوفی ۶ شوال ۱۳۵۳ھ

(۱۰) شیخ الاسلام علامہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری ۱۳۶۷ھ

(۱۱) علامہ مولانا ابوالحسن صاحب سیالکوٹی ۱۳۲۵ھ

(۱۲) حضرت العلام مولانا حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑی المولود ۱۳۰۶ھ المتوفی ۱۳۸۷ھ

(۱۳) علامہ مولانا ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی

(۱۴) علامہ مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی المولود ۱۲۷۷ھ المتوفی ۱۳۸۴ھ

(۱۵) علامہ مولانا عبدالحکیم صاحب نصیر آبادی

(۱۶) حضرت مولانا غلام رسول صاحب قلعوی ۱۲۹۱ھ

(۱۷) حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب دہلوی ۱۲۵۱ھ

یہ جملہ حضرات اپنے اپنے مقام پر مرکزی حیثیت رکھتے تھے اور وعظ و تبلیغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں خصوصی خدمات کے حامل تھے لیکن اہل حدیث کی تبلیغی اور تعلیمی مساعی کو ایک خاکہ کی حیثیت سے دیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اہم مراکز کے کام کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے۔

(۱) امرتسر

یہ شہر سیاسی اور تجارتی حیثیت سے متحدہ پنجاب میں خاص امتیاز کا حامل تھا۔ امام عبداللہ غزنوی (جداعلیٰ غزنوی خاندان) کے اس شہر میں قیام پذیر ہونے کی وجہ سے یہاں پر اہل حدیث کا مرکز قائم ہوگیا۔

امام عبداللہ غزنوی کے مختصر حالات حضرت الامام عبداللہ الغزنوی ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۸۱۱ء قلعہ بہادر خیل کے مقام پر، جو شہر غزنی کے مضافات میں واقع ہے، پیدا ہوئے۔ یہ جگہ افغانستان میں خواجہ ہلال پہاڑ کے قریب ہے اور "گیرو" نامی گاؤں کہلاتا ہے۔

والدین نے آپ کا نام محمد اعظم رکھا لیکن موصوف نے اپنا نام عبداللہ رکھ لیا۔ اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ غزنی میں آپ کا خاندان سادات مشہور خاندان ہے۔ آپ کے جدِ اعظم محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ مشہور بزرگ تھے اور آج بھی ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ کتب حدیث کی تکمیل حضرت شیخ حبیب اللہ قندھاری سے کی اور اتباع سنت کی وجہ سے معتوب بن گئے۔ اس کے بعد "اصحاب ثلاثہ" جن میں مولانا غلام رسول قلعوی اور حافظ محمد بن بارک اللہ شامل تھے۔ دہلی حضرت میاں نذیر حسین کی خدمت میں پہنچے اور آپ نے کچھ عرصہ رہ کر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے حدیث کی سند حاصل کی۔ اس دوران ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی برپا ہو چکی تھی۔ حضرت الامام واپس وطن پہنچ گئے اور کتاب و سنت کی تبلیغ میں مشغول ہو گئے۔ اور اس راہ میں مسلسل ۱۵ سال تکالیف شاقہ برداشت کیں۔ بالآخر والیٔ افغانستان امیر دوست محمد کے حکم سے جلا وطن کر دیا گیا اور آپ معہ اہل و عیال پنجاب پہنچ کر امرتسر میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

امرتسر میں اپنے قیام کے بعد امام عبداللہؒ نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی اور دارالتدریس کے نام سے ایک مدرسہ جاری کیا۔ جس کے ثمرات سے اندرون و بیرون ملک لوگ مستفید ہوتے رہے۔ ان میں غزنوی افراد کے علاوہ چند ایک نام حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا ابو اسحاق نیک محمد صاحب
(۲) حضرت العلام مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی
(۳) حضرت مولانا محمد حسین صاحب ہزاروی
(۴) حضرت مولانا عبدالقادر صاحب لکھوی
(۵) حضرت مولانا فقیر اللہ صاحب مدراسی
(۶) استاذ العلام حافظ محمد صاحب گوندلوی
(۷) حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی گوجرانوالوی۔ وغیرہم مما لا یحصیٰ

حضرت علامہ حافظ محمد صاحب لکھوی

حضرت حافظ محمد صاحب فیروزپور میں ۱۲۲۱ھ کو متولد ہوئے آپ کے والد ماجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ بارک اللہ لکھوی مشہور عالم دین اور مبلغ اسلام تھے حافظ محمدؒ نے کتب متداولہ اپنے والد مرحوم سے تحصیل کیں اور ۱۲۹۶ھ کو دہلی میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے چنانچہ عمل بالحدیث کا جذبہ حضرت مرحوم کی صحبت کا نتیجہ تھا۔ ورنہ تو خاندانی طور پر حنفی تھے۔ جیسا کہ انواع بارک اللہ کے بعد انواع محمدی سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دوسری کتاب پہلی کی ناسخ ہے۔ مولانا محمد علی مرحوم لکھوی نے اپنے ایک خط میں وضاحت کی کہ دادا جی مرحوم عبدالغنی مجددی کے حلقۂ درس میں بھی شامل رہے اور ۱۲۹۷ھ کو مولانا احمد علی سہارنپوری سے بھی اجازہ حاصل کیا ہے۔

واپس پہنچ کر ۱۳۱۰ھ کو مدرسہ محمدیہ جاری کیا جس سے متعدد علماء نے کسب فیض کیا جن میں مولانا عبدالاول غزنوی۔ سید عبداللہ بن عبداللہ غزنوی، مولانا محمد صاحب مصحح مطبع انصاری دہلی۔ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی۔ مولانا عبداللہ صاحب پٹیالوی۔ مولانا عبداللہ صاحب کپورتھوی۔ مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی اور مولانا رحیم بخش لاہوری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حافظ صاحب مرحوم نے تفسیر قرآن کے علاوہ "احوال الآخرت، زینت الاسلام، محامد الاسلام، سیف محمدی وغیرہ کتابیں بھی تالیف کیں، جو سب کی سب پنجابی نظم میں ہیں اور متحدہ پنجاب میں ہر گھر میں پڑھی جاتیں مرد عورت، بچے بوڑھے ان سے یکساں مستفید ہوتے رہے۔ مولانا سید محمد شریف گھریالوی، مولانا عبدالکریم گرنتھی کی کتاب پیروی صحابیات پر اپنی ایک تقریظ میں لکھتے ہیں:۔

امابعد! حافظ محمد صاحب بن بارک اللہ ساکن لکھوکے ضلع فیروزپور عربیت کے فاضل مکمل ہونے کے علاوہ پنجابی شاعر بھی تھے۔ جن کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کی تصانیف پڑھ کر عورتیں عالمہ ہوگئیں۔ ان کا ارادہ تھا کہ جیسے میں نے قرآن مجید کی تفسیر پنجابی نظم میں لکھی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے توفیق بخشی تو بخاری شریف کو بھی پنجابی نظم کر کے آسان کر دوں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کی نظر کمزور ہو گئی اور یہ ان کی آرزو پوری نہ ہوئی۔

نیز بروایت سید محمد شریف صاحب مرحوم حافظ صاحب فرمایا کرتے کہ تفسیر کی نظم کے وقت مجھے ابن کثیر نہیں مل سکی ورنہ اس کو نظم کرتا اور صرف معالم وغیرہ پر انحصار نہ کرتا۔

راقم الحروف کو حافظ مرحوم سے رؤیا میں ملاقات کا شرف حاصل ہے خواب میں حافظ صاحب سے بندہ نے سوال کیا کہ جناب کی تفسیر محمدی میں کیا خوبی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ سات مقامات میں اس کو امتیاز حاصل ہے اور اس کے ساتھ ہی خواب کا منظر بدل گیا۔ بندہ نے مولانا محمد علی صاحب لکھوی مرحوم سے خواب کی تعبیر دریافت کی تو مولانا مرحوم نے فی البدیہہ فرمایا کہ حضرت (راقم الحروف) قرآن پاک میں استوٰی علی العرش کی سات آیتیں ہیں اور دادا جی نے ان میں تاویل نہیں کی۔ ھٰذا تاویل رؤیای۔ نیز خواب کی حالت میں راقم الحروف کو لکھوکے گی سیر کرائی گئی اور ایک حجرہ دکھایا گیا جس میں ایک چٹائی اور اس پر تپائی رکھی ہوئی تھی۔ مجھے بتایا گیا کہ اس مقام پر بیٹھ کر حافظ صاحب تفسیر لکھا کرتے تھے۔ غالباً اسی ربط سے بندہ کو قرآن پاک کے تفسیری حواشی کی سعادت حاصل ہوئی ہے وذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔ راقم الحروف نے حافظ صاحب کے تراجم ترتیب دیئے ہیں جن میں ذاتی حالات کے علاوہ ان کی تالیفات کی روشنی میں حافظ صاحب کو پیش کیا ہے۔ اللہ کرے کہ اس کی طباعت کی نوبت آجائے۔ وماذالك على الله بعزيز۔

یہ لوگ تقریباً صوبہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض علماء وہ ہیں جنہوں نے اپنے اپنے مقام پر مستقل مراکز قائم کر لئے۔ مثلاً حافظ عبداللہ صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روپڑی بن حاجی فضل اللہ مرحوم نے مولانا بٹالوی کے ایماء پر ۱۹۱۶ء میں روپڑ میں قیام فرمایا۔ وہاں سے تصنیف و تدریس کے علاوہ ایک ہفت روزہ رسالہ تنظیم اہلحدیث کے نام سے جاری کیا[1]۔ جس میں مضامین کے علاوہ حافظ صاحب مرحوم کے فتاویٰ علماء کی توجہات کا مرکز بن گئے[2] اور ۱۹۳۸ء تک وہیں مقیم رہے۔ بعد ازاں امرتسر چلے آئے اور مسجد مبارک میں دار الحدیث کے نام سے ایک مدرسہ جاری کر دیا اور تنظیم اہلحدیث بھی چلتا رہا[3]۔

قیام پاکستان کے بعد لاہور کے ہو رہے اور چوک دالگراں لاہور میں مسجد قدس کے نام سے ایک شاندار مسجد کی بنیاد رکھی جو تا حال تشنۂ تکمیل ہے حافظ صاحب کے کچھ حالات تنظیم جمعیت اہلحدیث کے سلسلہ میں ذکر ہونگے۔

گوجرانوالہ

ضلع گوجرانوالہ میں وزیر آباد سیاسی لحاظ سے بھی اہم رہا ہے۔ علامہ حافظ عبد المنان وزیر آبادی نے یہاں مدرسہ قائم کیا اور قلعہ میہاں سنگھ میں مولانا غلام رسول قلعوی بہت مشہور بزرگ ہو گزرے ہیں جن کے وعظ و تبلیغ کے قصے بہت مشہور ہیں۔ مولانا علاؤ الدین اور سید میر حیدر بھی گوجرانوالہ کے شمار ہوتے ہیں۔

حافظ عبد المنان وزیر آبادی

حضرت علامہ حافظ عبد المنان وزیر آبادی ۱۲۶۷ھ

---

[1] تنظیم اہلحدیث کا پہلا شمارہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ (۵ فروری ۱۹۳۲ء) یہ مجلہ اسبوعیہ در اصل تنظیم جماعت اہلحدیث کے ایماء پر جاری کیا گیا تھا جس کے پہلے امیر شاہ محمد شریف صاحب مرحوم گھڑیالوی مقرر ہوئے تھے۔ [2] یہ فتاویٰ اب سرگودھا سے کتابی شکل میں شائع ہو گئے ہیں اس کی تین جلدیں راقم کی نظر سے گذری ہیں۔ [3] حافظ صاحب مرحوم کی تالیفات کتب و رسائل اربعین ہی ہیں جن میں الکتاب المستطاب، اطفاء والشمعہ اور رسالہ سماع موتی زیادہ اہم ہیں آپ نے اگست ۱۹۶۴ء مطابق ۱۳۸۴ھ میں وفات پائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مقام کردلی سیداں ضلع جہلم میں پیدا ہوئے نسباً اعوان خاندان سے تعلق ہے آٹھ سال کی عمر میں آشوب چشم کے عارضہ سے بینائی سے محروم ہو گئے۔ ابتدائی تعلیم مولوی قادر بخش سے حاصل کی جو احمد آباد ضلع جہلم کے رہنے والے تھے۔ اس کے بعد سید فاضل شاہ اور مولوی برہان الدین سے مختصرات پڑھیں اور بنوں کشمیر میں مولوی گل احمد صاحب کی خدمت میں پہنچ کر منطق و عقائد کی تکمیل کی اور وہاں سے بارادۂ حج کالا باغ کا رُخ کیا کالا باغ سے بذریعہ کشتی سندھ میں پیر محفوظ اللہ قندھاری کے ہاں پہنچ گئے۔ ان کی معرفت پیر مراد علی والیٔ خیرپور سے تعارف ہوگیا جنہوں نے سفر حج کا انتظام کر دیا۔

حج کے بعد بمبئی پہنچ گئے اور وہاں پر متعدد علماء سے ملاقاتیں کیں۔ جن میں مولانا عبدالشکور تلمیذ شاہ عبدالعزیز۔ مولانا بشارت علی کابلی اور شیخ عبدالحق بنارسی تلمیذ امام شوکانی و استاذ حضرت النواب بھوپالی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بمبئی میں شیخ عبدالحق سے اجازہ حاصل کیا اور ان سے ایک سفارشی خط لے کر حضرت النواب کی خدمت میں بھوپال پہنچ گئے۔ ایک سال بھوپال رہ کر دہلی چلے آئے دوران سفر کانپور میں مولانا شہید الدین سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے حضرت میاں صاحب کے نام ایک سفارشی چٹھی لکھ دی ۱۲۸۸ھ کو حضرت میاں صاحب سے سندِ حدیث حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے بینائی کا تدارک تفوق حافظہ سے کر دیا اور بمبئی میں سلیمان شریف یمنی کی ترغیب پر مشارق الانوار اکتالیس دن میں حفظ کر لی جو دو ہزار احادیث سے زائد پر مشتمل ہے۔

دہلی سے فارغ ہو کر لاہور مسجد چینیانوالی تشریف لے آئے یہاں پر ایک سال

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام کے بعد امرتسر الامام سید عبداللہ صاحب غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے بالآخر وزیر آباد میں دارالحدیث کی بنیاد رکھی اور تقریباً تالیس سال تفسیر و حدیث کا درس دیتے رہے اور پینتیس ۳۵ مرتبہ پوری صحاح ستہ پڑھائی۔ ہر دور میں بیسیوں طلبہ شریک درس رہے، پنجاب کے علاوہ سندھ، بنگال، بہار، تبت، کابل اور شام تک کے طلبہ آپ کے علم سے مستفید ہوتے رہے، جن کی سعی و کوشش سے آج بھی سارا پنجاب فیض یاب ہو رہا ہے۔ حافظ صاحب کے تلامذہ میں حسب ذیل علماء شامل ہیں:۔

★ مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب ★ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ★ مولانا محمد علی لکھوی ★ مولانا عبدالمجید سوہدروی ★ مولانا فقیر اللہ مدراسی ★ مولانا محمد اسمٰعیل سلفی گوجرانوالہ ★ استاذنا المحترم مولانا محمد عبداللہ کھیانوالی ★ حافظ محمد صاحب گوندلوی ★ مولانا عبدالرحیم قاضی کوٹی ★ شیخ خدا داد جنہوں نے کوئٹہ کو اپنا مسکن بنا لیا اور توحید و سنت کا وہاں بیج بویا و فی الجملہ اخذ عن الحافظ خلق لا یحصون بحدٍ و لا عدٍ

۱۲۹۳ھ کو حضرت میاں صاحب اپنی زندگی کے آخری دن گزار رہے تھے اور بینائی کمزور پڑ گئی تھی تو حافظ صاحب ان کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کی حضرت مجھے پہچان لیا اس پر حضرت میاں صاحب نے فرمایا:

"ہاں تو عبدالمنان وزیر آبادی ہے۔"

پھر فرمایا:۔

"پنجاب میں تین شخص میرے دل کی راحت کا سبب بنے ہیں، عبدالجبار، عبدالمنان اور حافظ محمد لکھوی، سب تلامذہ سے زیادہ انہی حضرات نے میرے فیض کو چاروں طرف پھیلایا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد حافظ صاحب کی درخواست پر حضرت میاں صاحب نے اپنی پگڑی اتار کر حافظ مرحوم کے سر پر رکھ دی۔ اور فرمایا:

"عبدالجبار کُرتہ لے گیا ہے تو یہ پگڑی لے جا"

حافظ وزیرآبادی نے ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ کو وفات پائی اور وزیرآباد میں دفن ہوئے۔

مدرسہ احمدیہ آرہ نگر

اُس دور میں صوبہ بہار کی سب سے بڑی اسلامی دانشگاہ تھی یہی وہ مرکزی درسگاہ ہے جس میں ۱۹۰۶ء کو اہلحدیث کانفرنس کی بنیاد رکھی گئی۔ اس درسگاہ کے بانی حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب آروی ہیں جو کہ اپنی عملی زندگی میں "لا یخافون لومۃ لائم" کے مصداق تھے۔ حیات شبلی میں مولانا سید ندوی صاحب لکھتے ہیں:

"نہایت خوشگوار اور پر درد وعظ کہتے خود روتے اور دوسروں کو بھی رُلا دیتے نئی باتوں میں سے اچھی باتوں کو سب سے پہلے قبول کر لیتے انہوں نے ۱۸۹۰ء میں اس مدرسہ کی بنیاد رکھی"۔

اس مدرسہ میں مذاکرہ علمیہ کے نام سے ایک مجلس قائم کی گئی جس کا سالانہ جلسہ آرہ میں ہوتا یہاں عربی علوم کے علاوہ انگریزی کی بھی تعلیم دی جاتی مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری سالہا سال اس میں پڑھاتے رہے۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری، مولانا عبدالسلام مبارکپوری۔ مولانا محمد شیث جونپوری جیسے یگانۂ روزگار نے یہاں سے فیض حاصل کیا حافظ صاحب کے بعد جب مدرسہ میں زوال آگیا تو یہی مدرسہ دربھنگہ منتقل کر دیا گیا جس میں تقریباً ایک سو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلبہ بیک وقت تعلیم حاصل کرتے مدرسہ کی کامیابی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۳۵۳ھ کو مدرسہ نے "مجلہ سلفیہ" کے نام سے ایک ماہوار مجلہ بھی جاری کیا۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب آروی جب تیسری مرتبہ ۱۳۱۸ھ کو حج کے لئے تشریف لے گئے تو ایک ماہ مسجد نبوی میں گزار کر ذی قعدہ کو بیت الحرام کا سفر کیا تو راستہ میں بیمار پڑ گئے۔ اور ۱۳۱۹ھ بحالت احرام مکہ مکرمہ میں سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔ غفر اللہ لہٗ

غازی پور مولانا رحمت اللہ فرنگی محل نے ۱۳۰۵ھ میں ایک مدرسہ "چشمۂ رحمت" کے نام سے جاری کیا۔ مولوی رحمت اللہ حنفی المسلک تھے اور یہ مدرسہ بھی احناف کے مدارس میں شمار ہوتا تھا۔ مگر جب حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری اس کے مدرس اعلیٰ مقرر ہوئے تو فضا تبدیل ہو گئی اور یہ مدرسہ حنفی ہونے کی بجائے اہل حدیث نظر آنے لگ گیا تاہم تقلیدی تعصب نے یہاں پر ٹکنے نہ دیا۔ بالآخر حافظ صاحب نے حافظ ابراہیم آروی اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کے ایماء و اصرار پر مدرسہ احمدیہ آرہ کی مسند کو رونق بخشی، اور بیس سال تک یہاں فیضانِ علم جاری رہا۔

حافظ صاحب کی ذات مستجمع صفات مغتنمات سے تھی۔ جس زمانہ میں آپ مدرسہ احمدیہ آرہ میں تھے تو مولانا محمد سعید بنارسی۔ مولانا عبدالسلام مرحوم مبارکپوری صاحب سیرۃ البخاری اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب تحفۃ الاحوذی ایسے اکابر آپ سے مستفیض ہوئے اور حافظ ابراہیم صاحب آروی کی وفات کے بعد حافظ صاحب موصوف دہلی تشریف لے آئے۔

دہلی میں حوض والی مسجد میں درس قرآن دیتے۔ قرأت قرآن مولانا محمد یونس صاحب دہلوی کرتے۔ پھر ظہر تک مدرسہ ریاض العلوم (نزد جامع مسجد) میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھاتے اور بعد ظہر مدرسہ علیجان میں درس دیتے۔ دہلی کے زمانہ میں غالباً مولانا سید داؤد غزنوی مرحوم اور دیگر پنجابی علماء نے فیض حاصل کیا اس طرح حافظ صاحب مرحوم استاذ الاساتذہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ بالآخر ۱۳۳۷ھ کو لکھنؤ میں وفات پائی۔ فازالغریب مادۂ تاریخ ہے۔

ڈیانواں پٹنہ صوبہ بہار ڈیانواں پٹنہ سے کچھ فاصلہ پر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ جسے مولانا شمس الحق صاحب غایۃ المقصود کا مسکن ہونے کی وجہ سے خاص شہرت حاصل ہے۔ مولانا نے ایک رئیس خاندان کے چشم و چراغ ہونے کی وجہ سے بہت بڑا کتب خانہ جمع کیا۔ صوبہ بہار میں بانکی پور پٹنہ کے کتب خانہ کے بعد مولانا مرحوم کے کتب خانہ کو اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے دور دراز سے علماء و فضلاء استفادہ کے لئے حاضر ہوتے تصنیفی مشاغل کی وجہ سے کوئی باقاعدہ مدرسہ نہ بنا سکے۔ البتہ ان کے خلف الصدق نے ۱۹۲۲ء میں "جامع ازہر" کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا۔

مولانا ڈیانوی ۱۲ رجب ۱۲۷۳ھ کو پیدا ہوئے ڈیانواں میں اپنے نانا جی سے "اقرء باسم ربك" سے مکتب کی تعلیم شروع کی اور قرآن پاک اور فارسی کی کچھ کتابیں ازبر کرلیں۔ اور مولانا لطف العلیٰ سے بعض کتابوں کا درس لیا اس طرح ۱۲۹۱ھ تک ڈیانواں میں تحصیل علم کرتے رہے۔ پھر ۱۲۹۲ھ میں لکھنؤ چلے آئے اور قاضی بشیر الدین قنوجی سے بھی استفادہ کیا بالآخر حضرت میاں صاحب کی خدمت میں پہنچکر کتب احادیث کا اجازہ حاصل کیا اور دو سال حضرت میاں صاحب کی خدمت میں رہے ۱۳۰۴ھ کو واپس وطن چلے گئے۔ عون المعبود شرح ابوداؤد، غایۃ المقصود اور اعلام اھل العصر انکی مشہور کتابیں ہیں فتاویٰ نذیریہ میں آپ کے فتاویٰ اور دیگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسائل ہیں جن کی تعداد بیس بائیس کے قریب ہے۔

تالیفی کام کا جائزہ

تحریک اہلحدیث کو کچلنے اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے انگریزی حکومت نے بہت سے حربے استعمال کئے جب شاہ عبدالعزیز صاحب نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا تو حکومت کے نوابوں نے اس کی مخالفت کی اور "اعلام الاعلام بان الھند دارالاسلام" کے نام سے ایک کتاب لکھ کر شائع کروادی اور پھر بریلوی مکتب فکر کے لوگوں نے تجانب اھل السنۃ عن اھل الفتنۃ جیسی زہریلی کتاب شائع کی جس میں تقریباً قومی لیڈروں پر کفر کے فتوے لگائے اور اقبال اور محمد علی جناح تک کو نہ چھوڑا۔ اہل حدیث تحریک نے ان حالات کا مقابلہ کیا لیکن انگریز بہادر نے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے جس جماعت کی بنیاد رکھی تھی اس نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا۔

پھر یہی نہیں کہ انہوں نے انگریز کو خوش کرنے کے لئے ہندوستان کے دارالاسلام ہونے کا فتویٰ دیا بلکہ تحریک حریت کو بدنام کرنے کے لئے شاہ شہید کی کتابوں کو بھونڈے انداز میں پیش کرنا شروع کر دیا اور شاہ رفیع الدین، شاہ اسحاق حتیٰ کہ خود شاہ ولی اللہ کو ہدف تنقید بنانے سے بھی گریز نہ کیا اور افتراق انگیز کتابوں کی اشاعت شروع کر دی۔ مثلاً

(۱) تصحیح المسائل در تردید مسائل نجدیہ از مولوی فضل الرسول بدایونی جو کہ شاہ اسحاق کے مأتہ مسائل واربعین مسائل کے جواب میں ہے۔

(۲) البوارق المحمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ ملقب بہ سوط الرحمٰن علی قرن الشیطان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) مقولات عشر مولوی فخر الدین الحسینی

(۴) ازالۃ الشکوک والاوہام فی العقائد الحقہ لاھل الاسلام

مولوی فضل الرسول بدایونی وغیرہ نے یہ کتابیں شائع کیں۔

اس طرح ان برادران یوسف نے کسی کو بھی معاف نہیں کیا بلکہ شاہ ولی اللہ کی ازالۃ الخفا جیسی اہم کتاب کو اہل سنت کے مسلک کے خلاف ثابت کرنیکی کوشش کی۔

حضرت میاں صاحب کے تلامذہ نے ان کتابوں کے مسکت جوابات دیئے۔ چنانچہ بدایونی کی تصحیح المسائل کے جواب میں قاضی بشیر الدین قنوجی نے تفہیم المسائل لکھی اور ابوارق کے جواب میں قاضی موصوف نے صواعق الٰہیہ لکھ کر یہ قرض چکا دیا مقولات عشر کا جواب مولوی تقی خاں دہلوی نے حضرت میاں صاحب کے ایما پر "النشر" کے نام سے لکھا اور ازالۃ الشکوک کے جواب میں قاضی بشیر الدین صاحب نے صیانۃ الانسان لکھی علاوہ بریں مولانا سراج احمد شہسوانی نے سراج الایمان لکھی اور مولانا حیدر علی ٹونکی نے "صیانۃ الناس عن وسوسۃ الخناس" کے نام سے اس کا جواب دیا۔ اس قسم کے دیگر رسائل بدایونی کے جواب میں لکھے گئے۔ مگر ان لوگوں کا مقصد تحقیق حق نہ تھا بلکہ شاہ شہید کی کتابوں کو غلط انداز میں پیش کر کے تحریک خلافت اور علمائے حق کی تجدیدی مساعی کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کرنا تھا اور بدایوں کے بعد یہ بوجھ بانس بریلی کے خانصاحب نے اپنے ضعیف کندھوں پر اٹھا لیا اور اپنی تالیفات میں دو درجن سے زائد کتابیں مرصع گالیوں پر لکھ کر ایصال ثواب کی رسم پوری کی۔ جسے قلم کی آواز ادا کرنے سے قاصر ہے۔ ان تمام کتب میں مرکزی بحث شاہ شہید کی کتاب تقویۃ الایمان ہی کے گرد گھومتی رہی۔ خان صاحب کے تلمیذ ارشد مفتی نعیم الدین نے تقویۃ الایمان کو بزعم خویش برعکس نہند نام زنگی کافور کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بمصداق اپنی کتاب کا نام اطیب البیان فی رد تقویت الایمان رکھا جس کے جواب میں مولانا ثناء اللہ مرحوم و مغفور کے ایماء پر حافظ عزیز الدین مراد آبادی نے تقویتہ الایمان کی تائید میں اکمل البیان تالیف کی اور اس میں بہر پہلو تقویتہ الایمان پر کیئے گئے اعتراضات کا جائزہ لیکر ان کے مدلل جوابات دیئے موصوف نے کسی بحث کو تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا۔ اس کتاب کا مسودہ بعض اہلحدیث علماء کی کوششوں سے پاکستان پہنچ گیا اور بالآخر ۱۹۶۲ء کو مولانا محمد اسماعیل سلفی کے اہتمام سے مکتبہ سلفیہ نے شائع کر دی۔

دوسری طرف علمائے اہلحدیث نے قبر پرستی اور رسوم و بدعات کی تردید میں تحقیقی قسم کے رسائل لکھے۔ مثلاً کلمتہ الحق حضرت نواب صاحب۔ ابطال الضرائح المروجہ فی الھند از محدث ڈیانوی۔ "غایتہ الکلام فی ابطال عمل المولد و القیام" مولانا قاضی بشیر الدین قنوجی۔ بصارۃ العینین فی منع تقبیل الابھامین وغیرہ، کتابیں بدعات کے رد میں ہی ہیں اسی طرح حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کی "بکرا دیوی" کتاب نذر و نیاز کے مسئلہ میں تحقیق انیق پر مشتمل ہے

علاوہ بریں تحریک اہلحدیث کے حاملین صرف باہمی اختلافات میں نہیں اُلجھے رہے بلکہ انہوں نے شرک و بدعت کے رد کے ساتھ اسلام پر خارجی حملوں کی بھی مدافعت میں مجاھدانہ کارنامے سرانجام دیئے ہیں عیسائی مشنریوں نے عیسائیت کی تبلیغ میں اسلام پر جو حملے کئے ان کے جواب بھی اہلحدیث ہی نے دیئے۔

مشنری نے ۱۸۷۲ء میں لدھیانہ سے "نور افشاں" اخبار جاری کیا اور ساتھ ... رسائل تقسیم کرنے شروع کر دیئے جن سے مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہبی مباحث میں الجھا کر سیاسی بیداری سے روکا جا سکے انہی ایام میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریز بہادر نے سوامی جی کی خدمات حاصل کرلیں اور اسے سمجھایا کہ اسلام تمہارے مذہب کا سب سے بڑا دشمن ہے مسلمان ہندوؤں کو شدھی کرنا چاہتے ہیں پس تمہیں کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو ویدک دھرم سے مختلف ہو اور ویدوں شاستروں سے اس کے اصول انوکھے اور حالات حاضرہ کے مطابق ہونے ضروری ہیں اگر آپ نے یہ کام سرانجام دے دیا تو آپ کے مذہب میں مسلمان تو داخل ہوسکیں گے مگر کوئی ہندو اسلام قبول نہیں کرے گا لہٰذا پہلی فرصت میں اس پر توجہ دی جائے۔

انگریز اور سوامی جی کی ملی بھگت کا نتیجہ آریہ سماج کی شکل میں ظاہر ہوا پنڈت دیانند نے اس کی بنیاد رکھی اس نے ہندو مت اور دیگر مذاہب سے معمولی چھیڑ چھاڑ کی مگر اسلام کے خلاف ایٹم بم بنانے کی تیاریاں شروع کردیں اور بالآخر ستیارتھ پرکاش کی صورت میں ایک دھماکہ چھوڑا اور قرآن پر ایک سو اُنسٹھ اعتراضات کر ڈالے۔ ملک بھر میں آریہ سماج کی شاخیں قائم کیں اور اس کے پرچار کے لئے ہزاروں اپدیشک (مبلغ) تیار کئے جس کا مقصد مسلمانوں میں ارتداد کی تحریک چلانا تھا گو وہ اپنے اس مقصد میں بری طرح ناکام ہوئے مگر یہ تحریک بہت اضطراب انگیز تھی مسلمان اب دو پاٹ میں پس رہے تھے۔ عیسائی مشنریوں کے حملے اور آریہ سماج کی دریدہ دہنی اور پھر ہندو کا اقتصادی غلبہ اور حکومت کا سیاسی دباؤ یہ سب چیزیں مل کر مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں اضطراب پیدا کر رہی تھیں خصوصاً شدھی کی تحریک کو روکنا اور ان کا جواب دینا نہایت ضروری تھا۔

ان حالات میں گو ہر مشرب کے علماء نے اپنے اپنے پروگرام کے مطابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلمی اور عملی جہاد کیا مگر جماعت اہلحدیث نے اس سلسلہ میں جو گول مارے وہ انہی کا حصہ ہے اور اہل حدیث کے کارناموں پر جس قدر فخر کیا جائے کم ہے اہل حدیث علماء نے آریہ سماج اور عیسائی مشنری کی ہر دعوت مبارزت کو قبول کیا اور مخالفین کے دانت کھٹے کئے۔ بنگال سے پنجاب تک تمام شہروں میں مناظروں کی دھوم تھی اور ہمارے علماء نے یہ کام نہایت ذمہ داری اور کامیابی کے ساتھ انجام دیا۔

آریہ سماج سے تین مناظروں کو تاریخی اہمیت کا حامل قرار دیا جاسکتا ہے:۔

(الف) دیوریہ ضلع گورکھپور ۱۹۰۳ء

(ب) نگینہ ضلع بجنور ۱۹۰۴ء اس مناظرہ میں مولانا محمود الحسن سمیت اکابر دیوبند بھی شامل تھے مگر مقابلہ کے لئے بالاتفاق شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب کا نام منظور ہوا۔

آریہ کی طرف سے ماسٹر آتمارام مناظر اور پنڈت کرپارام اور لالہ وزیر چند ایڈیٹر آریہ مسافر ان کے معاون تھے سات دن تک تحریری مناظرہ ہوتا رہا۔ فریق مخالف کے معاونین تو تیسرے دن ہی میدان چھوڑ گئے۔ بالآخر پانچویں روز آتمارام نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور اس نے کہا کہ ۱۳، ۱۴ جون کی کاروائی اخبارات میں شائع نہ کی جائے تب میں آگے چلوں گا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ گیارہ ہندو میدانِ مناظرہ میں ہی مشرف باسلام ہو گئے اس مناظرہ کی پوری روئیداد نگینہ مناظرہ کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

تیسرا مناظرہ ۱۹۱۴ء کو جبل پور (سی۔پی) ۳۱ مئی تا ۲ جون ہوا۔ اس مناظرہ میں تین مسئلے زیر بحث تھے۔ توحید فی الصفات۔ کیا اسلام عالمگیر مذہب ہے یا ویدک دھرم۔ مسئلہ تناسخ۔ آریہ مناظر نے مناظرہ سے گریز اور فرار کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہ اختیار کرنے کی بہتیری کوشش کی۔ مگر مولانا ثناء اللہ صاحب نے ان کی ہر شرط تسلیم کر کے مناظرہ شروع کر دیا۔ آریہ کی طرف سے پنڈت بھوجدت جی نے مناظرہ کیا۔ مگر ان کو ایسی شکست کا سامنا کرنا پڑا کہ اس کے بعد جبل پور کے علاقہ میں اسے دوبارہ مناظرے کی جرأت نہ ہوئی۔

اسی طرح عیسائیوں سے بھی مناظرے ہوئے مگر وہ کسی موقع پر بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ ان مناظروں کے علاوہ مخالفین کے کتابی شکل میں بھی اسلام پر حملے ہوتے رہے اور علماء اہلحدیث نے اس کے جواب دیئے۔

ستیارتھ پرکاش کا جواب حق پرکاش کے نام سے دیا گیا جس کا بغداد سے عربی ترجمہ بھی شائع ہوا جو اس کتاب کی قبولیت عامہ پر دلیل ہے۔ پھر آریہ کی طرف سے رنگیلا رسول شائع ہوئی جس میں ازواج مطہرات پر حملے کئے گئے اس کے مؤلف راج پال نامی ہندو تھے۔

اس کتاب نے مسلمانوں میں غم و غصہ اور جوش پیدا کر دیا لاہور میں مفتی کفایت اللہ کی زیر صدارت عطاء اللہ شاہ بخاری نے تقریر کی شاہ صاحب کی تقریر نے غازی علم الدین کے دل میں ایسا جوش و جذبہ پیدا کر دیا جس نے راجپال کو قتل کر دیا۔ بلاشبہ یہ مسلمانوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور جوش ایمانی کا ثبوت تھا مگر کتاب کے معنویات کا یہ جواب نہ تھا بالآخر مولانا ثناء اللہ مرحوم نے "مقدس رسول" لکھ کر اس کا دندان شکن جواب دیا۔ اس طرح جب عبدالغفور نامی نے مرتد ہو کر اپنا نام دھرم پال رکھ لیا تو اُس نے ترکِ اسلام کتاب لکھی جس میں اسلام چھوڑنے کے وجوہات بیان کئے مسلمانوں میں اس سے اضطراب پھیل گیا تاہم مولانا ثناء اللہ مرحوم نے بڑی متانت سے اس کا جواب ترکِ اسلام کے نام سے دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم نورالدین نے "نورالدین" کے نام سے اس کا جواب لکھا کچھ دوسری کتابیں بھی شائع ہوئیں مگر مترک اسلام نے دھرم پال کے تمام قلعوں کو مسمار کر دیا اس کے بعد دھرم پال نے تہذیب الاسلام لکھی جس کا جواب مولانا نے تغلیب الاسلام سے دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے تاریخ و سیر کی غیر معتبر کتابوں سے مواد جمع کر کے "نخلِ اسلام" لکھی جس کے جواب میں مولانا نے "تبر اسلام" لکھ کر نخل اسلام کا صفایا کر دیا مولانا کی ان مساعی کی برکت سے دھرم پال اب "غازی محمود" بن گیا۔

الغرض آریہ سماج مشن کا مولانا نے نہایت جرأت اور حوصلہ مندی سے مقابلہ کیا حتیٰ کہ مخالفین بھی اس کے قائل ہو گئے۔ مولانا مرحوم نے ہر موضوع پر ایک مستقل رسالہ تالیف کیا تاکہ آئندہ کے لئے نوآموز اس سے استفادہ کر سکیں۔ اس سلسلہ کی تالیفات پر ملاحظہ ہوں۔

اصول آریہ ۔ جہاد اور وید ۔ حدوث وید ۔ الہامی کتاب ۔ کتاب الرحمٰن بابہام القرآن ۔ سوامی دیانند کا علم و عقل، حضرت محمد رشی ۔ بحث تناسخ ۔ دو ریفارمرز ۔ شادی بیوگان اور نیوگ ۔ نکاح آریہ ۔ نماز اربعہ ۔ حدیث دنیا ۔ ثمرات تناسخ ۔

فتنۂ عیسائیت کے مقابلہ میں بھی مولانا مرحوم کی خدمات ملک بھر میں بے مثال ہیں اور پاک و ہند میں ان کتابوں کو زندہ رکھنے کی آج بھی ضرورت ہے۔ پادری ٹھاکر داس نے عدم ضرورت قرآن کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جس کے جواب میں مولانا مرحوم نے تقابل ثلاثہ لکھی اور تورات و انجیل اور قرآن کا تقابل کر کے قرآن کی حقانیت اور جامعیت ثابت کی اس طرح عیسائیوں کی طرف سے یکے بعد دیگرے تین کتابیں شائع ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عالمگیر مذہب اسلام یا مسیحیت"۔ دین فطرت اسلام ہے یا مسیحیت"؛ "اصول البیان فی توضیح القرآن"۔

ان کتب ثلاثہ کے جواب میں مولانا نے "اسلام اور مسیحیت" لکھی۔ علاوہ بریں "جوابات نصاریٰ" کے نام سے ایک مجموعہ رسائل شائع ہوا پھر "توحید و تثلیث" اور "آئینۂ تثلیث" بھی لکھیں۔

مولانا ثناء اللہ مرحوم کے علاوہ دیگر علمائے اہلحدیث نے بھی قابل قدر کام کیا۔ حافظ محمد صاحب گوندلوی نے پادری برکت اللہ کی کتاب اثبات التثلیث کے رد میں ایک گرانقدر رسالہ لکھا۔ اسی طرح "برہان العجاب" مولانا احمد دین گھکھڑوی بھی مفید کتاب ہے جس میں قرآن کی صداقت اور انجیل کے محرف ہونے کو ثابت کیا گیا ہے۔ مولانا احمد دین کی کتاب "سیرت سید المرسلین" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایک عیسائی کے اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔

متحدہ ہندوستان میں اسلام کے خلاف تیسرا فتنہ مرزائیت ہے جو کہ امت مسلمہ اور ملت اسلامیہ کے جسم میں ایک ناسور ہے اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔

ابتداء میں تو مرزا تبلیغ اسلام کا مدعی بن کر ظاہر ہوا اور اس نے براہین احمدیہ حصہ اوّل شائع کر کے مسلمانوں سے خراجِ تحسین حاصل کیا حتیٰ کہ مولانا بٹالوی جیسے حق پرست عالم نے اس پر تقریظ لکھی۔ لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ جو شخص آج اسلام کے لئے مسیحا ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ کل کو یہی شخص اسلام کے بنیادی عقائد پر کلہاڑا چلائے گا۔

مولانا بٹالوی کے بعد جماعت اہلحدیث سے مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس سلسلہ میں جو خدمات انجام دیں وہ محتاجِ تعارف نہیں حتیٰ کہ مرزا خود بھی معترف تھا کہ سب سے زیادہ نقصان مجھے ثناء اللہ نے پہنچایا ہے۔ مرزا نے جب مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو اس وقت حضرت میاں صاحب (سید نذیر حسین) زندہ تھے۔ میاں صاحب نے اس کی تردید میں ایک فتویٰ شائع کیا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسیح کہتا ہے اور حضرت عیسیٰ کی موت کا قائل ہے۔ وہ بڑا دجال، کذاب، منکر قرآن و احادیث متواترہ کا ہے۔ حضرت میاں صاحب کے اس فتویٰ سے مرزا تلملا اٹھا اور حضرت میاں صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ حضرت میاں صاحب مناظروں کے شائق نہ تھے اور پھر تھے بھی زندگی کے آخری دور میں، اس لئے انہوں نے اس کام کے لئے مولانا محمد بشیر شہسوانی (۱۳۲۶ھ) کا انتخاب کیا اور فرمایا:۔

"مولانا محمد بشیر کی شکست میری شکست ہوگی"

چنانچہ ۱۳۱۲ھ کو دہلی میں تحریری مناظرہ ہوا۔ جب مرزا نے دیکھا کہ مولانا شہسوانی کے دلائل کا جواب مشکل ہے تو دہلی میں اپنے خسر کے استقبال کے بہانے ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ اور پھر واپس نہ آئے۔ جس پر مولانا شہسوانی نے خُسر کی مناسبت سے خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ تلاوت فرمائی اس مناظرہ کی مکمل کیفیت "الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح" کے نام سے مولانا مرحوم نے خود ہی طبع کروا کر شائع کی۔

اس طرح جب مرزا نے اپنی بعض تصانیف بالخصوص توضیح المرام اور ازالۂ اوہام میں یہ اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں اور جس کی مسیح کی آمد کی آنحضرتؐ نے خوشخبری دی ہے اس کا مصداق میں ہی ہوں تو قاضی سلیمان منصور پوری (مصنف رحمۃ للعالمین) نے توضیح المرام کے جواب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں غایۃ المرام لکھی جس میں حیات المسیح پر سیر حاصل بحث کی۔

غایۃ المرام کے حصہ ثانی تائید الاسلام میں قاضی مرحوم نے نشانات مسیح پر بحث کے دوران حضرت ابوہریرہ کی ایک حدیث تحریر فرمائی ہے کہ حضرت مسیح مقام روحاء پہنچکر حج و عمرہ کرینگے اس حدیث کی روشنی میں قاضی صاحب نے ایک پیشگوئی کی اور کہا: میں نہایت جزم کے ساتھ ببانگ دہل یہ اعلان کرتا ہوں کہ حج بیت اللہ مرزا کے نصیب نہیں ہوگا میری اس پیشگوئی کو سب صاحبان یاد رکھیں۔

حضرت قاضی صاحب کی یہ پیشگوئی حرف بحرف سچ ثابت ہوئی مرزا اس کے بعد پورے پندرہ سال زندہ رہا لیکن نہ اس کتاب کا جواب لکھ پایا اور نہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔

مرزا کی کتاب ازالۃ الاوہام کی جواب میں مولانا میر سیالکوٹی مرحوم نے شہادۃ القرآن لکھی یہ کتاب مرزا کی زندگی میں طبع ہو کر شائع ہو چکی تھی اس کتاب کے پہلے حصہ میں حضرت عیسیٰ کے رفع آسمانی کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے اور دوسرے حصہ میں مرزا کے ان تیس دلائل کا جواب دیا ہے جو اس نے مسیح کی وفات قبل النزول پر قرآن سے پیش کئے ہیں۔ لیکن مرزا اس کتاب کا جواب نہ دے سکے مولانا میر مرحوم کی اس کتاب کو ہر سنی المشرب نے بنظر استحسان دیکھا اور اس کی افادیت کا اعتراف کیا حتیٰ کہ بعض دیوبندی حضرات نے بھی اس کی طباعت کا اہتمام کروایا اور مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسے شائع کیا۔

اس بلند کتاب کے علاوہ ۸ جون ۱۹۰۲ء کو اس سلسلہ کا ایک اشتہار شائع کیا اور اسے مرزا کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری بھیج دیا جس کی رسید تو مل گئی مگر اشتہار کا جواب نہ آیا یہ اشتہار حیات و وفات کے سلسلہ میں تھا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کے دلائل سے حضرت مسیح کا مصلوب یا فوت ہو جانا ثابت کریں تو بندہ حلفاً قرار کرتا ہے کہ وفات مسیح کا قائل ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں یا تو مجھے قادیان آنے کی دعوت دیں اور یا آپ سیالکوٹ آجائیں۔ بندہ کو ایک ہفتہ کے اندر بدستخط خود یا بذریعہ پوسٹر مطبوع اطلاع دیں کہ ہماری دعوت قبول ہے یا نہیں۔

لیکن اس اشتہار اور دعوت مناظرہ کا جواب بھی قادیان کی طرف سے کچھ نہ آیا مولانا میر مرحوم نے "شہادۃ القرآن" کے علاوہ مرزائیوں کی تردید میں دوسری کتابیں بھی شائع کیں: (۱) فیصلہ ربانی (۲) ضمیمہ آئین قادیانی (۳) رحلت قادیانی مرگ ناگہانی (۴) الخبر الصحیح عن قبر المسیح (۵) کھلی چٹھی (۶) امام زمان (۷) مہدیٔ زمان وغیرہ

یوں تو حضرت میاں صاحب کے تلامذہ میں سے اکثر نے مرزا کی تردید میں کچھ نہ کچھ لکھا لیکن حضرت مولانا ثناء اللہ مرحوم نے جو خدمات سرانجام دیں وہ ہر اعتبار سے قابل قدر تھیں۔ قلم و لسان کے ہر میدان میں مرزا کی تردید کو اپنا مشن بنالیا۔ مولانا مرحوم کے تبحر علمی اور قبولیت عامہ کا اعتراف خود مرزائیوں نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ مرزا اپنی کتاب اعجاز احمدی میں لکھتا ہے:۔

"فکان ثناء اللہ مقبول قومہ"

اعجاز احمدی ۱۹۰۲ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی جس میں مرزا نے مولانا مرحوم کو چیلنج کیا کہ اگر وہ قادیان آکر الہامات مرزا کو غلط ثابت کر دیں تو ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

مولانا مرحوم کی عمر اس وقت ۳۳ سال کی تھی انہوں نے اس چیلنج کو قبول کیا ۱۹۰۳ء میں قادیان تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر مرزا کو اپنی آمد کی اطلاع دی مرزا نے اس موقع سے فرار کو غنیمت سمجھا اور یہ کہکر جان چھڑائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میں خدا سے وعدہ کر چکا ہوں کہ میں مولویوں سے مناظرہ نہیں کروں گا۔

مولانا مرحوم اس جواب سے مایوس ہو گئے اور ایک تقریر کر کے واپس چلے آئے اس پر آپ کو فاتح قادیاں کا لقب ملا اس اثناء میں مولانا نے الہامات مرزا پر ایک کتاب لکھی جس میں مرزا کے الہامات کے ڈھول کے پول کھول کر رکھ دیئے مولانا کی قادیانی مشن پر مندرجہ ذیل کتب و رسائل مشہور ہیں۔

فیصلہ مرزا، نکات مرزا، الہامات مرزا، تاریخ مرزا، مرزا قادیانی، بہاء اللہ اور مرزا، علم کلام مرزا، چیستانِ مرزا، فتح ربانی، فاتح قادیاں، شاہ انگلستان اور مرزا قادیاں، مکالمہ احمدیہ، فسخ نکاح مرزا، تعلیمات مرزا، شہادت مرزا، مراق مرزا وغیرہا۔

ان تصانیف کے علاوہ ۱۹۰۷ء میں مولانا مرحوم نے "مرقع قادیاں" کے نام سے ایک ماہنامہ بھی جاری کیا جو آنجہانی مرزا کے عقائد باطلہ کے انسداد و اصلاح کی غرض سے ایک عرصہ جاری رہا۔ بالآخر اسے اہلحدیث میں مدغم کر دیا گیا۔

اہل حدیث امرتسر ۱۳ جون ۱۹۰۳ء کو جاری ہوا اور جولائی ۱۹۴۷ء کے انقلاب کی نذر ہو گیا۔ اس مجلہ میں قادیانی مشن ایک مستقل عنوان ہوتا۔ اور مرزائیوں کے شکوک و اعتراضات کے مسکت جوابات ہوتے۔ مرزا جب مولانا مرحوم کے اعتراضات اور گرفت کی تاب نہ لا سکا تو مولانا کی خدمت میں ایک طویل خط بصورت اشتہار بھیجا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

مدت سے "اہل حدیث" میں میری تکذیب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ آپ مجھے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال اور مفسد ایسے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ اکثر اوقات پرچہ میں لکھتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر میں کذاب و مفتری نہیں اور خدا کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہوں تو آپ سنت اللہ کے مطابق مکذبین کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے اگر میں تیری نظروں میں مفسد کذاب ہوں تو اے میرے خدا میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں عرض کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر دے نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وغیرہ امراض آسمانی مہلکہ سے بجز اس کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے۔"

مرزا نے یہ خط ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو لکھ کر روانہ کیا جسے مولانا نے "اہلحدیث" میں شائع کر دیا۔ بالآخر مرزا خود ہی ایک سال ایک ماہ اور بارہ دن بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض مہلکہ ہلاک ہو کر اپنے آپ پر مُہر تکذیب ثبت کر گیا۔

مرزا کی وفات کے بعد مولانا ہمیشہ اس کے جانشین حضرات کو للکارتے رہے کہ اگر تمہارا نبی سچا ہے تو میرا "توبہ نامہ" برسر عام پیش کرو ورنہ یہ اقرار کرو کہ تمہارا جھوٹا نبی سچے کی زندگی میں فوت ہو گیا۔ لیکن مرزائیوں سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ بالآخر تنگ آ کر انہوں نے اس موضوع (مرزا کی موت) پر ۱۹۱۲ء کو لدھیانہ میں مباحثہ کیا جو "انعامی مباحثہ" کے نام سے مشہور ہے موضوع بحث "مرزا کا اشتہار اور مولانا ثناء اللہ کا آخری فیصلہ" تھا۔ مرزائی چوں کہ اشتہار کا سرے سے انکار کرتے تھے اس لئے یہ طے پایا کہ فریقین میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو بھی شکست کھا جائے اسے تین صد روپیہ تاوان ادا کرنا ہوگا۔ چنانچہ لدھیانہ میں سردار نرنجن سنگھ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی کو ثالث مقرر کیا گیا فریقین کے بیان و دلائل کے بعد منصف نے فیصلہ مولانا مرحوم کے حق میں دیا۔ اس مناظرہ کی روئیداد رسالہ فاتح قادیاں میں درج ہے جو بارہا چھپ چکا ہے۔

حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرزا کی وفات کے بعد چالیس برس تک زندہ رہے ان کی ملی اور جماعتی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

مولانا مرحوم ۱۳۰۷ھ میں حافظ عبدالمنان وزیر آبادی سے سند و اجازہ کے بعد حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میاں صاحب سے سند و اجازہ حاصل کیا۔ پھر سہارنپور تشریف لے گئے وہاں سے فارغ ہو کر دیوبند چلے گئے۔ اس وقت مولانا محمود الحسن شیخ الحدیث تھے۔ وہاں سے سند اجازہ کے بعد کانپور کا رُخ کیا اور مولانا احمد حسن کانپوری سے معقول و منقول پر عبور حاصل کیا ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۲ء) کو وہاں سے سند فراغت حاصل کی اور امرتسر تشریف لے آئے اور مدرسہ تائید الاسلام میں درس نظامی کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔

اس وقت عیسائیت، قادیانیت اور آریہ سماج کا فتنہ ملک میں زوروں پر تھا مولانا مرحوم جیسے ذہین و فطین عالم تدریس کتب اور چند طلبہ کو درس دینے پر کیسے مطمئن ہو سکتے تھے مولانا نے اوّلاً ان مذاہب باطلہ کے لٹریچر کا مطالعہ کیا اور پھر ان سے برسرپیکار ہو گئے ان فرقوں کی تردید کا مختصر سا خاکہ ہم پیش کر چکے ہیں۔ قادیانیت پر جب آپ نے کاری ضربیں لگائیں تو مولانا ظفر علی خاں جیسا حساس شاعر بھی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ ؎

خدا سمجھائے اس ظالم ثناء اللہ کو جس نے نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا کی حاضر جوابی ضرب المثل تھی اور دلائل کی معقولیت کے پیش نظر مولانا میر سیالکوٹی فرمایا کرتے کہ غزالی کے بعد مولانا کی ٹکر کا کوئی دوسرا آدمی نہیں ملتا اور فرماتے :۔

"ثناء اللہ کو رب ذوالجلال نے اس قدر ذہانت وفطانت حاضر دماغی اور علم لدنی سے نوازا ہے کہ اگر رات کو دنیا میں کوئی نیا فرقہ جنم لے تو ثناء اللہ صبح اُٹھ کر اس کا صحیح جواب دے سکتا ہے۔"

بالکل اسی سے ملتی جلتی بات دارقطنی نے اہل بغداد کو مخاطب کر کے کہی تھی :۔

"اگر تم میں سے کوئی بھی موضوع حدیث روایت کرے تو صبح ہوتے ہی میں اس کے کذب پر مہر ثبت کر سکتا ہوں۔"

مولانا مرحوم بھی اس دور کے غزالی اور دارقطنی تھے اور اسلام یا آنحضرت کی ذات اقدس پر حملوں کے دفاع کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا تھا جس کی طرف مولانا میر مرحوم نے اشارہ فرمایا ہے اور مولانا کی دفاعی کوششیں کسی طور پر بھی وضاعین حدیث کا مقابلہ کرنے سے کم نہ تھیں مولانا کی انہی خدمات کے پیش نظر رشید رضا المنار میں لکھتے ہیں :۔

"مولانا ثناء اللہ برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے وکیل ہیں ان کی خدمات اور ان کے زہد وتقویٰ کو دیکھ کر ایک آدمی کہہ سکتا ہے کہ وہ "رجل الٰہی" ہیں۔" (المنار ج ۳۳ ۱۳۵۱ھ)

ان مذاہب باطلہ کی تردید کے علاوہ مولانا کی ملی اور جماعتی خدمات کا تذکرہ بہت طویل ہے۔ ۱۰ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں وفات پائی ان کی وفات سے جماعت اہل حدیث کو جو نقصان پہنچا وہ ناقابل تلافی ہے۔

ان مذاہب باطلہ (مرزائیت، عیسائیت۔ آریہ سماج) سے مناظرات میں مولانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحوم اپنے پیشرو مولانا محمد حسین بٹالوی کے نقش پر چلے چنانچہ مولانا مرحوم حضرت بٹالوی کی خدمات کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے اپنی خود نوشت سوانح میں لکھتے ہیں :-

"انہی دنوں قریب ہی میں قادیانی تحریک پیدا ہو چکی تھی جس کا شہرہ ملک میں پھیل چکا تھا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس دفاع کے علمبردار مولانا ابوسعید محمد حسین مرحوم تھے۔"

ان کے علاوہ دوسرے علماء اہل حدیث نے بھی فتنۂ مرزائیت کی تردید میں کتابیں تالیف کیں۔ مثلاً :-

(۱) القول الصریح فی تکذیب المسیح (از مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی)
(۲) بجلی آسمانی بر سر دجال قادیانی۔ مولانا ابوالحسن سیالکوٹی (پنجابی نظم)
(۳) آفتاب تحقیق۔ مولانا محمد یوسف فیض آبادی
(۴) اکاذیب مرزا۔ مولانا عبدالعزیز ملتانی
(۵) ختم نبوت۔ حافظ محمد صاحب گوندلوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک اہلحدیث اور مقلدین

شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے تلامذہ نے جب مروجہ فقہ کو احادیث اور آثار کی روشنی میں جانچنا شروع کیا تو اہل تقلید میں اضطراب پیدا ہو گیا شاہ صاحب کے مسلک سے گریز کر کے پرانی روش اختیار کی اس قدغن میں علمائے دیوبند اور بانس بریلی دونوں شامل تھے۔ ان کے بالعکس شاہ اسحٰق دہلوی کے تلمیذ اور جانشین سید نذیر حسین دہلوی نے اس مشن کو چلانے کے لئے منصوبہ بندی کی اور اپنے تلامذہ سے ایک جماعت کو سلف کے طریق کی نشر و اشاعت کے لئے تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ادھر حضرت میاں صاحب کے معاصر بہت بڑے سلفی عالم حضرت النواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے بھی تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کر دیا اس طرح حضرت میاں صاحب کے شریک کار بن گئے۔ یہ دونوں حضرات اہلحدیث تھے۔ مگر مخالفین نے بدنام کرنے کے لئے ان پر وہابیت کا الزام لگایا اور غیر مقلدین کے نام سے مشہور کیا۔

اب اس مرحلہ پر اصل مسئلہ تقلید اور عدم تقلید کا تھا اور نظر و فکر کا محور بھی یہی مسئلہ بنا۔ اہلحدیث عمل بالحدیث کے نظریہ کو فروغ دینا چاہتے تھے اور ان کی کوشش یہ تھی کہ کتاب و سنت سے بلا واسطہ استفادہ اور ان پر عمل کیا جائے مگر علمائے دیوبند و بریلی اپنے جمود پر مصر رہے اور تقلید شخصی کی راہ چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھے۔

چنانچہ طرفین سے تقلید اور رد تقلید پر متعدد کتابیں تالیف ہوئیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمناً بعض فقہی مسائل بھی زیر بحث آئے بلکہ ہمارے علماء نے مروجہ فقہ کی استنادی حیثیت کو بھی چیلنج کیا۔ چنانچہ شیخ عبداللہ الہ آبادی تلمیذ ارشد شاہ اسحاق نے عمل بالسنۃ کی تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیا اور رد تقلید میں سرگرم رہے۔ سید عبدالحی لکھنوی صاحب ثقافۃ الھند میں لکھتے ہیں[1]

احد ائمۃ العلم اخذ عن ابناء الشیخ ولی اللہ المحدث وقصرھمۃ علی نشر العلم واشاعۃ السنۃ و لکنہ جاوز عن حد الاعتدال فی ذم التقلید۔

موصوف کا ایک رسالہ "اعتصام بالسنۃ وقامع البدعۃ" کے نام سے مطبوع ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے اور بھی رسالے لکھے جو غیر مطبوعہ ہیں:۔

(۱) السیف المسلول فی ذم التقلید المخذول

(۲) صمصام الحدید المسلول فی قطع لغادید البدع والرأی والمذھب التقلید المخذول

(۳) السیف الحدید فی قطع مذاھب التقلید وغیرھا

حضرت میاں صاحب کی معیار الحق، رسالہ عمل بالحدیث مولانا ولایت علی صادقپوری، تقلید وعمل بالحدیث، نواب محسن الملک وغیرہ کی کتابیں اہل حدیث کی طرف سے شائع ہوئیں۔

مولانا ابویحییٰ شاہجہانپوری کی کتاب "الارشاد الی سبیل الرشاد" رد تقلید کے سلسلہ میں بہترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی نے سبیل الرشاد کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں اہلحدیث کو خوب کوسا گیا۔ یہ مولانا محمود الحسن دیوبندی کے پیش لفظ کے ساتھ شائع ہوا ان کے جواب میں

---

[1] ص ۱۳۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابو یحییٰ نے یہ کتاب لکھی جس میں نفس مسائل کی حیثیت کا دلائل کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتاب تیسری مرتبہ ۱۳۸۶ھ کو اہلحدیث اکاڈمی نے شائع کی ہے۔

سبیل الرشاد کے جواب میں مولانا عزیز الدین اکبر آبادی نے "صیانۃ العباد عن تلبیسات سبیل الرشاد" شائع کی جو ۱۹۲۱ء کی تالیف ہے۔

حضرت النواب کی الاقلید لادلۃ الاجتہاد والتقلید، رسالہ عمل بالحدیث مولانا قاضی مچھلی شہری اور مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کے رسائل اجتہاد و تقلید، تقلید شخصی و سلفی، حدیث نبوی اور تقلید شخصی بھی قابل دید ہیں۔ مولانا محمد اشرف سندھو کی نتائج التقلید بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے اس موضوع پر مولینا ابوالقاسم بنارسی اور دیگر علماء نے بھی رسائل لکھے مولانا محمد بدر الحسن کی کتاب "القول السدید فی بطلان التقلید" بھی تحقیقی کتابوں میں شمار ہوتی ہے جو کہ ۱۳۰۶ھ کو سعید المطابع بنارس سے طبع ہو کر شائع ہوئی۔

رفع الیدین فی الصلوٰۃ رفع الیدین سنت ہے جس پر آنحضرت نے بالدوام عمل فرمایا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس مسئلہ پر ایک محقق رسالہ لکھا جس کے بعد غالباً اس پر مزید لکھنے کی ضرورت نہ تھی مگر مقلدین نے اس موضوع کو بار بار چھیڑا شاہ شہید نے تنویر العینین کے نام سے اس مسئلہ پر ایک رسالہ لکھا ہے اور رفع الیدین کو سنن الھدیٰ سے قرار دیا۔

علامہ شوق نیموی نے جلاء العینین کے نام سے رفع الیدین کی نفی پر رسالہ شائع کیا۔ جس کے جواب میں مولانا ابو المکارم مئو اعظم گڑھی نے رسالہ القول المحلیٰ شائع کیا۔ نیموی نے "المجلیٰ فی رد القول المحلی" شائع کی۔

جلاء العینین کا دوسرا جواب مولانا محمد سعید بنارسی نے ازالۃ العینین کے نام سے دیا جس کا جواب الجواب ضیاء العینین کے نام سے دیا گیا یہ رسالہ احسن المطابع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پٹنہ سے شائع ہوا۔

مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی نے نور العینین کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں رفع الیدین کے نسخ پر زور دیا۔ ان کے جواب میں حافظ محمد صاحب گوندلوی نے تحقیق الراسخ کے نام سے ایک کتاب لکھی جو واقعی راسخ ثابت ہوئی اور احناف کی طرف سے اس کا جواب نہیں ملا۔

فاتحہ خلف الامام یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے تقلید جامد نے اختلافی مسائل کی فہرست میں داخل کر دیا ہے ورنہ تو "لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب" (فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی) جیسی صحیح حدیث کی موجودگی میں اس مسئلہ پر اختلاف کسی صورت بھی زیبا نہ تھا۔ امام بخاری نے اہل تقلید کا جمود توڑنے کے لئے اس مسئلہ پر بھی جزء القراءۃ خلف الامام رسالہ تالیف کیا اور اس مسئلہ پر محققانہ بحث کی یہ رسالہ ترجمہ کے ساتھ بھی شائع ہو چکا ہے۔

ہندوستان میں اہلحدیث نے سورۃ فاتحہ خلف الامام کی فرضیت ثابت کی اور اس موضوع پر بہت سے رسالے لکھے مولوی سلامت اللہ جے پوری جو اسلم جیراج پوری کے والد تھے انہوں نے منجملہ دوسرے مسائل کے اس مسئلہ پر بھی ایک رسالہ لکھا جس کا جواب مولانا شبلی مرحوم نے "ظل الغمام فی مسئلۃ القراءۃ خلف الامام" سے دیا جو کہ کانپور سے شائع ہوا۔ اس کتاب پر مولانا عبدالحی لکھنوی نے تنقید کی اور رسالہ امام الکلام شائع کر دیا۔ غالباً یہ ۱۲۹۴ھ کا واقعہ ہے اس کے جواب میں مولانا شبلی رحمہ اللہ نے "اسکات المعتدی علی انصات المقتدی" کے نام سے ایک رسالہ تالیف کیا جو غالباً ۱۹۲۸ء کو مطبع نظامی کانپور سے شائع ہوا یہ رسالہ مولانا عبدالحی اور ان کے تلامذہ تک پہنچا تو انہوں نے اس کے متعدد جوابات دیئے مولوی نور محمد ملتانی نے تذکرۃ المنتہی لکھی اس طرح اور بھی بہت

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے رسائل شبلی کے رد میں لکھے گئے خود مولانا عبدالحی نے امام الکلام طبع ثانی پر غیث الغمام کے نام سے حاشیہ لکھا جو کہ شبلی کے اعتراضات کا جواب تھا۔

اس مسئلہ پر اہل حدیث کی طرف سے البرہان العجاب (مولانا سہسوانی) شائع ہوئی اور دوسری محقق کتاب تحقیق الکلام مبارک پوری شائع ہوئی۔ جس کے جواب میں مولانا سرفراز نے احسن الکلام شائع کی۔ اس پر حافظ محمد صاحب گوندلوی نے خیر الکلام شائع کی جس کے جواب کی سرفراز نے دوبارہ کوشش کی۔

مولانا انور شاہ کشمیری کی فصل الخطاب کے جواب میں حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑی مرحوم نے الکتاب المستطاب لکھی جو ۱۳۴۸ھ کو آفتاب پریس امرتسر سے شائع ہوئی یہ کتاب فصل الخطاب سے زیادہ وقیع ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے توضیحات کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جائے۔

مولانا شمس الحق کی خلاصۃ المرام۔ مولینا سید حسین احمد کی جواز قراءۃ خلف الامام مولینا غلام حسن سیالکوٹی کی القول الفصیح۔ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی ہدایۃ المعتدی اور مولانا عبدالجبار عمر پوری کی "تکمیل البرہان" یہ تمام کتابیں فاتحہ خلف الامام پر ہیں۔

مولانا شوق نیموں نے ایک رسالہ تبیان التحقیق شائع کروایا جس میں فاتحہ خلف الامام، رفع الیدین، آمین بالجہر اور حدیث ذوالیدین پر مختصر سا محاکمہ کیا گیا۔ اہل حدیث کی طرف سے اس کے جواب میں مولانا محمد علی مئوی نے "التعقیب الحسن علی المولوی ظہیر احسن" لکھی جس کے جواب الجواب میں علامہ نیموں نے الکلام المستحسن فی رد التعقیب الحسن شائع کی۔

خلافیات میں تیسرا مسئلہ آمین بالجہر ہے اس پر اہل حدیث نے متعدد رسالے شائع کئے:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) الکلام المبین فی الجہر بالتامین — مولانا شمس الحق ڈیانوی

(۲) الدر الثمین فی الجہر بالتامین — حافظ عبدالستار محدث دہلوی

(۳) السکین لقطع الحبل المتین — مولانا محمد سعید بنارسی

یہ رسالہ دراصل الحبل المتین شوق کا جواب ہے۔

(۴) آمین بالجہر — مناظر اسلام مولانا نور حسین گھرجاکھی

(۵) التامین لاہل التامین مولانا جمیل احمد سہسوانی۔ یہ رسالہ دراصل مولوی شاہ محمد کے رسالہ البلاغ المبین کا جواب ہے۔

(۶) رفع الیدین و آمین بالجہر — مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی

محمد شفیع صاحب خانپوری کے دو سوالوں کے جواب میں مولوی ارشاد احمد مجلس تحفظ ختم نبوت نے حنفی مذہب کے مطابق فتویٰ لکھا حضرت حافظ صاحب نے اس رسالہ میں اس پر تعاقب کیا ہے۔

دیہات میں جمعہ کے وجوب پہ شیخ الکل سید نذیر حسین محدّث دہلوی نے فتویٰ لکھا جس کے جواب میں مولانا گنگوہی نے ایک رسالہ بنام "اوثق العریٰ فی تحقیق الجمعہ فی القریٰ" تالیف کیا اہل حدیث کی طرف اس کے دو جواب دیئے گئے۔

(الف) کنز العریٰ — مولانا محمد سعید بنارسی

(ب) ہدایۃ الوری — " " "

ان کے جواب میں مولانا محمود الحسن دیوبندی نے احسن القریٰ فی توضیح اوثق العریٰ شائع کی اس پر مولانا عبدالرحمٰن بقا غازی پوری نے تُسَّر من یریٰ فی بحث الجمعۃ فی القریٰ" شائع کی جو اس موضوع پر بہترین کتاب خیال کی جاتی ہے۔

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے حصہ اول میں مخالف کے دلائل کا تجزیہ کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو صد ۱۰۲ صفحات پر مشتمل ہے اور حصہ ثانی میں اپنے دعویٰ کے اثبات اور اس پر اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں یہ رسالہ نہایت سنجیدہ ہے۔

مولانا شوق نیموی نے بھی اس مسئلہ پر طبع آزمائی کی اور جامع الآثار کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جس کے جواب میں مولانا عبدالرحمٰن نے تنویر الابصار شائع کی یہ رسالہ اپنے موضوع میں جامع ہے۔ مولانا عبدالحی نے تبصرۃ الانظار کے نام سے اس کا جواب لکھا۔ جواب میں مولانا مبارک پوری نے ضیاء الابصار لکھی۔

اسی طرح مولانا احمد علی لاہوری نے نور الشمعہ فی ظہر الجمعۃ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں ظہر احتیاطی کا مسئلہ بھی بیان کیا نیز دیہات میں امامت جمعہ کے عدم جواز کے دلائل دیئے۔ مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے اطفاء الشمعہ کے نام سے اس کا جواب دیا جس میں حافظ صاحب مرحوم نے احناف کی تمام کتابوں کو سامنے رکھا اس کا اول دوم حصہ مطبع وزیر ہند امرتسر سے شائع ہوا دوسرے حصہ پر ۱۳۱۸ھ درج ہے علاوہ ازیں اہلحدیث کی طرف سے مندرج ذیل رسالے لکھے گئے:۔

(۱) اشاعۃ اللمعہ فی فرضیۃ الجمعہ۔ مولانا محمد حسین ہزاروی

(۲) ارشاد خیر البریہ لاقامۃ الجمعۃ فی القریۃ۔ مولانا عبدالسلام بستوی

(۳) التحقیقات العلی باثبات الجمعہ فی القریٰ

ان تالیفات کے علاوہ علمائے اہلحدیث نے کتب درسیہ اور کتب حدیث کی شروح وحواشی اور تصوف واخلاق پر بھی کتابیں تالیف کیں اور قرآن کے ترجم وتفاسیر میں معتد بہ اضافہ کیا۔ جن کا ہم اجمالی خاکہ پیش کرتے ہیں:۔

تفسیر قرآن قرآن پاک کے اردو تراجم کی ابتداء ابنائے شاہ ولی اللہ سے ہوئی۔ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے قرآن کے ترجمے کئے شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کے متعلق بعض علماء نے کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر اردو زبان میں قرآن پاک نازل ہوتا تو انہی محاورات کے لباس میں آراستہ ہوتا جن کی رعایت شاہ عبدالقادر نے اپنے ترجمہ میں ملحوظ رکھی ہے۔"

شاہ رفیع الدین کا ترجمہ تحت اللفظ ہے اور عوام کے لئے اس میں سہولت ہے۔ تفسیر موضح القرآن نہایت اہم تفسیری شذرات پر مشتمل ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متعلقہ مقام پر تفاسیر کا عرق نچوڑ دیا ہے اور سیاق و سباق کے اعتبار سے قرآن کے اصل مقصد پر انگلی رکھ دی ہے۔

ان کے بعد نواب وحید الزمان کا ترجمۂ قرآن ہے جو کہ بامحاورہ ہونے کے ساتھ مطلب خیز بھی ہے۔ انہوں نے یہ ترجمہ موضحۃ القرآن" کے نام سے کیا اور تفسیری حواشی کے ساتھ شائع کیا۔
یہ ترجمہ معنویت کے لحاظ سے سلفی تفسیر کے مطابق تھا اور فوائد پر مشتمل، اس لیئے شیخ محمد اشرف نے جو خالص اہلحدیث مسلک کے حامی ہیں حال ہی میں دو ترجموں کا جو قرآن شائع کیا ان میں دوسرا ترجمہ وحیدی ہے جس پر راقم الحروف کے تفسیری حواشی ہیں جو کہ اسلوب بیان اور مطالب کے اعتبار سے سلف صالح کی تفسیر کے عین مطابق ہیں اور حق یہ ہے کہ اس دور میں اہل حدیث کی طرف سے جو تفسیر قرآن کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی راقم الحروف نے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ مرحوم امرتسری نے قرآن کی عربی اور اُردو دو تفسیریں لکھیں عربی تفسیر "تفسیر القرآن بالقرآن" کے طرز پر ہے جو اختصار کے باوجود مفید بھی ہے مگر .....

مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی نے مختلف سورتوں کی تفاسیر لکھی ہیں مثلاً تفسیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ فاتحہ، تفسیر سورۃ کہف وغیرہ، مولانا میر مرحوم کا تفسیری انداز محققانہ ہے انہوں نے مولانا آزاد کے بعض نظریات کی تردید کی ہے۔ متأخر علماء میں حافظ عبداللہ صاحب روپڑی بھی دورۂ تفسیر کا درس دیتے رہے ہیں مگر کوئی قابل قدر مجموعہ تیار نہ کر سکے، ماسوا رسالہ درایت تفسیری اور تعلیم القرآن کے جنہیں ہم کتب تفسیر میں شامل نہیں کر سکتے۔

دہلوی تراجم و تفاسیر کے بعد حضرت النواب القنوجی کی فتح البیان اور ترجمان القرآن قابل تعریف ہیں حضرت النواب نے اپنی تفاسیر میں احادیث اور آثار سلف کو ملحوظ رکھا ہے اور "نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام" مزید ہے۔

تفسیر عزیزی جو فتح العزیز کے نام سے مطبوع ہے اس کے صرف چند اجزاء ملتے ہیں۔ احسن التفاسیر از ڈپٹی سید احمد حسن دہلوی اور احسن الفوائد حاشیہ اپنے انداز میں بہترین شمار ہوتے ہیں، اور علماء ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔

مولوی حمید اللہ سراوہ (المتوفی ۱۳۳۰ھ) کا حاشیہ بھی قابل قدر ہے جو احادیث و آثار سے مستفاد ہے۔

قرآن پاک کی خدمت کے سلسلہ میں اہلحدیث نے گرانقدر خدمات دی ہیں اور دے رہے ہیں۔ اگر یہ سارا کام ایک نظم کے تحت ہو تو اب بھی قابل قدر شخصیتیں موجود ہیں جو موجودہ حالات کے تقاضوں کے مطابق قرآنی تعلیمات کو پیش کر سکتی ہیں۔

شروح حدیث اس میدان میں بھی اہل حدیث اپنے معاصرین سے پیچھے نہیں رہے بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے جو طرح ڈال دی تھی۔ اس کی تکمیل کی ہے نواب وحید الزمان حیدر آبادی نے کتب حدیث (صحاح ستہ) کے اردو تراجم کئے اور وضاحتی نوٹس کے ساتھ انہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شائع کیا۔ حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری نے صحیح مسلم کے مقدمہ کی شرح لکھی۔ علاوہ بریں دیگر شروح حسب ذیل ہیں :۔

(۱) عون المبعودی شرح السنن لابی داؤد۔ مولانا شمس الحق ڈیانوی

(۲) غایۃ المقصود شرح السنن لابی داؤد

(۳) تحفۃ الاحوذی شرح الجامع للترمذی۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری

(۴) المغنی شرح الدار قطنی۔ مولانا شمس الحق صاحب ڈیانوی

(۵) عون الودود حاشیہ سنن ابی داؤد۔ مولانا محمد حیدر آبادی

(۶) ہدایۃ اللوذعی بنکات الترمذی۔ مولانا شمس الحق ڈیانوی

(۷) حاشیہ ابن ماجہ

یہ تمام شروح عربی زبان میں ہیں جزوی طور پر حدیث کی جو خدمت اہل حدیث نے کی ہے وہ محتاج تعارف نہیں۔ نواب صدیق حسن خاں کی شرح بلوغ المرام متداول اور مشہور ہیں اور الروضۃ الندیہ شرح الدرر البہیہ فقہی احکام میں بہترین کتاب ہے اور اہل حدیث مسلک کے مطابق مسائل جاننے کے لئے بلوغ المرام کے بعد قدوری کی بجائے یہ کتاب داخل نصاب کر لی جائے تو بہت بڑی خدمت ہوگی اور اہل حدیث نے ابن تیمیہ و ابن القیم کی کتابوں کے تراجم شائع کر کے سلف صالح کے مسلک کی خدمت کی ہے فی زمانا اس بات کی ضرورت ہے کہ شیخین کی کتابوں کے اردو تراجم کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ کیوں کہ شیخین کی کتابوں ہی کی یہ برکت ہے کہ وہ قاری کے ذہن سے شکوک و شبہات کو دور کرتی ہیں اور عقلی مشکلات کا حل پیش کرتی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافیات کے اس سلسلہ کے ساتھ ساتھ اہل حدیث نے اپنے مسلک کو مدلل شائع کرنے کے ساتھ بہت سا تعمیری کام بھی کیا ہے اور فقہی اسلوب پر متعدد کتابیں شائع کی ہیں جو مؤثر ثابت ہوئیں۔ ہمارے مخالف گروپ نے بھی اس قسم کی کتابیں لکھنا شروع کیں چنانچہ شوق نیموی نے آثار السنن مع تعلیق الحسن کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں فقہی انداز پر احادیث جمع کر کے اپنے مسلک کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس کتاب نے حنفی مکتب فکر کی طرف سے دادِ تحسین حاصل کی اس کے جواب میں مولانا مبارکپوری صاحب نے اعلام اہل الزمن کے نام سے اشتہار دیا جو طوالت کے باعث رسالہ کی شکل اختیار کر گیا اس میں نیموی صاحب نے تلبیسات اور مغالطات کی نشان دہی کی اور ساتھ یہ اعلان فرمایا کہ ہم عنقریب اس پر مستقل کتاب لکھ رہے ہیں۔ چنانچہ حسب وعدہ ابکار المنن حصہ اول شائع کی جو آثار السنن کا مکمل جواب تھا۔

یہ کتاب ۱۳۳۸ھ میں فاروقی دہلی سے شائع ہوئی لیکن افسوس مولانا کی زندگی نے ساتھ نہ دیا اور مولانا دوسرا حصہ نہ لکھ سکے۔ ابکار المنن کے پہلے حصہ کے جواب میں نیموی صاحب کے صاحبزادے عبدالرشید نے "القول الحسن" شائع کی مگر اس میں وہ بات نہ تھی۔

ہمارے مہربانوں نے اہل حدیث کے ساتھ جو سلوک روا رکھا اس میں برادرانِ یوسف کو بھی مات کر گئے مولوی عبدالرحمٰن پانی پتی نے کشف الحجاب کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے اہل حدیث پر رافضی وغیرہ ہونے کا فتویٰ لگایا ان کے جواب میں مولانا بنارسی صاحب نے ہدایۃ المرتاب لکھی اور پانی پتی صاحب کے تمام شبہات کا جواب دینے کے بعد ثابت کیا کہ حنفی اور ان میں ایک سو پچاس وجوہ سے مناسبت پائی جاتی ہے۔ ع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہم الزام دیتے تھے ان کو قصور اپنا نکل آیا"

اس کے آخر میں ایک خاتمہ ہے جس میں مولانا عبدالحی کی حدیث دانی اور ان کی زلات کی نشان دہی کی گئی ہے۔

اس کے بعد کشف الحجاب کے طرز پر مولوی عبدالسمیع بریلوی نے معیار الحق (المعروف بہ دلائل قاطعہ فی معرفۃ فرقہ ناجیہ) کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں انہوں نے فرقہ ناجیہ کے لئے سات مقدمات ذکر کئے اور پھر شیعہ، دیوبندی، مرزائی بالخصوص اہلحدیث پر رد و قدح کی اور ان پر گستاخ رسول اور بے ادب ہونے کے الزامات لگائے اس کے جواب میں مولوی ابوحمید دہلوی نے بنام "تنقید المعیار مع تقاریظ علماء الاخیار" مرتب کی جو ۱۳۳۱ھ کو سعید المطابع سے شائع ہوئی۔

مخالفین کے اس آئے دن الزامات کی وجہ سے اہل حدیث بھی میدان میں کود پڑے تاکہ بتائیں کہ اس جبہ و دستار کی تہہ میں کیا کچھ پنہاں ہے اور اہلسنت کا دعویٰ کرنے والوں کی اصل ماہیت کیا ہے۔ چنانچہ مولانا وحید الزمان نے ارشاد اہل التوحید الملقب بہ فتح المبین علی رد مذاہب المقلدین لکھی جو دو ابواب پر مشتمل ہے باب اول میں انواع و اقسام حدیث جرح و تعدیل تحمل حدیث پر بحث ہے اور باب ثانی مسائل ہیں جو کہ بہت تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ اس میں وہ احادیث بھی ذکر کی ہیں جنہیں مقلدین نے چھوڑ دیا ہے اور وہ حدیثیں جنہیں انہوں نے خلاف اصول کہکر رد کیا ہے اور بعض احادیث کو اپنے مسلک کے خلاف کہہ کر رد کر دیتے ہیں آخری فصل میں مقلد و محقق کا مکالمہ ہے اور اس میں چار مجالس ذکر کی ہیں۔

اس طرح مولانا محی الدین لاہوری نے ظفر المبین کے نام سے ایک کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھی جس میں مقلدین کے ۲۵ مغالطوں کے جواب دیئے گئے اس کا دوسرا حصہ اسی نام سے مولانا ابوالحسن سیالکوٹی نے لکھا جس میں احناف کے مغالطات کے علاوہ ایک سو ایسے مسائل کی نشان دہی ہے جو احادیث صحیحہ کے خلاف ومعارض ہیں اس کتاب کے شائع ہونے پر مقلدین کے حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی۔ چنانچہ لکھنؤ میں مولانا عبدالحی لکھنوی کی زیر قیادت ایک مجلس مشاورت قائم ہوئی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس کتاب کا جلد سے جلد جواب دیا جائے چنانچہ مولانا عبدالحی نے حصہ اوّل کے جواب میں الفتح المبین اور حصہ ثانی کے جواب میں نصرۃ المجتہدین لکھی اس پر علمائے اہلحدیث کی طرف سے الفتح المبین کے تین جوابات شائع ہوئے۔

(الف) قدوس المحققین علی رؤس المقلدین۔ مولانا عبدالحمید عظیم آبادی

(ب) الکلام المتین فی رد تلبیسات المقلدین۔ مولانا ابوالحسن سیالکوٹی

(ج) خلاصۃ البراھین

نصرۃ المجتہدین کے جواب میں مولانا محمد سعید بنارسی نے قلم اٹھایا اور صیانۃ المقتصدین کے نام سے ایک ضخیم رسالہ لکھا۔ اسی طرح مولانا عبدالجلیل سامرودی نے "بوئے غسلین از قطرات عشرین" کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں فقہ حنفی کے ایک سو بیس مسئلے ذکر کئے جو کتاب وسنت کی نصوص کے صریحاً خلاف تھے۔ مولوی مہدی حسن شاہجہان پوری نے "قطع الوتین ممن صنف بوئے غسلین" کے نام سے اس کا جواب دیا جس میں مولوی موصوف نے اہل حدیث پر چالیس اعتراضات کئے جس کے جواب میں مولانا سامرودی نے ان چالیس اعتراضات کے جوابات کے علاوہ (۱۸۰) ایک سو اسی مسئلے فقہ کے ایسے ذکر کئے جو سنت صحیحہ اور صریحہ کے خلاف تھے اس کتاب کا نام "العذاب المھین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقاطع الوتین عند رب العالمین الخ کتاب لکھی جو کہ "فقہ احناف کے اسراری گر" کے نام سے معروف ہے۔

اس طرح مولانا محمد یوسف جے پوری نے حقیقۃ الفقہ کے نام سے ایک کتاب لکھی جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں اتباع سنت اور تقلید کی مذمت اقوال صحابہ و تابعین اور علماء سلف سے بیان کی ہے اور فقہائے حنفیہ کی مشہور و متداول کتب سے ان مسائل کی نشان دہی کی ہے جو کتاب و سنت کے خلاف اور معارض ہیں اور دوسرے حصہ میں ان امور کو ذکر کیا ہے جو فقہ حنفی میں موجود ہیں اور ان کے اکثر و بیشتر سے علماء اہل حدیث متفق ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ فقہ حنفی کے جو مسائل کتاب و سنت سے ثابت ہیں ان کے ہم قائل ہیں۔ لیکن جو سنت کے خلاف ہیں ان کی کسی کو بھی اتباع نہیں کرنا چاہیئے۔ مؤلف کی محنت و کوشش کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب ۵۶ کتابوں سے مرتب کی ہے اور دو سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

"حضرت النواب و مولانا عبدالحی"
المعاصرۃ سبب المنافرۃ

حضرت الامیر القنوجی کی شخصیت اور بزرگی کے مقابلہ میں مولانا عبدالحی ایک برخوردار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر مذہبی تعصب بزرگوں کے ادب و احترام کی بھی پرواہ نہیں کرتا چنانچہ مولانا عبدالحی نے حضرت النواب کی تالیفات میں کیڑے ڈالنے شروع کر دیئے یعنی کہ فلاں کی تاریخ وفات غلط لکھی ہے فلاں غلطی ہے وغیرہ۔

حضرت النواب نے اپنی بزرگانہ شان کے پیش نظر ان گستاخیوں کا جواب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا مناسب نہ سمجھا۔ صرف ایک خط کے ذریعہ متنبہ کیا کہ یہ انداز علمی وقار کے منافی ہے۔ یہ خط ایک کتاب کے ضمن میں مطبوع بھی ہے۔ البتہ نواب صاحب کے عقیدت مند مولانا لکھنوی کی موشگافیاں برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے مولانا عبدالحی کے اعتراضات کے جوابات دیئے اور خوب تر دیئے۔

چنانچہ مولانا عبدالفتح عبدالنصیر نے "شفاء العی عما اوردہ عبدالحی" لکھی جس میں نہ صرف یہ کہ مولانا لکھنوی کے اعتراضات کے جواب دیئے بلکہ ان کی کتاب امام الکلام میں مدرک رکوع والی بحث پر فاضلانہ تنقید بھی کی اور ان کے مغالطہ کا جواب دیا یہ رسالہ ۱۲۹۷ھ کو مطبع فاروقی دہلی سے طبع ہوا۔

مولانا عبدالحی کو جب یہ رسالہ پہنچا تو انہوں نے اس پر بڑے غیض و غضب کا اظہار کیا اور "ابراز الغی عما فی شفاء العی" کے نام سے اس کا جواب لکھا جس میں انہوں نے دل کھول کر نواب صاحب پر اعتراضات کئے اور اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہ چھوڑی لیکن لطف یہ ہے کہ مدرک رکوع والی بحث جو ایک علمی اور تحقیقی کاوش تھی بالکل ہضم کر گئے، اور کہیں نام تک لینے کی ہمت نہ ہوئی۔ مولانا ابوالفتح نے پھر "تبصرۃ الناقد بردکید الحاسد" کے نام سے اس کا جواب دیا لیکن مولانا عبدالحی اس پر بھی خاموش نہ رہ سکے اور "تذکرۃ الراشد" لکھ مارا جس میں جواب زیادہ اور معقولیت کم ہے۔ مولانا عبدالحی کے اعتراضات کے جواب دیگر علماء نے بھی شائع کئے۔

مولانا الٰہی بخش بن مسیح اللہ عظیم آبادی بہاری نے "فوذس الکملۃ علی رؤس الجھلۃ" کے نام سے مولانا عبدالحی کے جواب میں ایک رسالہ لکھا جسے تبصرۃ الناقد کا ضمیمہ قرار دیا اس میں مولانا عبدالحی لکھنوی کے فساد قلبی اور شر انگیزیوں کے پردے چاک کر دیئے اور بہت سے حقائق واشگاف کئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا الٰہی بخش نے ابتدائی تمہید میں یہ بتایا ہے۔ حضرت النواب الا میر اور مولانا عبدالحی کے درمیان کوئی تعارف یا ربط نہ تھا۔ صاحب زادہ نے خود سلسلہ جنبانی کی اور حضرت نواب سے راہ و رسم پیدا کرنے کے لئے خطوط لکھنے شروع کر دیئے اس سلسلہ میں انہوں نے پہلا خط ۱۲۹۱ھ کو لکھا اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب کی تالیفات سے مستفید ہو رہا ہوں اس بناء پر آپ سے مؤدت قلبی مستحکم ہو گئی ہے ازراہ نوازش اپنی تالیفات بھیجتے رہیں۔ پھر دوسرے خط میں کچھ کتابیں طلب کیں اس کے بعد تیسرے خط میں نواب صاحب کی مدح سرائی شروع کر دی اور ریاست میں ملازمت کیلئے ایک درخواست بھی بھیج دی وغیرہ۔

تبصرۃ الناقد میں امام ابوحنیفہ کی تابعیت پر بھی خوب بحث کی گئی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ایک استفتاء کے جواب میں امام ابوحنیفہؒ کی تابعیت بالرؤیۃ کا اعتبار کیا ہے لیکن تقریب میں ان کی تابعیت کا انکار کیا ہے۔ سید نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں کہ جو قول تقریب میں ہے وہ اصح اور مختار ہے۔ جیسا کہ خود مؤلف نے مقدمہ میں تصریح فرمائی ہے۔ مولانا عبدالحی اس پر چیں بجبیں ہیں اور ابراز الغی میں اشارۃً سید صاحب کی بھی تردید کی ہے۔

دراصل حضرت النواب کی کتب میں تواریخ اور دیگر مطبعی اغلاط اس لئے رہ گئے ہیں کہ مطبع نظامی کانپور کے منصرم منشی عبدالرحمٰن خاں نواب صاحب کے مخالفین سے تھے اس لئے حضرت النواب کی تالیفات کو مسخ کر کے چھاپتے۔

نصرۃ المجتہدین میں مولوی وکیل احمد سکندرپوری نے جو اعتراضات کئے ہیں منجملہ ان کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ امام شوکانی زیدی شیعہ تھے حالانکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شوکانی نے زیدیہ کے اصول و فروع دونوں کی تردید کی ہے۔

زیدیہ فرقہ کے اصولی رد کے لئے امام شوکانی نے شفاء الاوام للامام حسین بن محمد کا انتخاب کیا جو زیدیہ کی معتبر کتاب ہے اور اس پر وبل الغمام کے نام سے شرح لکھی جس میں اس کی خوب تردید کی۔ فروع میں زیدیہ کی تردید کے لئے امام شوکانی کی کتاب السیل الجرار علی حدائق الازھار کا مطالعہ ضروری ہے اور پھر شرح المنتقی میں جا بجا زیدی فقہ کی تردید پائی جاتی ہے۔ زیدیہ فرقہ دراصل فروع میں حنفی اور اصول میں معتزلی ہے۔

ہاں تو ہم ذکر یہ کر رہے تھے کہ حضرت النواب کی تالیفات میں اغلاط سنین وفیات وغیرہ کیوں ہیں۔ دراصل حضرت النواب کی کتابوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(الف) جو نوخیز ہونے کی عمر میں لکھیں۔ ان کتابوں کو تو حضرت النواب نے خود ہی اپنی تالیفات سے خارج قرار دیا ہے دیکھئے "اراءۃ الطریق عن عداد مؤلفاۃ"

(ب) وہ تصانیف ہیں جن پر حضرت النواب نے اظہار اعتماد کیا ہے ان کی دو حالتیں ہیں۔ اول وہ جو مطبع نظامی کانپور یا مطبع علوی لکھنؤ میں طبع ہوئیں یہ اغلاط سے پر ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ان میں الحطہ، مسک الختام، اتحاف وغیرہ شامل ہیں۔

دوم وہ جو بھوپال، اسلامبول یا مصر میں طبع ہوئیں، ان میں اغلاط بہت کم ہیں۔ اس تفصیل کو جان لینے کے بعد امید ہے حضرت النواب کی کتابوں میں تاریخ وفیات یا اس قسم کی جو دوسری طباعتی غلطیاں رہ گئی ہیں، ان کو معذور سمجھا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث اور شیعہ

شیعہ کی حقیقت شیعہ کے لفظی معنی تو طرف دار اور حامی کے ہیں مگر عرف عام میں ان لوگوں پر یہ لفظ بولا جاتا ہے جو حضرت علیؓ کے طرف دار اور حامی ہیں۔ مرور ایام کے ساتھ ابن سبا یہودی کی کوششوں سے اس گروہ نے رافضیت کی شکل اختیار کر لی، صحابہؓ پر تبرا بازی اور خلفاء پر طعن کو اپنا شعار بنا لیا اور اپنے آپ کو جمہور مسلمانوں سے علیحدہ کر لیا اور اس وجہ سے امت میں جو افتراق پیدا ہوا وہ وسیع تر ہوتا گیا اور بالآخر اعلان ہو گیا۔

شیعہ نے اپنے ائمہ کو معصوم ماننے اور ان کی تقلید کرنے میں یہود کی اقتداء کی کیوں کہ اس فرقہ کا بانی ایک خطرناک اور سازشی یہودی تھا لیکن بعد میں یہ بیماری جمہور مسلمانوں میں بھی سرایت کر گئی اور یہ لوگ اپنے ائمہ کی تقلید میں اتنے آگے بڑھ گئے ہیں کہ اب کتاب وسنت پر عمل اجنبی دکھائی دیتا ہے بلکہ کتاب وسنت کی طرف دعوت دینے والوں کو خارجی رافضی کہنے لگے ہیں جیسا کہ اس کتاب میں نظریہ تقلید کے تحت ہم بیان کریں گے۔

ہندوستان میں شیعیت ایران کے راستہ پہنچی اور مغل سلاطین اپنے ساتھ تقلید اور تشیع لائے اور پھر شیعیت اور ہندوانہ رسوم نے مل کر اسلامی معاشرہ میں رسوم شرکیہ اور بدعات کو فروغ دیا۔ جس کے نتیجہ میں محبان علیؓ کے بعد محبان رسولؐ پیدا ہو گئے یہ لوگ بظاہر حنفی فقہ پر عمل پیرا رہے۔ مگر باطنی فرقہ کی طرح نظریۂ توحید پر کلہاڑا چلاتے رہے اور اس کے باوجود اہل سنت و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت پہنچنے کے مدعی رہے۔ ان کے مسلک پر ہم آئندہ بحث کریں گے۔

یہاں پر ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ موحدین نے رافضیت کے مقابلہ میں کیا کچھ خدمات سرانجام دیں اور لوگوں کو اس فتنہ سے بچانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کریں۔

شیخ سرہندی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں اصلاح احوال کی کوشش کی اور فضائل و درجات صحابہ پر بحث کی ان کے بعد شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفاء اور قرۃ العینین جیسی پائیدار کتابیں لکھیں اور شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ لکھ کر حقائق کو واضح کیا۔

اب اس کے بعد شیعہ مسلک پر کسی کتاب کی ضرورت نہ تھی۔ مگر شیعہ علماء نے بعض مسائل کی تکرار کی اور ان پر مناظرے بھی ہوتے رہے۔ اس لئے اہل حدیث علماء نے خلافت بلافصل، بناتِ رسول، باب فدک وغیرہ مسائل پر مستقل رسالے لکھے۔

اس قسم کے مسائل پر لکھنے والوں میں ملک عبدالعزیز ملتانی حکیم فیض عالم صدیقی وغیرہ علماء کا نام لیا جا سکتا ہے۔

تنظیم اہلحدیث نے تبلیغ مسلک کے لئے قلمی جہاد کے ساتھ دیگر مساعی کو بھی جاری رکھا۔ حضرت میاں صاحب مرحوم نے اپنے ساٹھ سالہ درس حدیث سے ایک جماعتی ذہن پیدا کر دیا تھا اب اس کے بعد باقاعدگی کے ساتھ ایک تنظیم کی ضرورت برابر محسوس ہو رہی تھی۔

۱۹۰۴ء کو مدرسہ احمدیہ آرہ کا سالانہ جلسہ ہوا جس میں مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی نے ایک ملک گیر کانفرنس کے انعقاد کی تجویز پیش کی[1] چنانچہ اکابرین کی

[1] اخبار اہل حدیث ۱۳۲۲ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودگی میں اہل حدیث کانفرنس کی تشکیل عمل میں لائی گئی جس کے پہلے صدر مولانا محمد عبداللہ غازی پوری اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم مقرر ہوئے، اس کا صدر دفتر دہلی میں رکھا گیا اور طے پایا کہ حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی سرکردگی میں ایک وفد جماعت کی تنظیم اور اس کے مقاصد کو مشتہر کرنے کے لئے روانہ کیا جائے جس میں مولانا ثناء اللہ مرحوم اور مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی مرحوم بھی شامل ہوں۔

چنانچہ یہ وفد روانہ ہوا اور اس نے اڑھائی ماہ کی مدت میں پنجاب سے بنگال تک کا دورہ کیا۔ شہر اور قریہ میں اس کی تنظیم قائم کی گئی۔ یہ تنظیم ۱۹۴۶ء تک باقی رہی اور بالآخر ۱۹۴۷ء کے انقلاب کی نذر ہوگئی اس کانفرنس کے مقاصد حسب ذیل تھے:۔

(۱) مدارس اہل حدیث کی خدمات

(۲) مساجد کی امداد

(۳) طلبہ کے وظائف

(۴) اہل حدیث مساجد اور مدارس کے خلاف مقدمات میں عدالتی چارہ جوئی میں تعاون

(۵) تصنیف و تالیف

(۶) مختلف علاقوں میں وعظ و تبلیغ کے انتظامات

اس کانفرنس کے انعقاد کے دو سال بعد اس کا پہلا اجلاس دہلی میں ہوا، پھر امرتسر میں اور اس کے بعد پشاور علی گڑھ، کلکتہ، کانپور، مدراس آگرہ، بنارس، ملتان، گوجرانوالہ، چھپڑہ، شکرانواں، فتح گڑھ وغیرہ اس کے اجلاس ہوتے رہے۔ بالآخر اس کا بیسواں اجلاس دہلی میں مولانا ثناء اللہ مرحوم کی صدارت میں ہوا جس میں اس کانفرنس کی دو شاخیں ہوگئیں اور دہلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کچھ علماء نے جن میں مولانا عبدالمنان اور مولانا محمد یونس بھی شامل تھے اپنی الگ تنظیم قائم کرلی۔ کانفرنس کی پوری روئداد تو بہت طویل ہے۔ ہم یہاں اختصار کے ساتھ اس کانفرنس کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے ہی مقاصد کے مطابق صوبہ پنجاب میں "صدر انجمن اہلحدیث صوبہ پنجاب" کی ۱۹۲۱ء کو بنیاد رکھی گئی جس کے پہلے صدر مولانا عبدالقادر قصوری مقرر ہوئے اور اس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا ثناء اللہ منتخب ہوئے۔ پھر ۱۹۲۸ء کو دوبارہ انتخاب ہوا تو صدر قاضی سلیمان اور ناظم عبدالمجید سوہدروی بنائے گئے اس کانفرنس کا صدر دفتر لاہور ہی میں رہا جس کے مقاصد وہی تھے جو آل انڈیا کانفرنس اہلحدیث نے تجویز کئے تھے اس طرح صوبہ پنجاب میں باقاعدہ تنظیم سے کام ہونا شروع ہوگیا اور تحصیل وار ناظم مقرر کئے گئے جس کے تحت دیہاتوں میں تبلیغی جلسے ہوتے رہے اور جماعت کے متعدد ماہنامے اور ہفت روزے بھی چل رہے تھے جو تقریباً ۲۶ کے لگ بھگ تھے جن میں اشاعۃ السنۃ کو خاص امتیاز رہا اور اس نے اپنے چالیس سالہ دور میں خوب دفاع کیا۔

اس کے بعد اہل حدیث امرتسر کا نمبر ہے یہ رسالہ ۱۹۰۳ء میں جاری ہوا جس نے جماعتی خدمات کے ساتھ ملی فریضے بھی سرانجام دیئے اور مذاہب باطلہ نے اسلام پر جو حملے کئے ان کے مقابلہ میں حصار ثابت ہوا۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی اپنے اخبار منادی مجریہ ۱۲ اگست ۱۹۲۹ء میں اہلحدیث کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اہلحدیث اخبار غیر مسلم اصحاب کے حملوں کا خوب جواب دیتا ہے۔"

علاوہ ازیں اخبار محمدی "اہل حدیث گزٹ دہلی"، "توحید امرتسر"، "تنظیم اہلحدیث"،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان سوہدرہ زیادہ مشہور مجلات تھے۔

تنظیم اہل حدیث

گذشتہ صفحات میں ہم کسی جگہ یہ بیان کر چکے ہیں کہ تنظیم جماعت اہلحدیث کے بعد جو کہ سید محمد شریف گھڑیالوی کی زیر امارت قائم ہوئی جماعت کی کارکردگی اور تبلیغ اسلام اور مسلک کے پروگرام کی وسیع پیمانے پر نشر و اشاعت کرنے کیلئے ایک مجلہ اسبوعیہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اس کا اہتمام اور ادارت حافظ محمد عبداللہ صاحب روپڑی مرحوم کے سپرد کی گئی اور پہلا شمارہ ۵ فروری ۱۹۳۱ء کو منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوا

مجلہ کے اغراض و مقاصد [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجتہد العصر حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

اور

اخبار تنظیم اہلحدیث کی مساعی

حافظ عبداللہ صاحب مرحوم کے والد ماجد کا نام "میاں روشن دین" تھا جو خاندانی بیان کے مطابق ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۲ھ (مطابق ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۲۴ھ) کو روپڑ میں فوت ہوئے اور حسب ذیل اولاد چھوڑی :۔

میاں روشن دین

- رکن دین
- رحیم بخش (سنہ ۱۳۰۱ھ تا سنہ ۱۳۵۳ھ)
  - حافظ محمد
  - حافظ اسماعیل (المتوفی سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق سنہ ۱۹۶۲ء)
  - علامہ حافظ عبدالقادر
  - حافظ محمود احمد
- علامہ حافظ محمد حسین (متوفی سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق سنہ ۱۹۵۹ء)
- میاں عبدالواحد
- فاطمہ
- حافظ عبدالرحمٰن

حافظ عبداللہ صاحب محدث مرحوم سنہ ۱۳۰۴ھ کے قیام موضع کمیر پور تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے اور ناظرہ قرآن پڑھنے کے بعد اپنے بڑے بھائی رکن دین کے ساتھ لکھو کی ضلع فیروز پور چلے آئے۔ وہاں پر مولانا عبدالقادر مرحوم سے صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں مولوی رکن دین لکھو کی سے فارغ ہو کر میرٹھ مدرسہ نعمانیہ میں چلے گئے اور حافظ عبداللہ صاحب کو بھی ساتھ لے گئے اور وہاں پر صرف کی کچھ کتابیں پڑھیں اور پھر کمیر پور واپس آکر امرتسر مدرسہ غزنویہ میں داخل ہو گئے۔ قرآن مجید حفظ کیا نحو تا شرح جامی اور منطق تا قطبی مولوی معصوم علی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پڑھیں جو امام عبدالجبار کے معتقدین سے تھے اور مدرسہ غزنویہ کے دوسرے مدرس مولوی محی الدین سے شافیہ ابن حاجب تک صرف کی کتابیں پڑھیں اور کچھ فقہ کی تعلیم حاصل کی اور فلسفہ کی بعض کتابیں مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں قرأت کیں۔ تفسیر و حدیث امام عبدالجبار سے اور حدیث کی بعض کتابیں مولوی عبدالاول سے پڑھیں اور امام عبدالجبار مرحوم سے اجازت لے کر دہلی چلے آئے وہاں پر حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری سے منطق و فلسفہ کی تعلیم مکمل کی اور مولوی محمد اسحاق منطقی سے بعض کتابیں پڑھیں۔

۱۹۱۳ء میں امام عبدالجبار کی وفات کے بعد دہلی سے رام پور "مدرسہ عالیہ" میں داخل ہو گئے جو سرکاری خرچ پر چل رہا تھا۔ اس میں ایک سال تعلیم حاصل کی۔ مولوی فاضل اور درس نظامی پر دو اسانید فضیلت وہاں سے حاصل کیں ان ایام "مدرسہ عالیہ" میں مولوی فضل حق رامپوری اور مولوی محمد امین پشاوری مدرس تھے جو منطق و فلسفہ میں استاذ کامل سمجھے جاتے تھے۔ ان دونوں سے اکتساب فیض کیا۔ بالآخر ۱۹۱۴ء کو فراغت پا کر واپس چلے آئے۔

واپس پہنچکر علامہ مولانا محمد حسین مرحوم بٹالوی کے ایماء اور جماعت اہلحدیث روپڑ ضلع انبالہ کی دعوت پر روپڑ میں قیام فرمایا اور ۱۹۳۸ء تک وہیں قیام پذیر رہے۔

۱۹۱۶ء کو روپڑ میں دارالعلوم عربیہ اسلامیہ کے نام سے ایک مدرسہ جاری جاری کیا جس نے جلد ہی اپنی تدریسی شہرت کی وجہ سے دور دراز سے طلبہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور حضرت حافظ سے فیضیاب ہو کر متعدد علماء نے درس نظامی کی تدریس میں مؤثر کردار ادا کیا۔

حافظ صاحب نے صرف تدریس پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ہمہ جہت جماعتی ذمہ داریوں کو ادا کرتے رہے۔ احناف اپنے مخصوص مسائل پر رسائل و کتب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھ کر عوام پر اپنا اثر و رسوخ قائم رکھنے میں کوشاں تھے اور مسلک اہلحدیث سے لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے غیر مقلد، وہابی، ائمہ کے گستاخ وغیرہا کے الفاظ سے ان کو سب وشتم کر رہے تھے اور ان میں جتنا بڑا کوئی عالم تھا۔ اتنا ہی زیادہ مسلکی تعصب پھیلا رہا تھا۔ مولانا محمود الحسن دیوبندی۔ مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا قاسم نانوتوی وغیرہم سبھی اس مشن کو چلا رہے تھے اور اپنی تحریر و تقریر میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔

دوسری طرف فتنۂ مرزائیت تھا جو حسن بن صباح کا لباس پہن کر مسلمانوں کو مرتد کرنے میں مشغول تھا اور اس وقت کی انگریز حکومت کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ملت اسلامی کی عمارت کو گرانے کے درپے ہو رہا تھا نیز آریہ دھرم اور شیعہ وغیرہ جو اسلام اور اہل سنت کے خلاف جلسے جلوس کر رہے۔ ان تمام حالات نے دین حنیف کے خلاف ایک ایسی فضاء پیدا کر دی تھی جس کو بدلنا آسان نہ تھا۔

اہلحدیث علماء نے اپنے فرائض کو محسوس کیا اور کتاب و سنت کی نشر و اشاعت کے لئے ملک بھر میں علمی مراکز قائم کئے بڑے شہروں سے دیہات تک میں مدارس اسلامی قائم کئے جن کا اجمالی تذکرہ ہم بیان کر آئے ہیں اور مسلک حق کے تعارف اور اس کے دفاع کے سلسلہ میں قلمی خدمات میں بھی کوتاہی نہ کی۔ اس دور میں قرآن کی تفاسیر لکھی گئیں اصلاح عوام اور رسوم و بدعات کی شناعت پر پنجابی اور اردو میں کتب و رسائل تالیف کئے، جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ پنجابی زبان میں سب سے بڑی خدمات حافظ محمد صاحب لکھوی کی ہیں۔ تفسیر محمدی، احوال الآخرت، زینت الاسلام، محامد الاسلام سیف محمدی وغیرہا وہ کتابیں ہیں جو متحدہ پنجاب کے ہر گھر میں پڑھی جاتیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرد و عورت اور بچے یکساں ان کتب سے مستفید ہوتے۔

نیز سید شریف لکھتے ہیں :۔

" اب میں مولوی عبدالکریم سے عرض کروں گا کہ وہ اسی طرز پر تفسیر ابن کثیر یا صحیح بخاری کو نظم کر دیویں کیونکہ حافظ محمد بن بارک اللہ نے فرمایا تھا کہ افسوس مجھ کو تفسیر ابن کثیر نہ ملی ورنہ اس کو نظم کرتا۔ معالم التنزیل کے مسائل سلف کے موافق ہیں مگر قصہ جات میں ضعف ہے خیر پنجابی زبان میں تفسیر محمدی کافی ہے[1] الخ

پنجابی زبان میں دیگر علمائے اہل حدیث اور واعظین کے قصے بھی دیہات میں

---

[1] ۔ شاہ صاحب کے اس بیان سے یہ عقدہ بھی حل ہو گیا کہ تفسیر محمدی میں تفسیر ابن کثیر کا کوئی حوالہ کیوں مذکور نہیں ہے۔ نیز یہ بہت بڑی خدمت ہے کہ "ان کی تصانیف پڑھ کر عورتیں عالمہ ہو گئیں" اور یہ سب کو اعتراف ہے کہ بچے کی اصلاح و تربیت ماں کی گود میں ہوتی ہے تفسیر محمدی کے ماخذ اور امتیازات پر ہم کسی دوسری مجلس میں روشنی ڈالیں گے۔ بندۂ عاصی نے حافظ محمدؒ لکھوی کے حالات زندگی پر ایک مقالہ بھی ترتیب دے رکھا ہے جسے شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس مقالہ میں حافظ صاحب مرحوم کے "الباقیات الصالحات" پر مفصل تبصرہ ہے جو میری ذاتی تتبع اور کاوش ہے ۔۔۔ تاہم یہاں پر ایک فائدہ کا ذکر ضروری ہے :۔

تفسیر محمدی کی مقبولیت اور اثرات کو دیکھ کر لاہوری حلوائی نے اس کے معارضہ کی کوشش کی اور اسی بحر پر "تفسیر نبوی" کے نام سے ایک تفسیر لکھنا شروع کی جس کے ضمن میں تفسیر محمدی کے رد کی کوشش کی اور حواشی میں اہلحدیث کو وہابی بے دین قرار دیا اسکی ایک جلد بندہ نے دیکھی تو حیرت زدہ رہ گیا اس تفسیر نبوی کے جواب میں مولانا خدا بخش صاحب مرحوم سکنہ مندر انوالہ ضلع امرتسر نے قلم اٹھایا اور تفسیر واعظی اور مواعظ الاسلام کے نام سے دو کتابیں پنجابی نظم میں تالیف کیں جو قابل دید ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤثر ثابت ہوئے خصوصاً مولانا سوتروی کی کتاب "شہباز شریعت" تو بدعت و وجودیت پر ضرب کاری ثابت ہوئی۔

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ نے بھی تصنیف و تالیف کے میدان میں حصہ لیا اور مقلدین اور اہل بدعت کی تردید میں متعدد کتابیں تالیف کیں۔

دوسرا تعمیری کام تنظیم جماعت اہلحدیث کا تھا اس سے قبل متعدد کوششیں ہو چکی تھیں مگر علماء کسی ایک پلیٹ فارم پر کلیتہً جمع ہونے میں ناکام رہے آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس ملک بھر میں تبلیغی جلسے وغیرہ کر رہی تھی تاہم پنجاب میں ایک مضبوط تنظیم کی ضرورت سب محسوس کر رہے تھے اور اس پر مضامین کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

نفس تنظیم میں کسی کو اختلاف نہ تھا مگر سوال یہ تھا کہ ایک جماعت جو عمل بالحدیث کی داعی ہے اور وہ اپنے ہر کام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی دعویدار ہے تو کیا صدارتی نظام اس کے اصول کے مطابق ہے؟ یا نظام امارت کی تشکیل ہی ضروری ہے۔

جدت پسند اذہان تو صدارتی نظام کے حامی تھے اور اس کو عین اسلامی نظام سمجھتے تھے خصوصاً جب اس کی ہیئت کذائی شورائی طرز کی حامل ہو لیکن خالص سلفی مکتب فکر کے علماء نظام امارت قائم کرنے کے حامی تھے گو اس امارت کو امارت کبریٰ کی حیثیت دینے کے لئے تیار نہ تھے۔ جو کہ سیاسی قوت کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا ہے۔

مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم "تنظیم بصورت انجمن" کے حامی تھے اور صدارتی نظام چاہتے تھے اس بناء پر انہوں نے بطور استفسار کے حسب ذیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان کیا :۔

"پنجاب میں آجکل تنظیم جماعت کی بابت دو رائیں ہیں ایک رائے یہ ہے کہ تنظیم بصورت انجمن ہو دوسری رائے یہ ہے کہ بصورت امارت ہو ناظرین اپنی اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں"۔

اس سے علماء نے یہی سمجھا اور سمجھنا چاہیئے کہ الفاظ "بصورت انجمن" سے مروجہ جمہوریت ہے اور "بصورت امارت" سے "جمہوریت اسلامیہ" اس بناء پر بعض علماء نے لکھ بھیجا :۔

"تنظیم جماعت بصورت انجمن ایک اغیار کی اختراع کی ہوئی چیز ہے اور تنظیم جماعت اہلحدیث بصورت امارت کتاب و سنت سے ثابت ہے"۔

لیکن اس پر غور کی بجائے رجعت پسندی کا طعنہ دیا گیا اور فرمایا کہ قرآن نے تو اصول بیان فرمائے ہیں جن میں ایک اصل "وامرھم شوریٰ بینھم" کا ہے۔ متمدن دنیا کس قدر بھی ترقی کر جائے یہ اصل اپنی جگہ پر قائم رہے گی لہٰذا مروجہ جمہوریت بھی اس اصل پر قائم ہے تو عین اسلامی ہے۔

مگر مروجہ جمہوریت اپنی خوبیوں کے ساتھ بہت سی برائیوں کو بھی جنم دے رہی ہے اور ان کے ہاں حسن و قبح کا معیار مادیت ہے اور صرف دنیوی زندگی کو سامنے رکھ کر تمام اصول بنائے گئے ہیں۔ اخروی زندگی پر نہ ان کا ایمان ہے اور نہ سروکار، پھر جس جماعت کا مطمح نظر ہی حصول رضاء الٰہی اور اتباع کتاب و سنت ہو وہ موجودہ جمہوری نظام کو کیسے اپنا سکتی ہے۔

اس بناء پر جماعت اہل حدیث کی تنظیم بصورت امارت ہی ہو سکتی تھی اور ایسے ہی ہوا کہ سید محمد شریف گھریالوی کو ان کے زہد و تقویٰ کی بناء پر امیر بنایا گیا اور جماعتی نظام کو چلانے کے صدر دفتر امرتسر میں قائم کیا گیا۔ جمعیت کے ناظم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم نورالدین صاحب قرار پائے اس تنظیم کا نام "جمعیت اہلحدیث پنجاب" رکھا گیا[1] تمام اضلاع میں اس کی ضلعی شاخیں قائم کی گئیں۔ جمعیت کے تحت ایک مرکزی درسگاہ قائم کی گئی۔ جس کے اخراجات کا تمام تر بوجھ گوجرانوالا کی جمعیت نے اپنے ذمہ لے لیا۔

اس مرکزی درس گاہ میں حضرت حافظ محمد صاحب گوندلوی صدر مدرس اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے اس مدرسہ مرکزیہ کے ناظم و مہتمم مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم مقرر ہوئے۔ اس میں مولوی فضل الرحمٰن اور مولانا عطاء اللہ بھوجیانی بھی بحیثیت مدرس کے کام کرتے رہے۔

مرکز کے تحت باقاعدہ امتحان ہوتا اور رپورٹ شائع ہوتی ابتداء میں حافظ عبداللہ صاحب روپڑی مرحوم اس کے ممتحن اور مفتشی رہے۔

آمدم برسر مطلب

حافظ عبداللہ محدث روپڑی مرحوم نے اس تنظیم کے قیام میں چونکہ بہت مؤثر کردار ادا کیا تھا اس لئے ہم نے حافظ صاحب مرحوم کے حالات میں اس کا ذکر کر دیا ہے۔

جب جمعیت اہلحدیث پنجاب قائم ہوگئی تو جماعت کو ایک مجلہ اسبوعیہ کی ضرورت محسوس ہونے لگی اور اس بارگراں کو حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے کندھوں پر ڈال دیا گیا چنانچہ مارچ ۱۹۳۲ء کو اس کا پہلا شمارہ منصۂ شہود پر آیا

---

[1] اس سلسلہ میں سب سے بہتر مضمون قاضی عبدالرحیم صاحب قاضی کوٹی کا ہے۔ جو اخبار تنظیم اہلحدیث میں "تنظیم اہلحدیث اور جمہوریت" کے عنوان سے متعدد اقساط میں شائع ہو چکا ہے۔ قاضی صاحب چونکہ نظام امارت کے قائل تھے اور گجرانوالہ کی جمعیت اہلحدیث کے امیر تھے اس بناء پر مرحوم نے مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کے جملہ دلائل کا تجزیہ کر کے ان کا ابطال کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم ابتداء میں قریباً دو سال تک یہ اخبار "پندرہ روزہ" نکلتا رہا۔ بالآخر اسے ہفت روزہ کر دیا گیا۔

بلاشبہ "اخبار تنظیم اہلحدیث" نے جماعتی تنظیم اور اس کے کام کو مربوط کرنے کے لئے خصوصی رول ادا کیا اور اس اخبار میں حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے فتاویٰ اہلحدیث اور دوسری جماعتوں کے لئے خاص توجہ کا باعث بن گئے۔ اب بعض احباب کی کوشش سے فتاویٰ کا حصہ الگ مرتب ہو کر طبع ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس پر مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہم یہاں پر دیگر مساعی کا ذکر کریں گے۔

اخبار کے جاری ہوتے ہی رئیس المقررین حافظ محمد اسمٰعیلؒ روپڑی اور مناظر اسلام حافظ عبدالقادر روپڑی نائب مدیر کی حیثیت سے لکھنے لگے۔ بعض مسائل جو حافظ صاحب مرحوم خود نہ لکھنا چاہتے وہ ان دونوں کے نام سے لکھوا کر شائع کئے جاتے جن کا تعلق مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم سے ہوتا۔ مثلاً نظام امارت یا صدارت، تفسیری اغلاط اور اس کے متعلقات۔ مناظرات کی رپورٹیں۔ مخالفین کے جوابات وغیرہ۔ انہی دنوں گجرانوالہ سے رسالہ "العدل" مولانا عبدالعزیز صاحب دیوبندی کی زیر سرپرستی شائع ہو رہا تھا۔ جس میں اہلحدیث کے خلاف زہر اُگلا جاتا چنانچہ اخبار تنظیم اہلحدیث میں اس کے محتویات کا بھی مناسب جواب دیا جاتا۔ مولانا نور حسن گھرجاکھی کا ایک مضمون "جھنڈوی خناس اور اس کا جواب" "العدل" میں شائع ہونے والے ایک مضمون کا جواب ہے۔ اسی طرح اخبار "الفقیہ" امرتسر کے جواب میں بھی تنظیم خاموش نہیں رہا۔ بلکہ اختلافی مسائل پر نوک جھونک جاری رہی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"العدل" نے ۱۹۳۲ء کی ایک اشاعت میں "فرقہ اہل حدیث کی متعصبانہ تیرھویں قربانی" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا اور ذوالحجہ کی تیرھویں کو قربانی پر طنز کیا۔ اس پر تنظیم میں مولانا عبدالجلیل صاحب سامرودی نے مضمون لکھا جس میں محققانہ طور پر تیرہ تاریخ ذی الحجہ کے دن قربانی کا ثبوت پیش کیا وہ لکھتے ہیں:۔

اس مضمون میں اہلحدیث کو بے جا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اگر آپ نے سنانا ہی تھا تو اپنے عم بزرگوار امام شافعی کا نام لے کر سناتے.....

آپ جب مقلد ہیں تو آپ کو کسی مجتہد کے مسلک پر اعتراض کا کیا حق پہنچتا ہے۔ یہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے:۔

وقال الشافعی وثلاثة ایام بعدہ لقولہ علیہ السلام ایام التشریق کلھا ایام ذبح۔	کہ امام شافعی یوم النحر کے بعد تین دن تک قربانی کے قائل ہیں کیونکہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایام تشریق سب ایام ذبح ہیں۔

امام نوویؒ امام شافعیؒ کا مذہب نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

"علی بن ابی طالب۔ جبیر بن مطعم، ابن عباس، عطاء، حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، سلیمان بن موسیٰ اسدی، فقیہ اہل شام، مکحول، داؤد ظاہری ان سب کا یہی مسلک ہے۔"

امام ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں متعدد ائمہ کا یہ مسلک قرار دیا ہے۔ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر (ج ۲ ص ۵۳) میں لکھتے ہیں:۔

"ایام تشریق کا چار دن ہونا ابن عمر، ابن زبیر، ابو موسیٰ، عطار، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، ابو مالک، ابراہیم نخعی، یحییٰ بن ابی کثیر، حسن، قتادہ، ربیع بن انس، عطاء خراسانی اور مالک بن انس وغیرہم سے مروی ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں :۔

" امام شافعی کا مذہب ہی راجح ہے یعنی وقت قربانی کا یوم النحر سے لے کر آخر ایام تشریق تک ہے۔"

نیز حافظ ابن حزم نے المحلیٰ میں بمع تخریج یہ سب اقوال نقل کئے ہیں[1]

علامہ ابن حجر مکی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں :۔

وبذالك قال ابن عباس و جبیر بن مطعم ونقل عن علی وبه قال کثیر من التابعین فمن زعم ان الشافعی تفرد به فقد اخطاء۔	کہ ابن عباس وجبیر بن مطعم اور بہت سے تابعین کا یہ مسلک ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امام شافعی اس میں منفرد ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں :۔

جبیر بن مطعم سے مرفوعاً ثابت ہے کہ :

وفی کل ایام التشریق ذبح	کہ تمام ایام تشریق ایام ذبح ہیں

امام احمد نے اس کی سند کو منقطع کہا ہے مگر دارقطنی نے اسے موصولاً ذکر کیا ہے ورجالہ ثقات

علامہ شوکانی لکھتے ہیں :۔

" جو لوگ حدیث جبیر بن مطعم کو منقطع کہتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حبان نے اسے موصولاً ذکر کیا ہے۔"

پھر علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر اور فاضل عزیزی نے السراج المنیر میں مسند احمد کی حدیث کے متعلق اسناد کو صحیح کہا ہے۔ علامہ سیوطی نے بھی اس کی صحت کا فتویٰ دیا ہے۔ علامہ شوکانی الدراری المضیئہ میں لکھتے ہیں :۔

---

[1] ملاحظہ ہو ج ۲ ص ۲۷۵ نیز ج ۷ ص ۳۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وله طرق یقوی بعضها بعضًا (کہ یہ حدیث مختلف طرق سے آئی ہے۔ جن سے تقویت حاصل ہوگئی ہے۔

نیز علامہ شوکانی وبل الغمام میں لکھتے ہیں:۔

لم یأت من ضعفه بشیئ یعول علیه۔	کہ اس حدیث کو ضعیف کہنے والوں نے کوئی قابل اعتماد بات نہیں کی۔

نیز حسین بن محسن انصاری نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس حدیث پر بحث کے بعد لکھا ہے فهو حسن یحتج به ۔ الغرض یہ حدیث حسن قابل حجت ہے۔

بلکہ آگے چل کر علامہ انصاری لکھتے ہیں:۔

وحدیث جبیر بن مطعم قد صححه جماعة من ائمة الحدیث وعلی تسلیم ضعفه قد اعتضد بقول الصحابة وجمهور اهل العلم بمقتضاه۔	کہ ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اگر یہ ضعیف بھی ہو تو اقوال صحابہ اور جمہور اہل العلم اس کے مؤید ہیں۔

حافظ ابن کثیر نے تفسیر میں اس کے متابعات بھی ذکر کئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ سوید بن عبدالعزیز کا متابع ولید بن مسلمہ ہے۔ نیز زیلعی اور دارقطنی نے بھی اس کے متابعات ذکر کئے ہیں۔ الغرض اس مسئلہ میں کوئی غبار نہیں ہے واللہ اعلم

اس اخبار تنظیم اہلحدیث نے ہر موقع پر مسلک اہلحدیث سے دفاع کیا خصوصًا علمی مسائل میں، مدیر کے قلم کا لوہا دوسرے بھی مانتے تھے۔

الغرض اخبار تنظیم کے ذریعہ حافظ عبداللہ صاحب مرحوم نے اہل حدیث مسلک کے لئے اسقدر مواد جمع کر دیا کہ کم و بیش تمام اہم اختلافی مسائل زیر بحث آ گئے اور ہر مسئلہ پر دلائل جمع ہو گئے۔ اب ان کے خلف حافظ صاحب مرحوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ان باقیات صالحات سے ہی زندہ ہیں اور ان کے بعد حافظ عبدالقادر اس تبلیغی مشن کو چلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مزید توفیق عطا فرمائے۔

اخبار تنظیم نے آٹھ رکعت مسئلہ تراویح" پر ایک مضمون شائع کیا جس میں لکھا کہ "آٹھ رکعت تراویح" کا سنت ہونا اہل حدیث اور حنفیہ کے مابین متفق علیہ ہے اور اس پر سائب بن یزید کی روایت کو بطور دلیل پیش کیا کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھایا کریں" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی" اور یہ جماعت بھی آٹھ رکعت اور تین وتر کے ساتھ تھی۔ چنانچہ صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ رسول اللہ نے آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے[1] اور جس روایت میں بیس رکعت مذکور ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ خود زیلعیؒ نے تخریج ہدایہ میں اس کی تضعیف کی ہے۔ ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان بالاتفاق ضعیف ہے۔

اس حقیقت کے واضح ہونے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ تراویح باجماعت اور آٹھ رکعت کی تحدید دونوں ہی فعل نبوی سے ثابت ہیں لیکن آنحضرت نے جماعت کی پابندی کا حکم نہیں دیا۔ جماعت پر استمرار حضرت عمرؓ کے دور میں ہوا۔ اس بناء پر حضرت عمرؓ نے لغوی معنی کے اعتبار سے اس کو نعمت البدعۃ بھی فرمایا:

حضرت عمرؓ کے حکم سے جو نماز پڑھائی گئی ہے وہ آٹھ رکعت تھی۔ موطا میں جو مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعت پڑھتے تھے۔ اسے حضرت عمرؓ کی سنت نہیں کہہ سکتے وہ لوگوں کا اپنا عمل تھا۔ اس بناء پر

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ ص۱۶۶ ج فتح القدیر حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۷۶ سبل السلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں :-

"سنت اصل آٹھ ہی ہیں باقی مستحب یعنی نوافل ہیں"

اور امام مالکؒ نے بھی ۳۶ رکعت کو مستحب ہی کہا ہے[۱] اور عینی شرح بخاری اور امام سیوطی نے اپنے رسالہ تراویح میں لکھا ہے کہ امام مالکؒ بھی گیارہ رکعت ہی پسند کرتے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل سنت تو امام مالکؒ کے نزدیک بھی آٹھ ہی ہیں۔ ہاں نوافل سمجھ کر اگر کوئی زیادہ (۲۰، ۳۶) پڑھ لے تو ثواب ہی ہے منع نہیں۔

صحابہ کرام اگر کسی عبادت یا دعا میں اضافہ کرتے ہیں تو اس کو سنت کا درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ اسے زیادہ سے زیادہ جائز کہہ سکتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر تلبیہ حج میں کچھ زائد کلمات بطور دعا شامل کر لیتے اس پر امام شافعیؒ فرماتے ہیں :-

فَاِنْ زاد زائدٌ فی التلبیۃ شیأً فَلَا بأس ان شاء اللہ واحب الی ان یقتصر علیٰ تلبیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی ص۱۰۲)	کہ اس بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ پر اگر کوئی اضافہ کرے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے مگر بہتر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ پر اکتفا کرے۔

اس بناء پر اہلحدیث آٹھ کو ترجیح دیتے ہیں کہ سنت آٹھ ہیں ورنہ نفل سمجھ کر کوئی زیادہ پڑھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ مخالفت حدیث ہے۔ ہاں اگر سنت سمجھ کر بیس پڑھے تو سنت کی مخالفت ہوگی اور

---

[۱] قیام اللیل ص ۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گنہگار بھی ہوگا۔

شیخ عبدالحق دہلوی اپنے رسالہ ماثبت بالسنۃ میں لکھتے ہیں:۔

" خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں بھی گیارہ رکعت پر عمل ہوتا رہا۔"

اس تفصیل کی بناء پر ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آٹھ رکعت پڑھتے اور پڑھاتے رہے۔ پھر حضرت عمرؓ (دور صحابہ) کے زمانہ میں بھی آٹھ رکعت پر عمل رہا اور تابعین کے دور میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا اور امام مالک کے معاصر محمد بن اسحاق آٹھ رکعت کو ترجیح دیتے۔ ان کے بعد محدثین کے خیالات بھی اسی کے موافق ہیں اور حنفیہ کے ہاں بھی یہی قول راجح ہے۔ جیسا کہ ابن الہمام شارح ہدایہ نے لکھا ہے تو اس کے بعد کونسا تعامل رہ جاتا ہے جس پر احناف عمل پیرا ہیں۔ اس کی زیادہ تفصیل ہم اہلحدیث مسائل میں بیان کریں گے۔

اخبار "العدل" گوجرانوالہ (۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ) میں "حنفیت کی عظیم الشان فتح" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا۔ جس کا تعلق مناظرہ گوجرانوالہ سے ہے جو کہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولانا عبدالعزیز گوجرانوالہ کے درمیان ہوا۔ مناظرہ میں مبحث "قراءۃ الفاتحہ خلف الامام" تھا۔ مولانا عبدالعزیز نے حدیث واذا قرئ فانصتوا پیش کی اور دعویٰ کیا کہ یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے حدیث صحیح مسلم ہونے سے انکار کیا اس پر "حکم" تسلیم کرلئے گئے جن میں ایک سید سلیمان ندویؒ بھی تھے اس محاکمہ پر ہم پہلے مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کے حالات میں لکھ چکے ہیں یہاں پر حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کی رائے درج کرتے ہیں جو انہوں نے اس سوال کے جواب میں تحریر فرمائی۔ حافظ صاحب لکھتے ہیں:۔

امام نووی بہت بڑے پایہ کے محدث عالم فقیہ اور حجت ہیں، جن کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ پیدائش ۱۳۱۷ھ ہے۔ دیگر تصانیف کے علاوہ شرح مسلم بہت پائے کی کتاب ہے۔ اس شرح میں امام نے مسلم شریف کی احادیث اور اسانید مشکلہ کو اس طرح حل کیا ہے کہ آپؒ کے بعد آنے والے لوگ انہی پر اعتماد کرتے ہیں۔ امام موصوف شرح مسلم میں حدیث مذکور کی بابت لکھتے ہیں :۔

واعلم ان هذه الزيادة ..... مما اختلف الحفاظ فی صحته ..... ولاسيما لم يروها مسندة فی صحيحه۔

(باب التشهد فی الصلوٰة)

جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مذکور صحیح مسلم میں بالاسناد نہیں ہے۔

علاوہ ازیں حافظ صاحب مرحوم نے بہت سی مستقل تالیفات بھی یادگار چھوڑی ہیں جو حسب ذیل ہیں :۔

(۱) الکتاب المستطاب :۔ مولانا محمد انور شاہ کشمیری کی کتاب "فصل الخطاب عربی" کے جواب میں جو عربی میں ہے۔ علاوہ ازیں یہ کتاب دیگر علمی مباحث پر بھی مشتمل ہے۔ احادیث کے مشکل مقامات کا حل ہے یہ کتاب ۳۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ حاشیہ پر فصل الخطاب ہے تاکہ ناظرین کو مسئلہ کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ یہ کتاب عرصہ سے ناپید ہے ضرورت ہے کہ اسے شائع کیا جائے۔

(۲) اطفاء الشمعہ۔ یہ رسالہ جمعہ کے مسائل پر لکھا گیا ہے۔ تمام مسائل کا عموماً اور مولانا احمد علیؒ صاحب لاہوری مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمود الحسن دیوبندی اور ظہیر احسن نیموی کی کتابوں کا بالخصوص جواب دیا ہے حنفیہ اور اہل حدیث کے دلائل کا بالاجمال و بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے۔ اور ظہر احتیاطی کا مسئلہ بڑی تفصیل سے مذکور ہے۔ علمائے دہلی کے فتاویٰ وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں الغرض اس موضوع پر نہایت جامع رسالہ ہے اور اس کی موجودگی میں کسی دوسرے رسالہ کی ضرورت نہیں رہتی یہ رسالہ چار حصوں پر مشتمل ہے دو اول مطبوع اور باقی غیر مطبوع ہیں۔

(۳) درایت تفسیری۔ اس میں اصول تفسیر پر بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ صحیح اصول تفسیر کیا ہے اس کے ابتداء میں مسئلہ تقلید پر مکمل بحث ہے۔

(۴) اہل سنت کی تعریف:۔ اس کے نام سے رسالہ مذکور کی افادیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اہل سنت کی (۳۷) تعریفیں کی گئی ہیں، مؤلف نے سب پر محاکمہ کیا ہے۔ یہ کتاب ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۵) اہل حدیث کی تعریف:۔ رسالہ کے ضمن میں تقلید پر مکمل بحث ہے اور مولانا تھانوی کے رسالہ الاقتصاد کا جواب ہے جو سید نذیر حسین صاحب دہلوی کی کتاب معیار الحق کے جواب میں انہوں نے لکھا تھا۔ صرف حصہ اول مطبوع ہے

(۶) نبی معصوم:۔ یہ رسالہ مختصر ہے اور عیسائیوں کے جواب میں ہے۔ عیسائی مشنری نے قرآن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گنہگار ہونا ثابت کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کا پاک دامن ہونا ثابت کیا جس سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ ہی شفیع ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں دیگر علمائے اہلحدیث نے رسالے لکھے ہیں۔ مولانا محمد حسین بٹالوی کا رسالہ عصمۃ انبیاء قابل دید ہے نیز ابن حزم کی کتاب الفصل میں مفصل بحث ہے

(۷) رسالہ رد بدعات:۔ اس رسالہ میں مروجہ بدعات پر پندرہ سوال بالترتیب ان کے جوابات ہیں۔ نیز قبور وغیرہ کے گرانے کا مفصل بیان ہے بدعت کے لغوی اور شرعی معنیٰ سے بحث کی گئی ہے۔

(۸) اشارت مشرک:۔ یہ ایک اشتہار ہے اخبار اہلحدیث میں یہ بحث چلی کہ کلمہ گو مشرک کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں اشتہار میں اس مسئلہ پر پوری بحث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ فی زمانہ بھی اس مسئلہ کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔

(۹) **اربعین** | اربعین غزنویہ۔ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ نے عربی میں ایک تفسیر بنام "تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن" لکھی۔ اسلوب و انداز بیان کے اعتبار سے تفسیر ابن کثیر کا خاکہ تھی اور اختصار میں جلالین اس کے سامنے ہیچ، مگر مولانا نے اس میں سلف کی راہ کو چھوڑ کر متکلمین اہل تاویل کا رنگ اختیار کیا جو اہل حدیث اور سلفی ذہن کے کلیتہً منافی تھا۔ اس پر علماء اہلحدیث نے تتبع کے بعد چالیس مقامات کی نشاندہی کی اور مولانا مرحوم سے درخواست کی کہ ان کی اصلاح ضروری ہے۔ نیز اخبار اہلحدیث میں اس کا تدارک بھی لازم ہے۔ مگر مولانا مرحوم اس کے لئے تیار نہ تھے۔ اس پر علماء نے مولانا عبدالواحد غزنوی مولانا عبدالغفور اور عبدالاول غزنوی کی قیادت میں ان اغلاط کو اربعین کے نام سے مرتب کیا اور نامور علمائے اہلحدیث نے اس پر دستخط کئے۔ یہ اربعین شائع ہوئی اور یہ نزاع یہاں تک بڑھا کہ سلطان عبدالعزیز بن سعود کو بھی دخل دینا پڑا۔ ایک طرف تو مولانا عبدالوہاب دہلوی نے مسئلہ امامت کبریٰ کا شاخسانہ کھڑا کیا اور ساتھ ہی شرکیہ دم جھاڑ کے جواز پر اصرار کیا اور دوسری طرف مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم نے یہ اختلاف پیدا کر دیا۔ جس نے مستقل طور پر ثنائی روپڑی نزاع کی شکل اختیار کر لی۔ مگر بحمد اللہ سلفی علماء نے اس معاملہ میں اور تنظیم جمعیت اہلحدیث پنجاب کے سلسلہ میں ادارہ عالیہ کا ساتھ دیا اور سید محمد شریف گھریالوی کی زیر امارت اہلحدیث کی تنظیم نے بہت سے جماعتی اور اصلاحی تبلیغی کام کئے اس جماعت کے روح رواں جمعیت کے اکابرین کے تھے، جن میں مولانا محمد اسماعیل ذبیح مرحوم گوجرانوالہ، قاضی عبدالرحیم قاضی کوٹ گجرانوالہ (امیر جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ) مولانا محمد علی صاحب مرحوم لکھوی (امیر جمعیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث ضلع فیروزپور) اور حافظ عبداللہ صاحب روپڑی بمعہ اپنے رفقاء خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم نے اپنے دفاع میں تقلید شخصی و سلفی، اتباع سلف اور الکلام المبین وغیرہا رسائل لکھے ان کے جواب میں حافظ عبداللہ صاحب مرحوم نے درایت تفسیری، تعریف اہلحدیث اور تعریف اہلسنت وغیرہا رسالے شائع کئے۔ ان رسائل میں متنازعہ فیہا مسائل کے علاوہ بھی بہت سے علمی فوائد مذکور ہیں۔ خصوصاً حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے تو تفسیری مباحث کی چھان بین میں خاصی محنت کی ہے اور فتاویٰ ابن تیمیہ سے لے کر تفسیر کبیر اور کتب امام سیوطی تک کو ماخذ بنایا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے سلف پر رحمت وغفران کی بارش برسائے کہ وہ اس دنیا سے منتقل کیا ہوئے کہ اپنے ساتھ علم وفضل کے خزانے بھی لے گئے۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم جب حضرت میاں صاحب اور انکے تلامذہ کا کسی خطاب یا تحریر میں تذکرہ فرماتے تو ہمیشہ فرزدق کے اس شعر کے ساتھ تمثیل کرتے ؎

اولئك آبائی فجئنی بمثلهم ٭ اذا جمعتنا یا جریر المجامع

لیکن اب ہم ان علماء کے ساتھ مولانا غزنوی مرحوم، خود مولانا سلفی مرحوم، قاضی عبدالرحیم صاحب مرحوم، مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم اور حافظ عبداللہ محدث روپڑی مرحوم کا تذکرہ کرتے ہیں تو آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور بلا اختیار یہی شعر زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ ؎

اولئك آبائی فجئنی بمثلهم ٭ اذا جمعتنا یا جریر المجامع

(۱۰) بکرا دیوی :- اس میں نذر لغیر اللہ کی حلت وحرمت کا بیان ہے اور آیت وما اهل لغیر اللہ کی پوری تفصیل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۱) زیارت قبر نبویؐ یہ مسئلہ بھی علماء کے مابین اختلافی چلا آیا ہے۔ اور حافظ ابن تیمیہؒ نے روضۂ اقدس کی زیارت و آداب پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور پھر اس ضمن میں بہت سی بدعات کا رد کیا ہے اور غلط فہمیوں کو دور کیا ہے۔ حافظ صاحب نے اس مختصر رسالہ میں تمام اصل مسئلہ کی وضاحت کی ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ مرحوم کی ترجمانی کی ہے۔

(۱۲) المرشد والامام :۔ اس رسالہ میں پیری مریدی پر بحث ہے۔

(۱۳) طیور ابراہیمی :۔ قرآن پاک کی تفسیر میں یہ مبحث بھی نہایت اہم ہے جدت پسند مفسرین طیور کے ذبح ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اس بحث کا مدار (فَصُرْهُنَّ) کی تفسیر پر ہے۔ غالباً ابو مُسلم معتزلی نے سب سے پہلے انکار کیا ہے۔

(۱۴) رسالۂ امارت :۔ امارت کی حیثیت سے بحث ہے کیا غیر اسلامی حکومت کے اندر بھی نظام امارت قائم ہو سکتا ہے یا نہیں اور پھر اس نظام امارت کی حیثیت کیا ہوگی اس ضمن میں مولانا عبدالوہاب دہلوی اور جمعیت اہلحدیث پنجاب کے نظام امارت میں فرق کو سمجھایا گیا ہے۔

(۱۵) رسالہ وسیلۂ بزرگان : بعض لوگ اولیاء اللہ کی قبروں پر جا کر ان کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں "اے ولی میری دعا قبول کر" انبیاء و اولیاء کی برزخی زندگی پر بحث ہے۔

(۱۶) وتروں کی تعداد :۔ اس رسالہ میں وتروں کی تعداد اور ان کے پڑھنے کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

حافظ محمد عبداللہ محدث مرحوم روپڑی کے ان مختصر حالات اور مساعی کے بعد اب ہم جمعیت اہلحدیث کے اس کردار کا جائزہ لیتے ہیں جس کا تعلق جلالۃ الملک امام عبدالعزیز بن سعود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی امامِ توحید کی تائید و نصرت سے ہے اور قبل اس کے کہ ہم جمعیت کے تعلقات کا ذکر کریں سعودی حکومت کا تاریخی پس منظر آپ کے سامنے رکھتے ہیں:۔

جلالۃ الملک عبدالعزیز ابن سعود

اور

جمعیت اہلحدیث پنجاب

پس منظر جلالۃ الملک عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الفیصل آل سعود وہابیت کے امام و نصیر کی حیثیت سے معروف ہیں۔ جب ہم "تحریک وہابیت" کی حقیقت سے بحث کرتے ہیں تو متضاد خیالات ہمارے سامنے آجاتے ہیں، مخالفین تو اس تحریک کو خارجیت تحریک سے تعبیر کرتے ہیں اور ائمہ اربعہ کے مذاہب سے خارج اسے "ففتہ کالم" کہتے ہیں۔ مگر یہ اس تحریک پر بہت بڑا افتراء ہے۔ اور مخالفین جاہ پرستوں نے دام تزویر پھیلا کر عامۃ المسلمین کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اُس دور میں دولت عثمانی نے سیاسی رقابت اور مخالفت کی بناء پر اس افتراء و تزویر کی تائید و حمایت میں اپنے پورے وسائل صرف کر ڈالے تاکہ سادہ لوح عوام کو اس اصلاحی اور اسلامی تحریک سے متنفر کیا جا سکے۔ حتیٰ کہ "علماء سوء" نے جو اعانہ علیہ قوم آخرون کے مصداق تھے۔ لوگوں کو ان کتابوں کے مطالعہ سے بھی دور رکھنے کی کوشش کی جن سے اس تحریک کا تعارف وابستہ تھا۔ لہٰذا اس تحریک کے بطل عظیم کے تعارف سے پہلے وہابیت کی حقیقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے منشاء و مولد کو سمجھنا ضروری ہے جس کے صاحب الجلالۃ الملک زعیم اور لیڈر تھے۔

وہابیت کی نسبت یہ واقعہ ہے کہ وہابیت کی نسبت شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب (۱۱۱۰ھ) کی طرف ہے جو ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے اور اپنے طالب علمی کے دور میں ہی کتاب و سنت کے شیدائی تھے۔ اس بناء پر حافظ ابن تیمیہ اور ابن القیم کی کتابوں کے شیفتہ فریفتہ بن گئے تھے۔ کیوں کہ دین اسلام کے اساسی اور بنیادی مسائل کے عقلی و نقلی دلائل ان ائمہ کی کتابوں کے علاوہ دوسری کتابوں میں نہیں مل سکتے تھے۔

قبر پرستی اسلام میں قبر پرستی ناقابل معافی جرم ہے اور اسی نے ہر قسم کے شرک و کفر کے دروازے وا کئے ہیں اور امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کیا ہے۔ جب انسان غیر اللہ کے سامنے نذر و نیاز پیش کرتا ہے اور اس کو نفع و نقصان کا مالک سمجھ کر جھکنے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت و ربوبیت کے متعلق اس کا عقیدہ کمزور ہو جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مختلف راستے اختیار کرنے لگ جاتا ہے۔ اولیاء و صالحین کے متعلق عقیدہ بنا لیتا ہے کہ وہ اللہ کے قریب کرنے والے ہیں اور حجر و شجر کو متبرک سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بُعد کی وجہ سے اپنی حوائج اصحاب قبور سے طلب کرنے لگ جاتا ہے۔ نتیجۃً انسانیت کے مرتبہ سے گر جاتا ہے۔

اسلامی عظمت کو واپس لانے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ توحید کا عقیدہ قائم کیا جائے اور نفع و ضرر کا مالک صرف اللہ کو سمجھا جائے۔ سلف صالح کے طریق کی پابندی کی جائے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے راستہ کو اختیار کیا جائے اور اس راہ میں جو تکالیف آئیں صبر و استقامت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ان کو برداشت کیا جائے کیوں کہ مجاہدانہ اور سیاسی قوت کے بغیر اعلاء کلمتہ اللہ کے لیئے فضا سازگار نہیں ہوسکتی۔

اس بنا پر شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نے جب یہ تحریک پیش کی تو محمد بن سعود امیر "درعیہ" نے فوراً اس دعوت کو قبول کر لیا جب کہ ان کی سعادتمند روح پہلے ہی اس کے "داعیہ" کی منتظر تھی۔ جب ابن سعود اس تحریک کے معاون بن گئے تو شیخ الاسلام نے دعوت و تبلیغ کی مہم کو تیز تر کر دیا اور امیر ابن سعود نے اس کی سیاسی پشت پناہی شروع کر دی تھوڑے ہی عرصہ میں تحریک کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ مسجدیں پر رونق نظر آنے لگیں اور لوگ شیخ الاسلام سے اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جمع ہونے شروع ہو گئے اور درعیہ کا چھوٹا سا قصبہ سلف صالح کا نمونہ نظر آنے لگا عہد نبوت اور خلفاء راشدین کی یاد تازہ ہوگئی اور ہر طرف سے طالبین اُمڈتے چلے آرہے ہیں اور اعمال صالحہ اور خصائل حمیدہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے میں کوشاں ہیں۔

ظہور دعوت اور اس کے اثرات

شیخ الاسلام کے تلامذہ اس دعوت کو لے کر تمام شہروں میں پھیل گئے اور لوگوں کو دین صحیح اور خالص توحید کی طرف دعوت دینے لگے۔

اس دینی دعوت کی روز افزوں قوت کو دیکھ کر اہل ضلالت و بدعات تلملا اٹھے اور اس دعوت کا جواب نہ پاکر شیخ الاسلام کے متعلق گمراہ کن پروپیگنڈا شروع کر دیا اور ان کو ففتھ کالمسٹ قرار دیا گیا یعنی یہ شخص ایک پانچواں مذہب پیش کرتا ہے اور اسلامی عقائد کا مذاق اڑاتا ہے۔ انبیاء و اولیاء کے مزاروں اور قبوں کی توہین کرتا ہے اور مسجد نبوی میں روضۂ اطہر کو گرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتا ہے وغیرہ۔

وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ۔

پھر علماء سوء نے اسی پر اکتفاء نہ کی بلکہ شیخ الاسلام پر کفر و زندقہ کے فتوے لگائے اور دولت عثمانیہ نے محض سیاسی مفادات اور اقتدار کی نگاہ داشت کے لئے ان علماء کی حمایت و تائید کی اور عوام کو آلِ سعود کے خلاف استعمال کیا۔

شیخ الاسلام کا صبر و استقامت

لیکن شیخ الاسلام نے ان سب وشتم اور مخالفت کی پرواہ نہ کی اور دعوت و تبلیغ کے مشن کو جاری رکھا اور عقیدۂ سلف کی نشر و اشاعت کے لئے کام کرتے رہے کتاب وسنت کی اتباع پر زور دیتے رہے نہ کبھی مجتہد مطلق ہونے کا دعویٰ کیا اور نہ ہی اپنی تمام تر دعوت میں کوئی جدید چیز پیش کی بلکہ امام احمد بن حنبل کے مسلک پر فتویٰ دیتے رہے۔

شیخ الاسلام پختہ یقین رکھتے تھے کہ سلف صالح کا عقیدہ ہی وہ عقیدہ ہے جس پر امت مسلمہ متحد ہو سکتی ہے۔ اور اتحاد ملی کی عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے۔

یہی وہ عقیدہ ہے جس پر صحابہ کرام اور ائمہ اسلام کی جماعت چلی آئی ہے یعنی صفات باری تعالیٰ کو بلا تاویل و تکییف ماننا اور محبت و رضا جوئی کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کو خاص کرنا اور ہر قسم کے شرک سے کنارہ کشی کرنا۔ یہی وہ دعوت تھی، جو انبیاء دیتے چلے آئے ہیں اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہو چکا ہے۔

قبروں پر سے قبوں کو گرانا اور تعویذات باندھنے کی حرمت تو صراحتًا احادیث میں مذکور ہے اور ائمہ مذاہب اربعہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ کیوں کہ یہ کام ذریعہ شرک بنتے ہیں اور اس دور میں شیخ الاسلام ہی وہ شخص تھے جنہوں نے علی الاعلان ان بدعات و رسوم کے خلاف آواز اٹھائی اور عملاً ان چیزوں کی مخالفت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد کیا اور نہایت عزم و استقلال کے ساتھ اپنی دعوت کو پھیلاتے رہے حتیٰ کہ ۱۲۰۶ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔

ان کے بعد شیخ الاسلام کے ابناء و احفاد اور تلامذہ نے بھی شیخ الاسلام کے مشن کو جاری رکھا اور دعوت حق کی نشر و اشاعت کیلئے کام کرتے رہے۔ اس بناء پر شیخ الاسلام کا طریق تبلیغ وہابیت کے نام سے مشہور ہو گیا اور اس دعوت کے حامیوں کو وہابی کے لقب سے پکارا جانے لگا۔ یعنی وہ لوگ دین حق کی طرف دعوت دینے میں جواں عزم ہیں اور صراحت کے ساتھ کلمۂ حق کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ آلِ سعود ان لوگوں کی تائید و نصرت میں خدمت دین کا حق ادا کر رہی ہے جیسا ان کے جد اعلیٰ امیر محمد بن سعود نے اس دعوت کو سیاسی قوت مہیا کرنے کا عہد کیا تھا۔

امیر محمد بن سعود کے بعد

جب امیر محمد بن سعودؒ اپنے بیس سالہ دور حکومت کے بعد ۱۱۷۹ھ کو فوت ہو گئے تو ان کی جگہ عبدالعزیز بن محمد بن سعود امیر مقرر ہوئے۔ انہوں نے ابن سعود کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس دعوت حقہ کی تائید و نصرت میں کوتاہی نہ کی اور اس دعوت کے دائرہ کار کو وسیع کرنے کے لئے کمربستہ ہو گئے اور ریاض و احساء کے فتح ہو جانے کے بعد تمام نجد پر ان کی حکمرانی قائم ہو گئی اور سعودی حکومت مغرب و جنوب میں عسیر اور عمان تک وسیع ہو گئی۔

اس کے بعد آل سعدون کے ساتھ مقابلہ شروع ہو گیا اور آل سعدون نے موحدین کو شکست دینے کے لئے دولت عثمانیہ سے مدد طلب کی۔ عثمانی سلطنت نے مدد کی لیکن بایں ہمہ میدان امیر عبدالعزیز بن محمد بن سعود کے ہاتھ رہا۔

اس کے بعد امیر عبدالعزیز نے اپنے بیٹے سعود کی سرکردگی میں ایک لشکر جرار عراق کو بھیجا جو فتحیاب ہوتا ہوا کربلا تک پہنچ گیا اور کربلا میں جس قدر شرک و کفر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے آثار تھے مٹا کر صاف کر دیئے اور پھر نجف ہوتا ہوا واپس چلا آیا۔

اس کے بعد دوسری مہم حجاز کو روانہ کی امیر مکہ شریف غالب سے مقابلہ ہوا لیکن بفضلہ تعالیٰ سعود بن عبدالعزیز غالب رہے اور شریف مکہ نے ۱۲۱۴ھ کو بدوں کسی مقاومت کے سعود کو حج کی اجازت دے دی اور انہوں نے ۱۲۱۴ھ اور ۱۲۱۵ھ کو حج کئے تاہم امیر سعود بن عبدالعزیز نے محسوس کیا کہ حجاز میں جہالت کا دور دورہ ہے اور لوگ شرک و بدعت میں مبتلا ہیں اور جب تک سعودی حکومت کو مکمل اختیارات حاصل نہ ہوں ان کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

اس احساس کے بعد سعود نے اپنے والد ماجد امیر عبدالعزیز بن محمد بن سعود سے اجازت طلب کی کہ کیوں نہ اشراف مکہ کے ہاتھ سے تمام اختیارات چھین لئے جائیں تاکہ صحیح اسلامی تعلیمات اور عقیدہ سلفیہ کی نشر و اشاعت عام ہو سکے اور شرک و بدعات کے دروازے بند کر دیئے جائیں چنانچہ اجازت کے بعد ایک بہت بڑا لشکر لے کر ۱۸ صفر ۱۲۱۸ھ کو مکہ پر چڑھائی کی۔ مکہ میں داخلہ کے بعد امن عامہ کا اعلان کر دیا اور کعبہ کو غلاف پہنایا۔

شریف غالب ان حالات کو دیکھ کر اپنے خاندان سمیت مکہ مکرمہ سے رخصت ہو کر جدہ چلا گیا اور امیر سعود بن عبدالعزیز نے ان کی جگہ شریف المعین کو مکہ کا امیر مقرر کر دیا اور اس پر لازم کر دیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی پابندی کرے۔ پھر جونہی امیر سعود واپس ہوئے شریف غالب نے شریف عبدالمعین پر حملہ کر کے دوبارہ مکہ مکرمہ کو اپنے اختیار میں لے لیا اور اپنے احکامات نافذ کرنے شروع کر دیئے۔

اس اثنا میں شیعہ نے امام عبدالعزیز کے خلاف سازش کی اور کربلا میں اپنے مقامات مقدسہ کی تخریب و تحطیم کا بدلہ لینے کے لئے ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۱۸ھ (الموافق ۱۸۰۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مسجد عریف میں) سجدہ کی حالت میں امام عبدالعزیز کو ایک فدائی کے ذریعہ شہید کروا دیا۔

امام عبدالعزیز کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے امیر سعود الکبیر ان کے خلف مقرر ہوئے اور سعود کبیر کے لقب سے مشہور ہوئے۔

امام سعود نے سب سے پہلے حجاز کی جانب توجہ دی اور شریف غالب پر چڑھائی کے لئے تیاری شروع کر دی ان کا مقصد یہ تھا کہ حجاز میں دعوت اسلامیہ کے لئے مضبوط بنیاد مہیا کر دی جائے تاکہ واضح طور پر لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دی جا سکے چنانچہ امیر موصوف یہ عزم لے کر ۱۲۲۱ھ کو حجاز کی جانب روانہ ہو گئے اور بلا کسی مزاحمت کے سرزمین حجاز میں داخل ہو گئے بلکہ شریف غالب نے بظاہر اطاعت و استسلام کا مظاہرہ کیا اور امام سعود کی خدمت میں حاضر ہو کر اس عزم کا اظہار کیا کہ میں اُن مقاصد کو کما حقہٗ پورا کرنے کے لئے تیار اور بدل و جان کمربستہ ہوں۔ جن کے لئے آپ اس سرزمین میں داخل ہو رہے ہیں یعنی:۔

(۱) یعنی کتاب و سنت پر عمل اور شریعت اسلامیہ کے احکام کا نفاذ

(۲) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہتمام

(۳) سلف صالح کی اقتداء

(۴) ان تمام بدعات و منکرات کا سدباب جو غضب الٰہی کا موجب بنتی ہیں۔

(الف) قبروں سے قبوں کو گرانا۔

(ب) سونا اور ریشم کے استعمال میں مردوں پر پابندی

(ج) غیر شرعی طریقوں سے اموال کا اتلاف

(د) تمباکو نوشی اور عادات سیئہ کے اظہار پر پابندی

چنانچہ شریف غالب نے قبوں کے انہدام کا کام بھی شروع کر دیا اور امیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعود کی خواہش کے مطابق احکام شریعت کا نفاذ بھی کر دیا۔ امیر سعود نے بھی ان کو بحال رکھا لیکن یہ شرط لگا دی کہ وہابی فوج حجاز میں رہ کر ان امور کی نگرانی کرے گی اور شریف غالب بھی بظاہر وفاداری اور دوستی کا مظاہرہ کرتا رہا لیکن خفیہ طور پر وہابیوں کے خلاف منصوبے بھی سوچتا رہا۔ اور اُس سلسلہ میں ترغیب و تحریص کے ذریعہ سلطان سلیم عثمانی اور محمد علی پاشا والی مصر کو حجاز پر حملہ آور ہونے کے لئے اکساتا رہا حتیٰ کہ ان کو برافروختہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

حکومت عثمانی کا کردار

چنانچہ دولت عثمانی کے حکم سے محمد علی پاشا والیٔ مصر نے اپنے لڑکے امیر طوسن کی زیر کمان آٹھ ہزار کا لشکر روانہ کر دیا اور ہدایت کی کہ وہابیوں کو سرزمین حجاز سے نکال دیا جائے۔ امیر طوسن حجاز کی بندرگاہ ینبع پر اتر کر مدینہ کو روانہ ہو گیا سعودی فوج نے مزاحمت کی اور اس کی تقریباً نصف فوج کو تہ تیغ کر دیا وہ دوبارہ ینبع چلا گیا حتیٰ کہ مصر سے دوبارہ مدد لے کر ۱۲۲۷ھ کو دوبارہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہوا اور شریف غالب نے خوب جوش سے اس کا استقبال کیا۔ اس نے شریف غالب کی امارت کو قائم رکھا اور خود نجد پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں "توبہ" مقام پر وہابی فوج سے ٹکر ہو گئی اور بری طرح ہزیمت اُٹھا کر واپس مکہ لوٹ آیا۔

اس کے بعد محمد علی پاشا بذات خود ایک بہت بڑی فوج لے کر وارد مکہ ہوا اور تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر شریف غالب کو معزول کر کے بمع خاندان کے آستانہ بھیج دیا اور اس کی جگہ شریف محمد بن عون العبدی کو والی مقرر کر دیا۔ (جو شریف حسین کا دادا ہے اور اب شرق اردن اور عراق پر اس کی اولاد حکمران ہے)

اس اثناء میں امیر "سعود الکبیر" ۱۲۲۹ھ کو وفات پا گئے جنہوں نے اپنی تمام زندگی "عقیدہ سلفیہ" کی نشر و اشاعت کے لئے وقف کر رکھی تھی اور ان کی جگہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عبداللہ بن سعود امام مقرر ہوئے لیکن ان کے چچا امیر عبداللہ بن عبدالعزیز ان کی امامت پر رضامند نہ ہوئے اور سعودی خاندان میں افتراق و تشتت پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے امیر عبداللہ بن سعود ۱۲۳۰ھ کو امیر طوسن سے صلح پر مجبور ہو گئے اور حجاز کے جن علاقوں پر قبضہ کر رکھا تھا وہ واگذار کر دیئے۔ امیر طوسن واپس مصر چلا گیا اور محمد علی پاشا کے سامنے وہابیوں کی شجاعت اور بہادری کے کارناموں کا اعتراف کیا تاہم محمد علی پاشا نے ۱۲۳۱ھ کو ایک دوسرا لشکر اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کی زیر کمان روانہ کیا وہ براستہ ینبع مدینہ پہنچ گیا اور پھر مدینہ منورہ سے تیس فرسخ دور حناکیہ پہنچ گیا۔ وہاں پر چھ ماہ قیام کیا۔ مال و دولت کے ذریعہ ارد گرد کے جنگجو قبائل اپنے ساتھ ملا لئے۔ اس کے بعد نجد کی جانب روانہ ہوا اور وادی "رس" کے مقام پر خوب مقابلہ ہوا بالآخر تین ماہ کے بعد ایک صلحنامہ کے تحت اس شہر میں داخل ہو گیا پھر تدریجاً "درعیہ" ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء (سعودی دارالخلافہ) کا محاصرہ کر لیا بالآخر پانچ ماہ کی سخت مقاومت کے بعد درعیہ پر قابض ہو گیا اور امیر عبداللہ بن سعود نے مشروط طور پر شہر اس کو واگذار کر دیا ابراہیم پاشا نے امیر عبداللہ کے شایان شان اس کا استقبال کیا اور بحیثیت جرنیل کے ان کی بہت قدر کی اور گرفتار کر کے بمعہ فیملی آستانہ بھیج دیا۔ آستانہ سے ان تمام قیدیوں کو تہ تیغ کرنے کا حکم صادر ہوا اور اباصوفیہ کے بہت بڑے میدان میں امام عبداللہ بن سعود شہید کر دیئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابراہیم پاشا نے نجد پر استیلاء حاصل کرنے کے بعد اسماعیل پاشا کو والی مقرر کر دیا اور خود ۱۲۳۴ھ کو واپس مصر چلا آیا لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ اس بیشہ میں شیر رہتے ہیں اور نجدیوں کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے اور وہ کبھی بھی کمزوری کا اظہار نہیں کریں گے۔ عبدالعزیز بن محمد بن سعود کے بھائی عبداللہ کا ایک لڑکا تھا جس کا نام ترکی بن عبداللہ بن محمد بن سعود تھا جو کہ امیر درعیہ عبداللہ بن سعود بن عبدالعزیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا چچازاد بھائی تھا وہ گرفتاری سے بچ کر صحرائے نجد میں چلا گیا اور اسے اپنے دادا محمد بن سعود کا وہ عہد بار بار یاد آتا جو انہوں نے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب سے توحید کی طرف دعوت اور شرک و بدعات سے جنگ کے لئے کیا تھا چنانچہ انہوں نے ۱۲۳۵ھ سے دعوتِ توحید کا آغاز کر دیا اور لوگوں کو اپنے گرد جمع کرتا رہا۔ حتیٰ کہ انہیں "احساء" کا قبضہ کرنے کا موقع مل گیا اور ریاض بھی ترکوں سے واپس لے لیا اور اپنی چھوٹی سی امارت قائم کر کے توحید کی طرف دعوت اور اور اس کی نشر و اشاعت کیلئے کام کرنا شروع کر دیا اس وجہ سے امارت عبدالعزیز کی نسل سے اس کے بھائی عبداللہ بن محمد بن سعود کی نسل میں منتقل ہو گئی۔ اور اب تک اسی کی پشت سے بادشاہ ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ آل سعود کبیر پر یہ بات بہت گراں تھی۔ چنانچہ شاری بن عبدالرحمٰن بن شاری بن سعود نے (جو کہ محمد بن سعود کبیر کا بھائی تھا) امام ترکی کو دھوکہ سے قتل کروا کر خود امیر بن جانے کا منصوبہ بنایا اور اپنے ایک خادم کو اس کام پر مامور کیا۔ خادم نے مسجد سے نکلتے ہوئے امام ترکی کو قتل کر دیا اور شاری امیر بننے میں کامیاب ہو گیا۔ اس وقت فیصل بن ترکی قطیف کے اطراف میں ایک لشکر کی کمان کر رہا تھا۔ جونہی اس نے اپنے والد کی شہادت کی خبر سنی واپس ریاض چلا آیا اور ۱۱ صفر المظفر ۱۲۵۰ھ کو زبردستی ریاض میں داخل ہو گیا۔ شاری نے اپنے قصر میں پناہ لی۔ مگر فیصل کے کسی فوجی نے اندر داخل ہو کر اسے قتل کر دیا۔

فیصل بن ترکی نے مصر میں تربیت پائی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ ان کے والد ترکی نے حکومت قائم کر لی ہے تو وہ مصر سے اپنے والد کے پاس چلا آیا اور فوجوں کی کمان سنبھال کرنے لگا۔ اپنے والد کی شہادت کے بعد امور سلطنت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور نجد، احساء، قطیف اور حجاز کے کچھ علاقوں پر حکمرانی کرنے لگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دعوت اسلامی کی نشر و اشاعت میں دلچسپی لینے لگا۔

محمد علی پاشا نے جب یہ خبر سنی کہ نجد میں فیصل بن ترکی نے دعوت سلفیہ کا دوبارہ آغاز کر دیا ہے تو اسے یقین ہو گیا کہ اب اس تحریک کو دبانا ممکن نہیں اِلاّ یہ کہ آل سعود سے ہی کسی نوجوان کو اس کے خلاف کھڑا کیا جائے۔ چنانچہ اس نے خالد بن سعود کی شاہی محلات میں تربیت کی جب اسے یقین ہو گیا کہ یہ آبائی تحریک کا ساتھ نہیں دے گا تو اسے اپنی طرف سے نجد پر امارت کا پروانہ دے کر بھیج دیا اور اسماعیل آغا کی قیادت میں اس کے ساتھ ایک لشکر عظیم بھیجا تاکہ فیصل بن ترکی سے حکومت چھین کر اس کو امیر مقرر کیا جائے۔ جب وہ لشکر ریاض کے قریب پہنچا تو فیصل نے ریاض کو چھوڑ کر "دلم" میں قیام کر لیا۔ مصری فوج وہاں پہنچی اور دونوں کے درمیان معرکے ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ فریقین جنگ سے اکتا گئے بالآخر فیصل نے اپنی فوج کے لئے امان طلب کی اور مصالحت پر آمادہ ہو گیا۔ مصری جرنیل نے یہ پیش کش قبول کر لی اور امام فیصل بن ترکی نے ۱۲۵۵ھ ۲۳ رمضان کو اپنے آپ کو مصری جرنیل کے حوالہ کر دیا۔ جرنیل نے فیصل بن ترکی، اس کے بھائی جلوی بن ترکی اور عبداللہ و محمد دو بھتیجوں کو مصر بھیج دیا اور خالد کو تخت نشین کر دیا تاکہ وہ نجدیوں کے اذہان کو بدل کر جدت پسندی کی طرف مائل کرے اور مصریوں کی طرح آرام پرستی اور سہل پسندی کا عادی بنائے۔ چنانچہ امیر خالد نے اپنا مشن شروع کر دیا اور عصری تعلیمات کو فروغ دینے لگا۔ مگر عوام اس سے متنفر ہو گئے اور اس کے خلاف بغاوتیں ہونے لگیں۔ حتیٰ کہ نجدی قیادت نے عبداللہ بن ثنیان بن ابراہیم بن ثنیان بن سعود کی زیر قیادت اتحاد قائم کر لیا اور مصر و ترک حکومت سے آزادی حاصل کرنے پر جمع ہو گئے تاکہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کے طریقہ کے مطابق دین صحیح کی حفاظت کر سکیں چنانچہ امیر خالد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگ کر حجاز چلا آیا اور ۱۲۷۸ھ (۱۸۶۱ء) کو حجاز ہی میں وفات پا گیا اور عبداللہ بن ثنیان کے لئے میدان خالی چھوڑ گیا۔ لیکن عبداللہ بن ثنیان نے جور و استبداد سے کام لیا اور پبلک پر بھاری ٹیکس لگا دیئے۔

ادھر امام فیصل بن ترکی نے اسے زیادہ مہلت نہ دی اور وہ مصر سے فرار ہو کر نجد پہنچ گیا اس کی آمد کی خبر سنتے ہی تمام قبائل اپنے محبوب لیڈر کے گرد جمع ہو گئے ابن ثنیان چند محاصروں کے بعد تخت سے دستبردار ہو گیا اور اپنے آپ کو فیصل کے سپرد کر دیا اور چند دنوں کے بعد فوت ہو گیا۔

فیصل نے اپنے علاقے واپس لینے شروع کر دیئے اور نجد کے بعد حجاز کے کچھ علاقوں پر دوبارہ قابض ہونے میں کامیاب ہو گیا اور بحرین، مسقط اور عمان وغیرہ کے امراء اس کے مطیع ہو گئے اور اس نے شرک و کفر کے خلاف جہاد شروع کر دیا کر دیا جو اس تحریک کا اصل مقصد تھا۔ حتیٰ کہ ۱۲۸۲ھ (دسمبر ۱۸۶۵ء) میں وفات پا گیا۔

فیصل بن ترکی کے چار لڑکے تھے۔ سب سے بڑے کا نام عبداللہ تھا دوسرا محمد جو نجد کے منطقہ شمالی کا امیر تھا تیسرا سعود جو خرج اور افلاج کا امیر تھا اور سب سے چھوٹا عبدالرحمٰن تھا فیصل کی وفات کے بعد عبداللہ عید عائلہ ہونے کی وجہ سے امام مقرر ہوا مگر امیر سعود اس پر خوش نہ تھا۔ چنانچہ سعود برابر قبائل کو اپنے بھائی عبداللہ کے خلاف جمع کرتا رہا۔ ان اختلافات سے ترکی حکومت نے فائدہ اٹھایا اور ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء کو احساء پر قبضہ کر لیا۔ لیکن دونوں بھائیوں نے اس سے بھی عبرت حاصل نہ کی۔ اور برابر ایک دوسرے کے خلاف لڑتے رہے اور تمام ملک خانہ جنگی کا شکار ہو گیا۔ حتیٰ کہ امیر حائل محمد بن رشید نے مداخلت کی اور وہ بھی خانہ جنگی میں الجھ گیا۔ حتیٰ کہ دونوں بھائی فوت ہو گئے اور ریاض کی حکومت امام عبدالرحمٰن بن فیصل کے سپرد ہو گئی جو کہ سلطان عبدالعزیز کے وقت تک امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن اور محمد بن رشید کے درمیان ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء تک محاربات قائم رہے۔ اور دعوت اسلامیہ کی بجائے اب ذاتی حفاظت نے لے لی۔

امام عبدالرحمٰن جو نہایت خدا پرست تھے وہ یہ سمجھ کر کہ ذاتی عناد کے لئے مسلمانوں کے مابین خونریزی جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے خاندان کو بحرین بھیج دیا اور خود گوشہ نشین ہو کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے اور مختلف شہروں میں پھرتے رہے تاکہ عمل و عبادت الٰہی کے لئے مناسب جگہ مل جائے۔ حتیٰ کہ ان کی نظر کویت پر پڑی اور محمد بن الصباح حاکم کویت نے بھی انہیں مرحبًا کہا اور اپنے پاس ٹھہرنے کی اجازت دے دی ان کے اخراجات کے لئے کچھ رقم مخصوص کر دی حتیٰ کہ ترکی حکومت نے ساٹھ پونڈ ماہوار مقرر کر دیئے اور امیر کویت نے وظیفہ بند کر دیا اور امام عبدالرحمٰن کویت میں نہایت عسرت کی زندگی بسر کرتے رہے۔

اس طرح سعودی حکومت ایک مرتبہ ختم ہو گئی اور دعوت حقہ کا کام رک گیا۔ تاہم امام عبدالرحمٰن کے جذبات ختم نہ ہوئے اور انہوں نے اپنے لڑکے عبدالعزیز کے ذہن میں دعوت وارشاد کا جذبہ بھر دیا اور وصیت کی کہ اس پر کاربند رہے اور کبھی اس میں کوتاہی نہ کرے۔ کیوں کہ یہی وہ چیز ہے جس پر فلاح و نجاح کا مدار ہے۔

چنانچہ امام عبدالعزیز اس دعوت کے حامی و ناصر ثابت ہوئے اور انہوں نے دعوت کے لئے جان و مال کے ساتھ جہاد کیا۔ امام عبدالرحمٰن اپنے مقصد کی کامیابی کا مشاہدہ کرنے کے بعد ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ کو وفات پا گئے غفرلہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ

جلالۃ الملک المعظم عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود

۱۲۲۹ھ (۱۸۸۰م)

الاسرۃ السعودیۃ من صمیم العرب، تتصل نسبہ الی معد بن عدنان ویتصل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجد الثامن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (نزار بن معد بن عدنان)

امام عبدالعزیز ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۲۹ھ/۱۸۸۰ء کو پیدا ہوئے اور یہ وہ دور تھا جبکہ فیصل آل سعود کی اولاد کے درمیان باہم خانہ جنگی ہو رہی تھی اور آل سعود کی عظمت وارفتہ ہو چکی تھی جیسا کہ اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

ختم قرآن کے بعد امام عبدالعزیز کی علمی تربیت فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبداللطیف آل الشیخ کے سپرد ہوئی۔ چنانچہ امام عبدالعزیز نے شیخ موصوف کی زیر نگرانی علوم دینیہ کی تحصیل کی اور فقہ دینی پر خصوصیت سے توجہ دی اور ساتھ ہی اپنے والد کے ساتھ غزوات اور مجلسی خطابات میں شریک ہونا شروع کر دیا۔ لیکن انقلاب زمانہ نے خاندان سمیت بحرین پہنچا دیا اور ایک طرح سے جلاوطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے۔

اس اثناء میں امام عبدالرحمٰن نے ان کے دل و دماغ میں دینی روح بھرنا شروع کر دی اور ان کو دعوت اسلامیہ کے سلسلہ میں وہ عہد و پیمان یاد دلائے جو ان کے جد اعلیٰ نے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کے ساتھ کئے تھے اور عقیدہ سلفیہ کی نشر و اشاعت اور کتاب و سنت کی طرف دعوت کی ذمہ داری قبول کی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ امام عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الفیصل آل سعود جب پندرہ سال کی عمر کو پہنچے تو اپنے والد محترم کی وصیتوں پر غور و خوض کرنے لگے اور اپنی گذشتہ سلطنت کو واپس لوٹانے کے لئے اور دعوت توحید کی نشر و اشاعت میں اپنی مساعی کو بروئے کار لانے کے لئے کام شروع کر دیا لیکن ان حالات میں تہی دست اور بے یار و مددگار کیا کر سکتے تھے۔ غور و فکر کے بعد انہوں نے چند دوستوں کے سامنے اپنے اس منصوبہ کا اظہار کر دیا اور اس مقصد عظیم کے لئے اپنے والد محترم امیر عبدالرحمٰن بن الفیصل سے اجازت طلب کی جو کہ امام عبدالرحمٰن کے عین منشاء کے مطابق تھی چنانچہ انہوں نے بلا تامل اجازت دے دی اور کامیابی کے لئے دست بدعا ہوئے۔

اس کے بعد دوسرے مرحلہ پر امام عبدالعزیز شیخ مبارک الصباح کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تعاون کی اپیل کی انہوں نے حقیر سا تعاون کیا امام عبدالعزیز نے ایں را غنیمت شمردہ۔ دوستوں سے صلاح مشورہ کے بعد سفر کی تیاری شروع کر دی۔

امام عبدالعزیز آل سعود کے سپوت تھے۔ بلند ہمتی اور شجاعت کے مجسمہ، وہ اپنے رفقاء سمیت اس عزم کے ساتھ ریاض کو روانہ ہوئے کہ بہر صورت اس پر قابض ہونا ہے۔ امام عبدالرحمٰن اور امیر کویت نے اس خطرناک منصوبہ سے انہیں روکنے کی کوشش کی مگر وہ ان کی نصائح کے برعکس اور زیادہ ہمت و جرأت کا مظاہرہ کرتے، گویا زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

لاستسهلن الصعب او أبلغ المنى
فما انقادت الآمال الا لصابر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن کی حسن تدبیر امام عبدالعزیز نے اپنے رفقاء کو حکم دیا کہ نہایت خفیہ طور پر سفر کیا جائے چنانچہ مسلسل دو ماہ کے سفر کے بعد شوال میں ریاض کے قریب پہنچ گئے۔ امام عبدالعزیز نے ۳۳ آدمی اپنے بھائی محمد کی قیادت میں دے کر ان کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور خود چھ آدمی لے کر جن میں عبدالعزیز و عبداللہ و ابناء جلوی اور دو خادم بھی شامل تھے متفرق طور پر شہر میں داخل ہوئے اور ایک مکان کے پاس جمع ہو گئے جو ریاض کے گورنر امیر عجلان کے مکان سے متصل تھا۔

امام عبدالعزیز نے آگے بڑھ کر نہایت رعب سے دروازہ کھٹکھٹایا اور دھمکی آمیز لہجہ میں دروازہ کھولنے کو کہا۔ اس مکان کے اندر جا کر دیوار پھاند کر دوسرے مکان میں اتر گئے وہاں پہنچکر اپنے بھائی کو دوسرے رفقاء سمیت چلے آنے کا پیغام بھیج دیا ان کی آمد کے بعد فوراً دیوار پھاند کر امیر عجلان کی رہائش گاہ میں چلے گئے طلوع شمس کے بعد جب قلعہ کا دروازہ کھلا اور خدام گھوڑے نکال کر باہر باندھنے لگے تو امام عبدالعزیز اپنے ساتھیوں سمیت قلعہ میں داخل ہونا ہی چاہتے تھے کہ امیر عجلان سے مقابلہ ہو گیا اور وہ ان کو دیکھ کر بھاگ نکلا۔ امام عبدالعزیز کے ہاتھ سے وہ زخمی تو ہو گیا لیکن بچ نکلا مجاھدین بھی تعاقب کرتے ہوئے قلعہ میں داخل ہو گئے قلعہ کے فوجیوں سے مقابلہ ہوا، جس میں امیر عجلان اور چند ساتھی قتل ہو گئے اور بقیہ نے ہتھیار ڈال دیئے۔

چنانچہ اس بڑی اور خطرناک مہم کو سلطان عبدالعزیز نے ایک رات میں سر کر لیا اور ارتفاع النہار یعنی ضحیٰ سے قبل ہی ریاض کے قلعہ پر سبز جھنڈا لہرا دیا جس پر جلی حروف میں لکھا تھا:۔

"لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے ساتھ ہی سلطان کے ریاض پر قبضہ کی خبر ریڈیائی لہروں کی طرح تمام نجد و حجاز میں پھیل گئی۔

آل رشید نے اس کے بعد بہت کوشش کی کہ کسی طرح ریاض کو واپس لے لیں اور اپنے گورنر کا انتقام بھی لیں مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ بلکہ امیر عبدالعزیز نے اپنی جنگی حکمت عملیوں اور متواتر آویزشوں کے بعد آخر کار ۱۳۴۲ھ کو آل رشید کے دارالحکومت "حائل" پر بھی قبضہ کر لیا اور شہروں میں امن و امان کا اعلان کر دیا اور اپنا لقب سلطان رکھا اس سے قبل امراء نجد امیر یا امام کے لقب سے ملقب ہوتے تھے۔

سلطان عبدالعزیز کا مقصد ان علاقوں پر محض حکمرانی نہ تھا بلکہ وہ صرف اور صرف دعوت سلفیہ کی نشر و اشاعت کے لئے ساعی تھے اور رعایا میں کتاب و سنت کی حکومت قائم کرنے کے خواہاں تھے۔ چنانچہ انہوں نے آل رشید سے ابراہیم سحمان کا انتخاب کر کے اسے حائل کا امیر بنا دیا اور اسے احکام الٰہی نافذ کرنے کی وصیت کی۔

اس کے بعد سلطان برابر اپنی جنگی قوت و طاقت بڑھاتے رہے حتیٰ کہ جنگ بلقان کے زمانہ میں ترکوں سے اپنے علاقے (احساء وغیرہ) واپس لے لئے جنگ کے اختتام پر ترکوں نے پھر ان علاقوں پر قابض ہونے کا ارادہ کیا مگر بین الاقوامی سیاست نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا اور انور پاشا عربی امراء کو اپنا دشمن بنانا نہیں چاہتے تھے۔ اس وجہ سے بالآخر ترکی حکومت نے بھی سلطان عبدالعزیز کے قبضہ کو تسلیم کر لیا۔

شریف مکہ اور سلطان ابن سعود

اب شریف غالب کے بعد شریف حسین آف مکہ نجدیوں کی اس بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر نہ رہ سکا اور نجد پر لشکر کشی کر دی لیکن سلطان عبدالعزیز کے مقابلہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاب نہ لاسکا اور بے نیل و مرام واپس چلا آیا۔ یہ مخاصمت برابر جاری رہی حتیٰ کہ جنگ عظیم کے زمانہ میں شریف حسین نے ترکی حکومت سے بھی غداری کی، اور انگریزوں سے ساز باز کر کے ترکوں کو حجاز سے نکال دیا اور مطلق العنان ہو کر اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا اور نجدیوں کے حجاز میں داخلہ اور حج پر پابندی لگا دی اور ہر طرح سے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ سلطان عبدالعزیز اس اثنا میں بالکل خاموشی سے حالات کا مطالعہ کرتے رہے اور حسین بن علی کو صلح جوئی اور عرب اتحاد کے متعلق خطوط بھی لکھے اور کوشش کی کہ شریف مکہ سے تعلقات درست ہو جائیں مگر یہ ساری کوششیں رائیگاں ثابت ہوئیں اور ابن سعود کی نرمی کو ان کی کمزوری پر محمول کیا اور حکومت برطانیہ کی وساطت سے معاہدہ امن کے لئے ایسی شرائط پیش کر دیں جو کسی طرح قابل قبول نہ تھیں۔

ان حالات میں اب طاقت آزمائی کے سوا کوئی چارکار نہ تھا۔ مگر ابن سعود پھر بھی حجاز پر حملہ آور ہونے میں متامل تھے اور عالم اسلام کی رائے معلوم کرنے کے خواہاں تھے۔ اس کے بعد شریف حسین نے مصری طبی وفد کو بھی حجاز میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی اور فؤاد شاہ مصر کی طرف سے جو غلاف کعبہ کو پہنایا گیا تھا وہ اُتار کر پھینک دیا جس پر مصری عوام نے سخت احتجاج کیا۔ یہ نزاع ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ شریف حسین بن علی اپنے بیٹے امیر عبداللہ امیر شرق الاردن کی دعوت پر عمان پہنچ گیا اور خلافت عظمیٰ کا تاج پہن کر وہاں سے واپس آیا جو اس کے حق میں اور بھی نقصان دہ ثابت ہوا۔ سلطان عبدالعزیز کے اس بیان سے جو جنرل جمال پاشا کے نام اخبار ہند جدید کلکتہ میں ۲۶ رمضان ۱۳۵۲ھ کو شائع ہوا اس حالات پر روشنی پڑتی ہے۔ سلطان لکھتے ہیں۔

"ہم نے نہ کبھی خونریزی کا ارادہ کیا اور نہ فتوحات کے شوق نے ہمیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برانگیختہ کیا۔ بخدا ہم نے یہ جنگ محض فی سبیل اللہ کی.....
شاہ حسین نے ہمیں فریضۂ حج سے روکا، حجاز میں تجارت سے
منع کر دیا..... ہم نے ان تمام زیادتیوں پر صبر کیا اور جو نجدی چھپ چھپا
کر حج کے لئے گئے ان کو پکڑ کر بے دریغ ظلم وستم ڈھائے..... اور شاہ
حسین کی مسلسل یہی روش رہی اور نجدیوں پر وہابی کافر ہونے کے فتوے
صادر کئے..... بالآخر مجھے مجبور ہو کر حجاز پر حملہ کرنا پڑا۔"

طائف پر حملہ ان تمام حالات سے تنگ آکر بالآخر ابن سعود نے حجاز پر قبضہ کا پروگرام بنایا تاکہ دعوت توحید کو عالم اسلامی میں پھیلایا جاسکے اور عقائد سلفیہ کی وضاحت کی جاسکے۔

چنانچہ تمام حالات کے مطالعہ کے بعد ۱۳۴۳ھ کو نجدی افواج نے طائف پر حملہ کر دیا اور اسے صرف دو روز میں فتح کر کے ایک ہفتہ کے اندر ہی یہ فوجیں مکہ پہنچ گئیں جس کے نتیجہ میں شریف مکہ حسین بن علی کو معزول کر کے الحزب الوطنی کے نام سے قومی حکومت قائم کی گئی اور علی بن حسین کو اس کا آئینی سربراہ بنایا گیا۔ ابن سعود سے مطالبہ کیا گیا کہ جب تک عالم اسلام سے وفود پہنچکر کوئی فیصلہ نہ کرلیں آپ کسی قسم کا اقدام نہ کریں خصوصاً خلافت کمیٹی ہند کے وفد کا انتظار کیا جائے۔ ابن سعود نے اس موقعہ پر ایک تاریخی خطبہ دیا اور کہا:۔

"اب میں مکہ مکرمہ کے لئے عازم سفر ہوں تاکہ پاک سرزمین میں جو
مظالم ہو رہے ہیں ان کا ازالہ کردوں اور امن وامان قائم کروں احکام
شریعت کا اجراء ہو اب وہاں اللہ کی شریعت جاری ہوگی۔ مکہ مکرمہ
چونکہ تمام مسلمانوں کا مرکز ہے لہٰذا وہاں پر عالم اسلامی کی خواہش کے
مطابق انتظام چلنا چاہیئے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب یہ طے ہوگیا تو ابن سعود نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ مکہ پہنچ کر عمرہ ادا کیا اور اور نہایت سادہ لباس میں وفود سے ملاقات کی۔ حالات کا جائزہ لیا اور مکہ مکرمہ کی مرکزی حیثیت بیان کی اور وہابیوں پر جو تہمتیں قائم کی گئی تھیں ایک ایک کرکے ان کا جواب دیا اور شیخ شنقیطی کی تجویز کے مطابق وہابی عقائد کی چھان بین کے لئے جانبین سے علماء کی مجلس مناظرہ قائم کی گئی اور سلطان کی طرف سے چھ چھ علماء نے نمائندگی کی، جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:۔

(۱) شیخ عبداللہ بن حسن آل شیخ (۲) شیخ عبدالرحمٰن بن عبداللطیف آل الشیخ (۳) شیخ محمد بن عثمان الستاری (۴) شیخ عبدالرحمٰن بن داؤد (۵) شیخ عبدالرحمٰن زاحم (۶) شیخ مبارک بن باز

ان علماء نے تمام اصول و فروع کو موضوع بحث بنایا اور ثابت کر دیا کہ وہابی حق پر ہیں اس مجلس مناظرہ میں جو مباحث زیر بحث آئے اور بالآخر جن امور پر فیصلہ ہوا وہ حسب ذیل ہیں:۔

(الف) سلف صالح کا عقیدہ ہی واجب الاتباع ہے۔

(ب) ارکان اسلام پانچ ہیں جو ان کا اقرار نہ کرے وہ خارج از اسلام ہے۔

(ج) نفع حاصل کرنے اور ضرر کو روکنے کے لئے غیراللہ کو پکارنا شرک ہے۔

(د) قبروں پر عمارتیں بنانا، ان پر چراغاں کرنا اور ان میں نماز ادا کرنا بدعت محرمہ ہے۔

(ھ) کسی کی جاہ کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا بدعت محرمہ ہے۔

ان امور پر اتفاق رائے کے بعد ان کی اشاعت کر دی گئی تاکہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ وہابیوں کے خلاف پروپیگنڈہ غلط ہے اور غرض پرستوں نے امت میں انشقاق پیدا کرنے کے لئے یہ افتراءات پیدا کئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازاں بعد ابن سعود نے رسمی طور پر اعلان کیا کہ حجاز میں حکومت اس طرز پر ہوگی جسے عالم اسلام کے نمائندے تشکیل دیں گے مگر حجازیوں نے اسے قبول نہ کیا کیوں کہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے حقوق میں مداخلت ہے جو ہمیں گوارا نہیں۔

اس پر ابن سعود نے اہل مکہ کے نمائندوں پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی جو ابن سعود اور عوام کے درمیان رابطہ کا کام دے سکے۔ اس پر تمام اہل حجاز نے بہ طیب خاطر سلطان ابن سعود کو ملک الحجاز تسلیم کر لیا۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الفیصل نے اتحاد عرب اور اتحاد اسلامی کے لئے جو خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ کے سنہری اوراق ہیں خود شریف حسین کے صاحبزادہ شاہ فیصل نے اعتراف کیا کہ "حالات نے ایسی صورت اختیار کر لی ہے کہ ابن سعود کا وجود حجاز میں ضروری ہے اور ابن سعود کی بربادی خود عرب کی بربادی ہے۔ نیز انہوں نے بقول امیر شکیب ارسلان اعتراف کیا:۔

" اگر ابن سعود نہ ہوتے تو بھی تمام عرب کا فرض تھا کہ ایک ابن سعود پیدا کرتے۔ کیوں کہ ان حالات میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو ابن سعود کی جگہ پر کر سکے۔ اگر ابن سعود نہ ہوتے تو عرب طوائف الملوکی کا شکار ہو جاتا اور اجنبی طاقتیں عرب کے جس راستہ سے چاہتیں گھس پڑتیں ان کو کوئی روکنے والا نہ ہوتا۔ لہٰذا تمام عرب کا فرض ہے کہ ابن سعود کی اطاعت کریں۔

امیر شکیب ارسلان جو دولت عثمانیہ کے معتمد تھے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

" سلطان عبدالعزیز فی الواقع ایسے شخص ہیں کہ اس سے امت عربیہ کی توقعات وابستہ ہیں جن کو وہ پورا کر رہے ہیں اور کر دکھائیں گے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی حکومت کے امن و امان کی تعریف بریلوی اور شیعہ حضرات نے بھی کی اور تحریر و تقریر میں اس کا اظہار کیا۔

مخالفین کے اعتراضات اور اہلحدیث

جب سعودی حکومت نجد و حجاز میں قائم ہو گئی اور سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الفیصل آل سعود نے رسوم و بدعات کے استیصال اصلاح عقائد اور کتاب و سنت کی نشر و اشاعت کے لئے پروگرام کے تحت کام شروع کر دیا تو قبروں پر سے قبوں کی ریخت اور شرک و بدعات کے آثار محو کرنے کی وجہ سے اہل بدعت نے سعودی حکومت کے خلاف الزامات و اتہامات قائم کر دیئے اور ان کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ چنانچہ ہم یہاں پر ان کے مشہور اعتراضات اور الزامات کی اصل حقیقت قارئین کے سامنے رکھتے ہیں۔

قرن الشیطان کا ظہور

پاک و ہند کے اہل بدعت اور قبہ پرستوں کو چوں کہ اہل توحید سے خاص عناد ہے۔ اس لئے وہ اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کے لئے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

(۱) بخاری شریف میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن اور شام کے لئے برکت کی دعا فرمائی تو صحابۂ کرام نے عرض کیا: "ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمایئے تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا:

هناك الزلازل والفتن و منها يطلع قرن الشيطان۔	کہ وہاں زلزلے اور فتنے پیدا ہونگے اور وہاں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا۔

مخالفین کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ قرن الشیطان (نعوذ باللہ) یہ نجدی لوگ ہیں اور اس حدیث کے مصداق یہ وہابی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگران لوگوں نے اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ رکھی ہے اور حقائق سے صرف نظر کرکے محض کینہ و عداوت کی بناء پر اس قسم کے حربے استعمال کر رہے ہیں۔ حالاں کہ نجد متعدد علاقوں کا نام ہے۔ جن میں نجد یمن، نجد حجاز اور نجد عراق سب شامل ہیں اور حدیث میں جس نجد کا ذکر ہے اس سے نجد عراق مراد ہے۔ جس کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں :۔

(الف) حدیث میں صراحتاً مذکور ہے کہ آپ نے یہ الفاظ منبر کے پاس کھڑے ہو کر مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمائے ہیں۔ چنانچہ فتح الباری شرح بخاری میں ہے :۔

الا ان الفتنة هنا يشير الى المشرق حيث يطلع قرن الشيطان۔	کہ آپ نے مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ادھر سے فتنے اٹھیں گے جہاں سے قرن الشیطان طلوع کرے گا۔

صحیح مسلم کی روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ میں بھی یہ تصریح موجود ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے مدینہ مسجد نبوی میں منبر کے پاس کھڑے ہو کر مشرق کی جانب اشارہ کیا ہے اور مشرق کی جانب نجد عراق کے سوا کوئی دوسرا نجد نہیں ہے چنانچہ علامہ خطابی لکھتے ہیں۔

نجد من جهة المشرق و من كان بالمدينة كان نجدهٗ بادية العراق ونواحيها وهي مشرق اهل مدينة۔	اس حدیث میں مشرقی جانب کا نجد مراد ہے اور جو شخص مدینہ میں ہے اس کا نجد بادیہ عراق اور اس کے اطراف ہیں اور یہ اہل مدینہ کا مشرق ہے۔

مولانا احمد علی سہارنپوری حاشیہ صحیح بخاری ص۱۰۵ میں لکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومن کان بالمدینة الطیبة صلی اللہ علی ساکنہا وسلم کان نجدہ بادیة العراق ونواحیہا وھی مشرق اھلہا۔	یعنی جو مدینہ طیبہ میں رہتا ہے، اس کا نجد عراق کا علاقہ ہے اور عراق اور اس کے نواحی اہل مدینہ کا مشرق ہیں۔

بلکہ حدیث میں جہاں بھی مطلق نجد کا ذکر آیا ہے تو قطع نظر دلیل خارجی کے نجد سے عراق ہی مراد ہے۔ بخاری حدیث باب السریۃ التی قبل نجد میں ہے کہ رسول اللہ نے ..... نجد کی طرف ایک سریہ بھیجا" علامہ کرمانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں :۔

کلما ارتفع من تھامة الی ارض العراق فھو نجد۔	کہ تہامہ سے سرزمین عراق تک جتنا بلند قطعہ ہے وہ سب نجد ہے

اس طرح دیگر احادیث بھی اس کی شاھد ہیں۔ مثلاً حضرت علیؓ کے یمن سے سونا بھیجنے اور آپؐ کے تالیف قلوب کے لئے بعض سرداروں کو تقسیم کرتے کے ضمن میں بھی صنادید نجد کا لفظ آیا ہے۔ جس سے مراد نجد عراق ہی ہے علاوہ ازیں اس حدیث کے بعض طرق میں لفظ عراق بالتصریح بھی مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو کنز العمال ج ۶ ص ۲۶۴، ج ۷، ص ۱۶۴، مسند احمد ج ۲ ص ۱۴۳، عن ابن عمر، جس کے الفاظ ہیں :۔

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشیر بیدہ الی العراق ھا ان الفتنة ھٰھنا ثلاث مرات من حیث یطلع قرن الشیطان	کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ کتنے فتنے وہاں سے ظاہر ہونگے جہاں سے قرن شیطان ظاہر ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا اس حدیث میں نجد عراق مراد ہے۔ مگر چونکہ نجدیوں نے قبروں سے قبے گرائے ہیں اور اصلاح عقائد کی تحریک شروع کی ہے اس لئے ازراہ عناد اہل بدعت اس قسم کی بکواس کرتے ہیں، سچ ہے : وما نقموا منهم الا ان يؤمنوا بالله العزيز الحميد۔

غالباً ۱۹۳۴ء میں جب جلالۃ الملک ابن سعود نے ایک امریکن کمپنی سے معاہدہ کان کنی کیا تو ہندوستان میں سلطانؒ کے مخالفین نے معاندانہ پروپیگنڈہ تیز کر دیا حتیٰ کہ جماعت احرار نے مولانا داؤد غزنوی کے زیر قیادت ایک وفد تشکیل دیا جو حج کے موقعہ پر جا کر سلطان سے فسخ معاہدہ پر گفتگو کرے چنانچہ مولانا محمد اسماعیل غزنوی مرحوم کو پتہ چلا تو انہوں نے سلطان سے مدافعت کے لئے پمفلٹ چھاپے اور جمعیت اہلحدیث نے بھی حالات کا جائزہ لینے کے لئے ایک وفد روانہ کیا جس کے قائد حافظ عبداللہ صاحب مرحوم روپڑی تھے۔ اس سلسلہ میں اخبار تنظیم اہل حدیث نے سلطان ابن سعود کی حمایت میں مضامین لکھے اور معاہدہ کی تائید کی۔

"اب ہم ان الفاظ کے ساتھ سلطان المعظم ابن سعود ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت بابرکت میں خدمات تنظیم کی پیش کش گذار کر بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس اسلامی فرمانروا کو شاد و بامراد کرے۔ اور ان کے معاندین کو ہدایت عطا فرمائے۔"

اس کے علاوہ بریلوی اور شیعہ کے خلاف تنظیم اہلحدیث نے جلالۃ الملک ابن سعود کے عہد ہمایونی کی برکات بیان کیں اور ابن سعود سے قبل اور بعد کے حجاز کا موازنہ کر کے امن و امان کی حالت بیان کی ابن سعود کے حرمین پر قبضہ سے پہلے کی حالت تو سعدی کے الفاظ میں یہ تھی:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرم در پیش و حرامیاں در پس

الفقیہ امرتسر نے معاندانہ پروپیگنڈا کیا جمعیت اہلحدیث پنجاب کے ترجمان کی حیثیت سے اخبار تنظیم نے ان سب کی مدلل تردید کی سلطان ابن سعودؒ کی امن مساعی کو ہدیۂ عقیدت پیش کیا۔ اس دور میں مولانا ظفر علی خاں صاحب نے سلطان ابن سعود کو ان الفاظ میں ہدیہ تہنیت پیش کیا:۔

شتربانوں کو بخشی جا رہی ہے پھر جہانبانی
عرب کی ریت کے ذرّے بنے گردوں کے سیارے
حجاز اور اس کی تطہیر آئی حصے نجد والوں کے
کہا سچ کہنے والوں نے کہ "ہر مردے و ہر کارے"
خدا کی رحمتیں ابن سعود اور اس کی دولت پر
جسے ڈھب یاد ہیں اقبال کی تسخیر کے سارے
سکھا سکتے ہیں جو تہذیب ان صحرا نشینوں کو
وہ ہیں اس دور کی شائستگی کے عرش کے تارے
اُبلنے لگ گیا پھر چشمۂ نور ان اماکن سے
جو تھے ایام سابق میں سیہ مستی کے گہوارے
حجاز اب ملت بیضا کی رعنائی کا گھر ہوگا
بجیں گے اب یہاں اسلام کی شوکت کے نقارے

مولانا مرحوم نے سچ فرمایا ہے اب واقعی حجاز مقدس میں اسلام کی شوکت کے نقارے بج رہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے دوسری نظمیں بھی لکھیں جو اس دور کے زمینداروں میں شائع ہوئیں ان نظموں میں ایک کا نام تطہیر شیرب بھی ہے جو سعودی عساکر کے مدینہ پر قبضہ کی خبر ملنے پر لکھی گئی اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہیں نمازیانِ نجد پیغمبر کے پاسبان — شیرب میں خیمہ زن ہیں خدا کے جنود آج
آتے ہی مسجد نبوی میں پڑھی نماز — کیا لطف دے گیا رکوع و سجود
منکر بتاتے جاتے تھے جس نام پاک کے — اس پہ یہ لوگ بھیج رہے ہیں درود آج
ان جھوٹ کا کہ گنبد خضریٰ ہوا شہید — سلطان نے بکھیر دیا تار و پود آج

اس طرح حجاز پر قبضہ کیا تو اس پر مولانا ظفر علی خاں کا قلم مترشح ہوتا نظر آتا ہے۔ ؎

ہم آتے اور ہوتی کامل حجاز کی تطہیر — سفر بہت ہی مبارک رہا مدینے کا
ثنا ابن سعود اس سے بڑھ کر کیا کیجئے — کہ نا خدا وہ اسلام کے سفینے کا

الغرض حجاز پر قبضہ کی گو علی برادران نے مخالفت کی مگر کبار علماء ہند اور نامور صحافیوں نے اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ مولانا ثناء اللہ مرحوم امرتسری نے سلطان ابن سعود پر لگائے گئے الزامات کا جواب دیا اور "مسئلہ حجاز پر ایک نظر" کے نام سے ایک کتابچہ بھی شائع کیا۔

مخالفین نے ایک رسالہ "اثبات قبہ جات" بھی شائع کیا جس کے مصنفین میں مولانا نعیم الدین مراد آبادی بھی شامل تھے۔ اس رسالہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے مولانا حسرت موہانی جیسے علماء بھی پکار اٹھے کہ فقہ کی رو سے یہ امور جائز نہیں ہیں۔ قبہ جات کے جواز میں ہمارے دیوبندی علماء بھی خانقاہی نظام کی حمایت کرتے ہیں چنانچہ ۱۹۲۵ء میں انجمن اہل حدیث ملتان کا جلسہ ہوا اور ظاہر ہے کہ اہلحدیث کے جلسوں میں عمل بالسنہ اور ردِ بدعت پر زور دیا جاتا ہے مگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس جلسہ کو دیکھ کر دیوبندی حضرات نے جواباً جلسہ کیا جس میں جناب مولانا انور شاہ کشمیری اور مولانا مرتضیٰ حسن تشریف لائے۔ مولانا انور شاہؒ نے اپنی تقریر میں فرمایا: غیر مقلدین جہالت اور شیطنت سے مملو ہے اور ارشاد ہوا کہ میں نیل الاوطار سے بہتر کتاب لکھ سکتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا کہ شاہ اسمٰعیل شہید بھی مقلد تھے اور قبوں کے متعلق فرمایا: ان کے بنانے کی ممانعت کتب حنفیہ میں موجود ہے مگر جب بن چکیں تو ان کا گرانا بھی درست نہیں بلکہ فقہ کی دو کتابوں میں مشائخ کے لیے قبوں کی اجازت موجود ہے[1] خیر یہ تو ایک ضمنی بحث تھی۔

سلطان ابن سعود نے فتح حجاز کی اصلاحات جاری کیں اور اس غرض کے لیے ایک مجلس قائم کی جس کا نام مجلس التفتیشی رکھا اور پانچ بڑے شعبوں میں اصلاحات کے لیے مجلس کو پورے اختیارات تفویض کر دیئے۔

(۱) اصلاح المعارف (۲) اصلاح القضاء۔

(۳) اصلاح صحتِ عامہ (۴) اصلاح الامور العامہ۔

(۵) محکمہ مواصلات کا قیام۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شعبہ قائم کیا اور رفاہ عامہ کے سلسلہ میں بہت زیادہ سہولتیں فراہم کیں۔ حرمین کی اصلاح اور توسیع کے منصوبے جاری رکھے اور اس کے ساتھ دعوتِ اسلامی کا کام بھی چلتا رہا جس کی تاسیس شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نے محمد بن سعود کے عہد میں رکھی تھی الغرض جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز کی شخصیت تاریخ ساز تھی۔ انھوں نے اپنی سلطنت کے اصول مقرر کر رکھے تھے جن پر وہ عمل پیرا رہے۔

---

[1] رپورٹ اہل حدیث ۱۹۲۵ء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ا) سلطنت کا پہلا عمود مذہب تھا شاہ اپنی زندگی میں اوّل تا آخر ایک پکے اور سچے مسلمان رہے۔

(ب) کشادہ دستی اور رحم دلی ان کا شیوہ بن چکا تھا اور بدوؤں پر بے دریغ خرچ کرتے۔

(ج) مقاصد کی تکمیل میں رازداری سے کام لیتے حتّٰی کہ قریبی مشیر بھی ان منصوبوں سے بے خبر ہوتے۔

(د) جرأت مندی اور دلیری کا مظہر تھے بہادری کی بیشمار داستانیں مشہور ہیں۔

(ھ) استقلال کی غیر معمولی قوت، بڑے بڑے کام کرنے میں ہمت نہ ہارے۔

(و) دیانت اور عدالت ہر معاملہ میں دیانتداری اور صاف گوئی سے کام لیتے اور لوگ شاہ کی بات پر اعتماد کرتے۔

(ذ) حاضر دماغی اور ذہنی استعداد میں کمال حاصل تھا اور بڑے بڑے معرکوں میں فوری فیصلہ پر پوری مہارت سے کام لیتے۔

جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود نے ۱۹۰۲-۱۹۵۳ء اکیاون سال حکومت کی اور اتحاد عرب کے داعی رہے تاکہ خارجی اثرات جزیرہ عرب کو محفوظ رکھا جائے اور تعلیم کے ذریعہ بدوؤں کی حالت کو سدھارا جائے چنانچہ جلالۃ الملک نے جس حکمتِ عملی سے جزیرۂ عرب میں اتحاد عرب کا عَلَم بلند کیا اور عربوں کی اصلاح میں ساعی بروئے کار لاتے وہ سب کے سامنے ہیں۔

شاہ فیصل شہید

فیصل شہید ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ریاض پر نیا نیا قبضہ ہوا تھا اس لیے سلطان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز نے اپنے بیٹوں کی تربیت بھی عسکری انداز میں کی چنانچہ فیصل اوائل عمر ہی میں اپنے دو بھائیوں ترکی اور سعود کے ساتھ فوجی تربیت کے لیے کیمپ میں جانے لگے اور تیغوں کے سائے میں پل کر جوان ہونے کا مصداق بن گئے اور لڑائیوں میں تجربہ کے علاوہ بیرونِ ملک منعقد ہونے والی سیاسی مجالس اور گفتگو کے مواقع بھی میسّر آئے۔

۱۹۲۵ء میں جلالۃ الملک عبدالعزیز نے فیصل کو حجاز کا والی مقرّر کر دیا جبکہ ان کی عمر بیس سال سے متجاوز نہ تھی۔ فیصل مرحوم صوبہ حجاز کا نظم و نسق احسن طریقے سے سرانجام دیا۔ ۱۹۳۰ء کو سعودیہ کی وزارتِ خارجہ کا قلمدان بھی ان کے سپرد کر دیا۔ اس طرح مملکت سعودیہ عربیہ کے پہلے وزیر خارجہ ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا۔

۱۹۲۶ء میں حج کے موقع پر سلطان ابن سعود نے مؤتمر عالم اسلامی کے انعقاد کا اہتمام کیا تو والیٔ حجاز ہونے کے ناطے جملہ انتظامات کی نگرانی امیر فیصل مرحوم کے سپرد تھی انھوں نے اپنے فرائض اس خوش اسلوبی سے انجام دیئے کہ مندوبین عش عش کر اٹھے حجاز کا گورنر اور وزیر خارجہ بننے کے بعد فیصل کی صلاحیتوں میں جلا پیدا ہوتا گیا اور کم عمری کے باوجود آپ کو عالمی امور اور انتظامی معاملات میں دسترس حاصل ہو گئی۔

۱۹۳۱ء میں مملکت کے معاشی حالات دگرگوں ہو گئے اور اخراجات میں غیر معمولی اضافہ کی وجہ سے خزانہ عامرہ خالی ہو گیا ابن سعود نے ایک سال کی تگ و دو کے بعد یہ ذمہ داری بھی فیصل پر ڈال دی۔

چنانچہ ۱۹۳۱ء کو سلطان ابن سعود نے فیصل کو یورپ بھیجا جہاں مختلف النوع کے سیاسی مسائل پر گفتگو کرنا تھی اور فرانس، برطانیہ اور روس اور ترکی کی حکومتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ے مشرقی مسائل پر رجحانات کا اندازہ لگانا تھا۔ مزید برآں اٹلی کے ساتھ معاہدے کا مسودہ بھی تیار تھا جس پر فیصل نے دستخط کرنا تھے۔

وزیرِ خارجہ یہ چاہتے تھے کہ ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات بہتر ہوں تاکہ اندرونِ ملک ترقی کی طرف توجہ دی جا سکے۔ چنانچہ ۱۹۳۲ء میں شرقِ اردن کے شاہ عبداللہ کے ساتھ دوستی اور اچھی ہمسائیگی کا معاہدہ ہوا۔

اس سے کچھ کشیدگی کے بعد ۱۹۳۴ء میں دوبارہ معاہدہ ہو گیا اور پھر ایران اور عراق کے ساتھ بھی اس قسم کے معاہدے قرار پا گئے۔

دوسری جنگ عظیم میں سعودی عرب کے غیر جانب دار رہنے میں بھی فیصل کا فیصلہ فائق رہا بالآخر ۱۹۴۵ء کو جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ پھر ۱۹۴۳ء میں امیر فیصل تے امریکہ کا دورہ کیا اس سفر میں ان کے ساتھ شہزادہ خالد بھی تھے۔ شاہ فیصل نے امریکی اربابِ اختیار سے گفتگو کی، یہ دورہ کامیاب رہا۔ اس کے بعد امریکہ نے جدّہ میں اپنا مستقل لیگیشن قائم کر دیا۔ اس دورے کے دوران شاہ فیصل کے ہمراز عرب نژاد امریکیوں نے ایک ضیافت کا بھی اہتمام کیا۔ اس کے بعد ظہران میں، امریکہ میں ہوائی مستقر تعمیر کرنے کی گفتگو کی۔ مستقر کی تعمیر ۱۹۴۴ء میں شروع ہوئی اور ۱۹۴۶ء میں یہ مکمل ہو گیا۔

۹۹-... ج ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
07803
نمبر

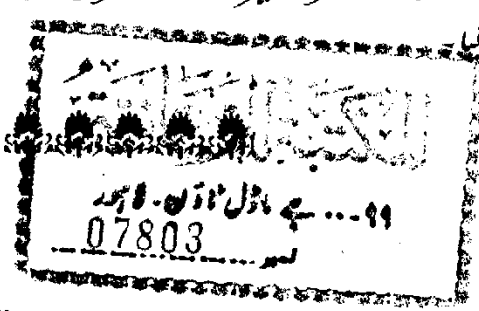

کتابت:- محمود عبدالرشید مدرس وخوشنویس ٹھٹہ عالیہ تحصیل پھالیہ براہ جوکالیاں

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ